

انتخاب دیوان

حصہ پنجم
یعنی

انتخاب دیوان۔ مولیٰ کہنی۔ شاہ مبارک آبرو۔ قاضی محمد صادق خاں اختر میر انشا اللہ صاحب انشا،
مزا قادر بخش صاحب دہلوی۔ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ۔ میر مثنوی سوئی تھی۔ مکمل الشعر اوی کی مراد آبادی
واجد علی شاہ اختر شاہ اوہ۔ مولوی سید علی حیدر نظم طباطبائی۔ شاکر میرٹھی معاصر غالب
مولوی سید امداد امام اثر عظیم آبادی۔ نواب نیر صاحب ششاک لکھنوی۔
طاهر فرسخ آبادی۔ مولوی سید علی محمد شاد عظیم آبادی

جسکو

ضل الحسن حضرت مولانی بی لے سابق اوپیر اردو سے مولیٰ علی گڑھ نے فردا فردا اپنے اردو پریس علی گڑھ
چکر کر سکہ اردو سے مولیٰ کے ساتھ بلوڑ ضمیمہ شائع کیا تھا اور اب کتابی صورت میں لانیکے لئے صرف اہل

محمد عبداللطیف پرنٹری اپنے

اول { مطبع فیض عام واقع علی گڑھ میں چھاپا } قیمت فی جلد
جلد { ایک روپیہ و نیم }
بقلم ادم علی گڑھی

بسم الرحمن الرحیم

دیس

اکتوبر ۱۹۰۹ء کے اردو مصلیٰ میں ہم نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ "اردو زبان کے تمام گذشتہ اور موجودہ اساتذہ کا ایک ایسا تذکرہ ترتیب دیا جائے جس میں ہر استاد کا مفصل حال اور اس کے کام پر بے لاگ توفیق و موجود ہو اور اس تذکرے کی تقسیم باعتبار سلسلے شعرا یا پنج جلدوں میں ہو اس طور پر کہ جلد اول میں سلسلہ شاہ قاسم کے کل استاد اور صاحب یوں شعرا کا ذکر ہو جلد دوم میں سلسلہ مصحفی کا جلد سوم میں سلسلہ ناسخ جلد چہارم میں سلسلے میر تقی میر میر تقی میر مرزا مظہر جعفر علی حیدر غالب کا اور جلد پنجم میں اساتذہ متفرق کا حال درج ہو۔"

پہلے یہی خواہش ظاہر کی تھی کہ تجلیل و تہنیتی و ہامیت کی غرض سے تذکرہ مذکور سے علاحدہ پانچ ہی جلدوں میں ایک سو ستر مجموعہ انتخاب داوین کیا ہو تاہم چونکہ انتخاب اس طور پر کیا جاوے کہ ابوجود اختصار دیوان کی صورت قائم رہے یعنی اگرچہ منتخب غزلوں میں اصلی غزلوں سے اضافہ ہو لیکن غزل کی حیثیت بچھڑے قائم رہے یہ تو کہ مطلع و مقطع مناسب کر دیا جاوے اس وقت درمیان کے دو ایک شعر درج کر دیے جائیں بلکہ زیادہ تر وہی غزلیں چھانٹی جائیں جن میں منتخب ہو چکی حالت میں بھی غزل کی صورت باقی رہے یعنی جنہیں کم از کم پانچ شعر قابل انتخاب مل سکیں اور مطلع و مقطع قائم رہے۔"

چنانچہ شعرائے سلسلہ شاہ قاسم میں سے جن اساتذہ کا تذکرہ اردو مصلیٰ میں درج ہوئے وہ کیا تھا اس کا حال اب جدید رسالہ تذکرہ شعرا میں برابر شائع ہو رہا ہے جو وقت یہ حصہ مکمل ہو گا فوراً کتابی شکل میں مرتب کر دیا جائیگا،

انتخاب داوین کی پانچویں جلد ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے، جلد دوم متعلق یہ سلسلہ مصحفی کے اجزاء رسالہ تذکرہ شعرا میں نکل رہے ہیں وہ جلد بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد پانچویں کی تکمیل کو پہنچ جائیگی، نقطہ

حسرت مولائی، ۱۳ ستمبر ۱۹۱۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
انتخابِ دیوان
وکی دکنی

<p>کیتا ہوں تری شکل کو عنوانِ سپان کا اُس گرد کو میں کھل کر وہ دیدہ جاں کا تجہ علم کے چہر پہ نہیں رنگ گماں کا لے خضر قدم سیر کر اس آبِ رواں کا ہی یاد تری مجھ کو سب راحت جانچا</p>	<p>کیتا ہوں ترے نام کو میں دردِ زباں کا جس گردِ ادبِ پیاؤں رکھیں تیرے رسواں مجھ صدقِ طرفِ عدلِ سوا اہلِ مہیا دیکھ جاری ہوئی آنسو مری یوں سبزہ خطِ دیکھ کستا پڑی دلِ سستی پہ مصرعہ رنگین</p>
<p>ہوا جسکے جلوے سوں پریشانِ حال عاشق کا عیاں ہو اشک کے طو مار سوں حوالِ عاشق کا برنگ ابر دریا پار ہے رومالِ عاشق کا ترے بر ہی نے لے ظالم کیا دنیا عاشق کا تری اکھیاں کے دوڑے سون بنا چل عاشق کا فدا ہے عشق میں دلہرے کھل مالِ عاشق کا</p>	<p>تری زلفان کا ہر تار سیہ ہے کالِ عاشق کا نہیں در کار تا بولے بیاں اپنی زبانِ سیتی پوچھو عشق میں جوش و خروش دیکھ ہیبت جہاں جاتا ہوں وہاں آتا ہے سکے کے من پیچھے کد میں دامِ محبت سوں خلاصی انکو ممکن نہیں دلی یوں مصرع رنگین ہوا پورہ جانِ دل</p>
<p>خوش ادا ایسا نہیں دیکھا ہوں دُعا دریا ناز میں عالم میں ہوتے ہیں اکثر بیوفا ماہ نو ہوتا ہے اکثر لے عزیزاں کم نما یار کے دیدار میں دُعا باعثِ ہمدعا گلِ رخاں سوں جاگے پایا ہوں لی کیا</p>	<p>دریا آیا نظر میں آج مسیر سی خوش ادا ہو فاکر تجھ کو بولوں ہوں بجا ہے نازنین کم غما ہے نو جوانِ میرا برنگِ ماہِ نو مدعا عاشقاں ہر آن ہے دیدارِ یار کیا عاشق کے حقیق ہے نگاہِ گلِ رخاں</p>
<p>کیا حقیقی و کی عجزی کا</p>	<p>شعل بہتر ہے عشقِ ز می کا</p>

<p>ہوش کھو یا ہو ہر سازِ ی کا ذکرِ تجھ زلفت کی درازِ ی کا خیرِ بجا ہے خیرِ رازِ ی کا وقت آیا ہی سہرِ فرازی کا</p>	<p>آج تیری بہاؤں نے مسجد میں ہر زباں پر ہے شل شانہ مدام گر نہیں رازِ عشق سوں آگاہ لے دلی سرو قد کون دیکھوں گا</p>
<p>ٹک مہر کے پانی سون یہ آگ بجھاتی جا ایوانِ بہری چیل ٹک ہبسا وبتاتی جا ایوبت کی پوجن ماری ٹک اس پوجاتی جا یہ روشنی افشا ہی انکیاں کو دکھاتی جا یہ کام دہرم کا ہی ٹک اسکو چڑھاتی جا شقائق درس کا ہی ٹک مٹی کھاتی جا</p>	<p>ستغنی کے شعلے سوں جلتے کو جلاتی جا تجھ جال کی قیمت سوں دل میرا نہیں واقف تجھ کوئی کی پستش میں لگی عمر مری ساری تجھ عشق میں مل جگر سب تن کو کیا کاہل تجھ دے کو تو کون پکڑا ہی تری لہٹنے تجھ گھر کی طرف سندر آتا ہی تو لی دائم</p>
<p>آنش عشق پڑی عقل کے سامان میں آ ای چین زارِ جیاد کے گمختان میں آ اشک کرتے ہیں مکاں گوشہ دامن میں آ دفترِ دردِ بے عشق کے دیوان میں آ چاکِ دل تب سوں بسا چاکِ گریباں میں آ طالبِ عشق ہوا صورتِ انسان میں آ عقل کون چوڑ کے مت مجلسِ رندان میں آ امشہ ملک جنونِ غم کے بیابان میں آ درد کہتی ہے مرا زلفت ترے کان میں آ ظلم کون چوڑ سب شیوہ احسان میں آ</p>	<p>وہ صنم جب سون بادیہ تنہا ان میرا ناز دیتا نہیں گر رخصت گلگشتِ چمن یاد آتا ہے مجھے جب وہ گل باغِ وفا نہ تو آدکی تفصیل نہ پوچھو تجھ سون پنجہ عشق سے بیتاب کیا جب سوں مجھے حسن تنہا پردہ تجرید میں سب سون آزاد شخشاں بات تری پیشِ نجاوے ہرگز درد منداں کو، بجز درد نہیں صید مراد بسکہ مجھہ حال سون ہمسری پریشانی میں غم سون تیرے ہی ترجمہ کا محلِ حالِ لی</p>
<p>پوشیدہ دلیں میرے آتا ہے رازِ گویا صورتِ سستی چلا ہے کبھی جہاں گویا سہوارِ تجھ ننگہ کا ہے تارِ سازِ گویا</p>	<p>ہے قدرِ اسرا پا معنی نازِ گویا معنی طرف چلا ہے صورتِ سون یوں کا دل ہر یک نگہ میں تیری ہے نفسِ محبت</p>

تجہ زلفت کو جو بولا ہمدوش مصرع قدر وہ قائل سترگ آیا ہے یوں ولی پر	رکھتا ہے مجھ برابر فسر دراز گویا جلدی سوں صیدا ویر آتا ہی باز گویا
لاوہ گلبدن جسکون اس کشش کی کیا مطلب عزیزاں باغیں چاٹا نہٹہ و شوارہ بجکون ولی جنت ہی رہنا نہیں درکار عاشق کو	چو پایا وصل یوسف اس کیس پر ہوں کیا مطلب گلی گرو کی پایا ہوں مجھے گلشن سوں کیا مطلب جو طالب لامکاں کا ہوا کسی سکون کیا لب
سینے میں ہی تجہ بروی پرست کی نشست تیرے دوین دلیں مری فتنہ خیز ہیں تا مخرج رنگ کن زرد کر ہی اس سبب یہ غم	جوں تیرے ولیچ نگر مست کی نشست شکل سے ایک ٹھاروں دو دست کی نشست دلیں ولی کیس میں ہی جوں جت کی نشست
جولانگری میں گرم ہی وہ شہسوار آج بیشک کریگا خاطر عشاق باغ باغ سے بیٹار دلیں مرے خار خار شوق اطراف آسمان کے ہجوم شفق نہیں برج ہے آسمان سوں فواصیح کی طلب	سینے سے عاشقان کے اٹھا ہی غبار آج آیا ہے التفات پہ وہ نہ ہار آج چیرے کون دیکھ مہر پہ ترے نوکد آج تجہ رنگ نے ہوا کو کون کیا لالہ زار آج پایا ہی تجہ گرم سون ولی اعتبار آج
دستا ہی تجہ جین میں سدا سر طور صبح بیناب آقا ہے تب سوں جہاں میں تجہ کہہ کی آرسی میں ہے نور خدا عیاں ظاہر ہیں تجہ بہار میں اسباب عیش کے تجہ کہہ کا نور جب سوں تاشا کیا ولی	تجہ دیکھنے کون جگ میں ہوا ہے عبور صبح دیکھا ہی تجکوں جسبستی ای رنگ نور صبح روشن ہی تجہ چالستی کوہ طور صبح ہے جلوہ گر تجہی سستی دار السور صبح کر ڈالگا ہی تب سوں جگت میں مور صبح
جب سوں ہوا ترایہ قدر و لربا بلند مت پست فخر تان سون لای سر فزا زمین تجہ ابرواں کون دیکھے کیٹا ہی لے صہم تیری ہواں میں ناز کوں رہتا ہے اسقدر میں عاشقان کی فوج کا سرواں ہوں ولی	نفتا ہوں ہر طرف سوں صدا ہی بلا بلند تجہ قد کا نانو ملک میں ہی نام خدا بلند تجہ حق مین ہلال لئے دست دعا بلند کشتی میں جوں ہے مرتبہ نا خدا بلند مجہ آہ کا ہوا ہی علم تاسا بلند

<p>ہوا ہی گرم توں جب آفتاب کے مانند نکر سوال مہرے درد کی حکایت کا ننگا گرم ہیں اُس شعلہ قد نے مجلس میں</p>	<p>کیا ہے ہوش نے پرواز آ کے مانند کہ مجھ زباں پہ ہے حاضر جواب کے مانند کیا بشتہ ولی کون کبار کے مانند</p>
<p>اب جدائی نکر خدا سوں ڈر راست کیشوں سوں امی کہاں ابرو مت تغافل کو راہ دی ای شوخ خون عاشق سوں بوجازت ناز لے سنگر غضب سوں نگہ آئی</p>	<p>بیوفائی نکر خدا سوں ڈر کچھ ادائی نہ کر خدا سوں ڈر جگ ہنسائی نکر خدا سوں ڈر کف خائی نکر خدا سوں ڈر کسر بائی نکر خدا سوں ڈر</p>
<p>بیوفائی نکر خدا سوں ڈر ہے جدائی میں زندگی مشکل آرسی دیکھ کر نہ ہو غم دور اُس سوں جو آشنا در نہیں لے ولی غیر آستانہ پابر</p>	<p>جگ ہنسائی نکر خدا سوں ڈر آخداائی نکر خدا سوں ڈر خود ہنسائی نکر خدا سوں ڈر آشنائی نکر خدا سوں ڈر جیمہ سائی نکر خدا سوں ڈر</p>
<p>چمن میں جب چلے اس صحن عالم میں ٹھکر تری باتوں کی نرمی کی اگر شہرت عالم میں ترمی ابرو کی پہونچے گزیر سحر میں ابد کون</p>	<p>کے تعظیم خوشبو ہر گل سیراب سوں اٹھکر وہیں آوی قد مبوسی کو نخل خواب سوں اٹھکر تماشا دیکھنے آوی نرا محراب سوں اٹھکر</p>
<p>اچھا آیا ست سائی جہاں لیکر سجائوں خط ترا کس بجٹا پیر تری سائی گرمی کون لالہ باغ میں سکوں جو لگیں کرتا ہوں سجدہ ولی تیری لبوں سوں انکس طبع</p>	<p>گیا ایک بار کی آرام لیکر چلا ہے آج فوج شام لیکر کھڑا ہے فقط ہو جہاں لیکر جو کوئی آتا ہے تیرا نام لیکر حیلا ہے لذت و شتام لیکر</p>
<p>گرچمن میں چلے وہ رشک بہار بلبلان ہر طرف سوں اٹھ دوڑیں</p>	<p>گل گرس نقد آب و رنگ نثار دیکھنے کوں اُسے ہزار ہزار</p>

جن نے دیکھا ہے اُس پر برو کوں تجہ درس کے خیال میں دالم یا دتجہ خط سبز کی الیشوخ بیکر پاپا ہے تجہ جفا سونگست لے دلی اُس سے حرف ہونش پوچھ	صورت ہوش سوں ہوا بیزار مثل نیساں ہے چشم گوہر پار ز جسم دل پر سے مرہم زنگار خانہ دل ہوا ہے آسپہنہ زار جو ہوا مست حبلوہ دیدار
عشق کے ہاتھ سوں ہوئے دل ریش جو مرا ہو رہا ہے زیر و زبر جب کوں قرب ہے عشق سوں تیر لے دلی اُس کا زہر کیوں اترے	جگ میں کیا بادشاہ کیا درویش جب سوں تیرا فراق آیا پیش اُس کے نزدیک کب عزیز ہوں غیش جن نے کھا پایا ہے عاشق کا نش
کہوں کس سے عزیزاں کو درد لاشانہ غبار خاطر غناک سوں مجھ پر ہوا ظاہر بیان سینہ چاکاں لے دلی کیوں کس کے	نہیں اک گوش محرم تلمسے آؤ غنائں کہ غیر از درد و دوا نہیں ہی بار کا درنائں اگر بوی گل سوں ناز کرتی آہنگ دنائں
آتا رہی جب چین میں لوزرین کلاہ سوں بزم ادا و ناز کوں وہ شورخ نازین بیجا نہیں ہے رخ پہ مرے رنگ اضطراب پروانہ وار عشق میں تیرے جوسر دیا حاجت نہیں چراغ کی مجھ گھر میں دلی	اٹھتی ہی فوج حسن تیری جلوہ گاہ سوں خوشبو کیا ہے غیر موج نگاہ سوں باندھا ہوں دلو آہوے دشت پناہ سوں اُس کا کفن ہے رشتہ شمع نگاہ سوں روشن ہی بزم عیش مری شمع آہ سوں
تجہ مکہ کی جہلم دیکھ گئی جوت چند سوں ہر چند کہ دشت ہی تجہ انکیا سیتی ظاہر اشرف کا یہ مصراع دلی اپنی ہو لچپ	تجہ مکہ پہ عرف دیکھ لئی آب ہر سوں صد شکر کہ تجہ داغ کوں الفت ہی جگر سوں افت ہے دل و جان کو میری جہم گوں
باطن کی گرد دھواٹے یار کر رکھوں اُسکی ادا و ناز کی خوبی کا کر سب ان لائق ہے گردہ شوخ کے اپنے نخر میں	اپنے سخن کا اسکوں خریدار کر رکھوں ہر خوب کوں صورت دیوار کر رکھوں آوے اگر پری تو پرستار کر رکھوں

<p>نرگس کوں اپنی چشم کا ہمسار کر رکھوں یک تار سے کہ رشتہ زنا کر رکھوں سینے کوں داغ عشق سوں گلزار کر رکھوں اُس نگہ بن کو اپنے گلے مار کر رکھوں</p>	<p>برجائے گر کہے کہ چین میں نگاہ کر تبسج تیری زلف کوں کہتی ہو اے صغم تیرے خیال آنے کی پاؤں اگر خسر ایسے نصیب میرے کہاں ہیں ولی کہ آج</p>
<p>یہ نقش پر ہی پردہ میں پہ لکھا ہوں میں صورت دلبر دل شیدا پہ لکھا ہوں نرگس کے قلم سوں گل لالا پہ لکھا ہوں اکثر خط سنا عرستی صہبا پہ لکھا ہوں صنعت سوں ولی دیدہ عتقا پہ لکھا ہوں</p>	<p>تصویر تری جاڑا مصفا پہ لکھا ہوں فرا دکھا صورت معشوق تحسیر پر اے مردک چشم تہہ انکھیاں کی یہ لالی تجہ نرگس مخور کی کیفیست مستی اُسکے دہن تنگ کی ترفیع کا نکتہ</p>
<p>بی تکلف صفحہ کاغذ پر بیض کر وں کس طرح اس غنچہ بند قبا کوں داکروں خود بخود رسوا ہی اس کو پھر کے کیا رسوا کروں جامہ زیبان کو بزنگ صورت دیا کروں زیور لب ذکر سجان الذی اسرار کوں سرو قد کوں دیکھ سیر عالم بالا کروں</p>	<p>خوبی اعجاز حسن یا را اگر انشا کروں جون نسیم اب لک سکرو جی بچے حاصل نہیں کیا کہوں تجھ قد کی خوبی سرو عیاں کے حضور سر کر دوں جب صفت تیری جامہ گل رنگ کے رات کوں آؤں اگر تیری گلی کوں حبیب آرزو دلیں یہی ہو وقت مرنے کو ولی</p>
<p>دیکھ کر حسن بیحجاب سخن تا قیامت ٹھٹھا ہے باب سخن جب زباں سوں اٹھے نقاب سخن لوح دیبا جہ کتب سخن نور معنی ہے آفتاب سخن دل ہوا ہے میرا کباب سخن جکوں جیتے ہیں سب حساب سخن جب لے صندل و گلاب سخن</p>	<p>دل ہوا ہے میرا خراب سخن راہ مضمون تازہ بند نہیں جلوہ پیرا ہوشا ہر معنی ہے تری بات اے نزاکت فہم لفظ رنگین ہے مطلع رنگین شعر فہموں کی دیکھ سکرمی گرمی عسری و انوری وفا قافی اے ولی درد سر کہو نہ ہے</p>

<p>سحر بردار ہوں پیاسے نین لے دل اس کے اس کے سنبھل کر جا دل ہوا مجھوں آج بیگانہ نرگستان کوں دیکھنے مت جا وہ ہے گلزار آبرو کا گل لے ولی کس آگے کروں فریاد</p>	<p>سحر بردار ہوں پیاسے نین لے دل اس کے اس کے سنبھل کر جا دل ہوا مجھوں آج بیگانہ نرگستان کوں دیکھنے مت جا وہ ہے گلزار آبرو کا گل لے ولی کس آگے کروں فریاد</p>
<p>سید نامی کون دھوا ہی بخرا جھواں کے پانی سوں میری جانب ہر ذرہ پرور مہربانی سوں ہوا جب ضرور عالم ولی شیریں زبانی سوں</p>	<p>سید نامی کون دھوا ہی بخرا جھواں کے پانی سوں میری جانب ہر ذرہ پرور مہربانی سوں ہوا جب ضرور عالم ولی شیریں زبانی سوں</p>
<p>پاکبازی ہی سمع راہ یقین صورت ناز و معنی تبکین چشم میری ہے دامن گلچین دشمن دین و دشمن آئین جب عیاں ہو و آفتاب جبین</p>	<p>صدق ہو آیت رنگ گلشن دین قدسوں تیری عیاں ہو ایجا ناں بکھریا ہوں یاد کر کے بچنے زلف تیری ہوسے وفا دشمن لے ولی تب نہاں ہو لیل فراق</p>
<p>مغز پروانہ سوں روشن ہی چراغ بزم حسن بیچ و تاب زلف ہے دود چراغ بزم حسن خوب رویاں سب ہوئی جوں لالہ داغ بزم حسن وہ صنم جب سوں ہوا عالی داغ بزم حسن عیش کی تصویریں رنگ فراغ بزم حسن</p>	<p>گریہ عشاق سوں خداں ہی باغ بزم حسن عاشقاں اس آتش رخسار کے پیرا و پر حسن کی مجلس کوں جب روشن کیا وہ شمع رو آتش غیرت سوں گل پانی ہوا ہی منزع حرف کرتا ہو ولی عالم میں نقاش صنع</p>
<p>سپندہ دار ہے دل بیقرار آتش حسن خط سیاہ ہی تیرا حصار آتش حسن کہ گرم بھر کے ہوا روزگار آتش حسن ہی آفتاب من شعلہ زار آتش حسن</p>	<p>ہوا ہی جب سوں ترا تل سوار آتش حسن ہنوز حسن کی گرمی بجاسے لے گلرو یہ خط کو دود منظر دیکھ کر ہوا معلوم وہ شمع بزم ادا بریں گر باس زری</p>

<p>آہا نہیں کسی کے خیال و قیاس میں ہیرا لک کون اٹھا کے چڑھایا اکاس میں موتی کے مثل گرچہ ہر ساوے لباس میں گویا گل گلاب کا جلوہ ہے گھاس میں اہل تہوں کی عقل ہی دائم ہراس میں یک تان گاؤے رام کلی یا ہباس میں شاید کہ بوی اُسکی ہونر گس کی گھاس میں</p>	<p>ہے بے آب و زنگ چاکیم داس میں ہیرا گیوں کے پنٹھ میں آکر وہ نہ جیس ہے اسکے مکڑے سوں جلوہ نما موج آفتاب لکنت ہے اُس گردہ میں وہ سر و نما زمین اُسکی بہنوں کو بوجہ کے شمشیر آبدار آدمی فلک سوں زہرہ اتر گردہ مہ جیس جاتا ہوں باغ یا دین اُس چشم کے وکی</p>
<p>ملنے کوں رقیباں کو فراموش کری توں یک دید میں کوئین کو بیہوش کری توں بر جا ہے اگر صحن کو گلپوش کری توں گر گل کی حامل کوں ہم آغوش کری توں ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کری توں</p>	<p>یکبار میری بات اگر گوش کرے توں ہے لکنت ترسے نین میں کیفیت مستی امی سرو شکل اندام آپس نقش قدم سوں غیرت سوں کری چاک گریبان دل پروں امی جان ولی وعدہ دیدار سوں اپنے</p>
<p>اُس نوبہا رسن پردیوانہ ہو دیوانہ ہو ہر آشنائے عقل سوں بیگانہ ہو بیگانہ ہو ایدل تکلف بر طرف مستانہ ہوستانہ ہو امی جانن ہر دل سے جانانہ ہو جانانہ ہو امی گردن چشم بری پیما نہ ہو پیما نہ ہو یہ آس غفلت کی نہیں فرزانہ ہو فرزانہ ہو اے سرگذشت حال دل افسانہ ہوا فسانہ ہو ہر دم خیال یار سوں بھانہ ہو بھانہ ہو</p>	<p>ای دل سدا اُس شمع پر پروانہ ہو پروانہ ہو اے یار تجہ منظور ہر آشنائی عشق کی میری طرف ساغر بکھٹ آیا ہو وہ مست جیا جاری رکھیا کب تک رسم جفا و جور کوں مجھ کوں تھار درد سوں پیدا ہوا ہو درد سوں اسوقت پیتم کی نگہ کرتی ہو مشق دلبری میرے سخن کوں ہر سوں منتا دی وہ رنگین ادا عالم میں تجھ کوں امی ولی ہو فکر جمعیت اگر</p>
<p>اپنے عاشق کو رلا یا نہ کرو بے گستاہوں کو ستایا نہ کرو زلف کوں ہاتھ لگایا نہ کرو</p>	<p>صحبت غیر پس جانی نہ کرو حق پرستی کا اگر دعو اسے دکھو ہوتی ہے سخن بیستابی</p>

<p>زہر کا جام پلا یا نہ کرو غصہ کون درس دکھایا نہ کرو اس سوں چہرے کوں چھایا نہ کرو</p>	<p>نگہ تلخ سوں اپنے ظالم ہکو برداشت نہیں غصے کی پاکبازاں میں ہے مشہور ولی</p>
<p>کھل گئی ہیں آج انگلیاں ترنس بیمار کی بھول جاتا ہے وہ سب کچھ دیکھ صورت بیمار کی دلکا دشمن ہو مگر کرتا ہے باتیں بیمار کی</p>	<p>دیکھ دستارِ سببنتی ساقی سرشار کی بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہے غریب لے ولی اس بیوفا کی ہر مانی پڑ بھول</p>
<p>اس یار بیوفا کوں ہمارا سلام ہے اس صاحب حیا کوں ہمارا سلام ہے اس دیکے دعا کوں ہمارا سلام ہے اس نازنین پیار کوں ہمارا سلام ہے اس جان دلربا کوں ہمارا سلام ہے</p>	<p>اگر سر خوش ادا کوں ہمارا سلام ہے لینا نہیں سلام ہمارا حجاب سوں اس یار دل میں میرے نہیں اور دعا ناز و ادا سوں دیکوں مرے مبتلا کیا آرام جان و دل ہو ولی جسکا دیکنا</p>
<p>گل ریحان سوں رنگ بو شابی پیشانی کے اگر تک گھر سوں باہر وہ بہار دکھنا سکے اگر کرنے کو دلجوئی وہ سر و خوش دان سکے ولی تیری گلی میں جبکہ مانند گدا سکے</p>	<p>اگر گلشنِ طرہ وہ تو خطِ رنگین ادا سکے کہلے ہر غنچہ دل جو گل شاد ادا دی سوں نثار اُسکے قدم اوپر کروں رہنما سکے بخیلی درس کی ہرگز نہ کیجئے پری سکے</p>
<p>مصور رنگ ہے جس جلوہ تصویر کے دیکھے کہ جوں ہوئی ہے طالب کی حقیقت پیر کے دیکھے کمان آغوش جون کہ کہو لیتی ہے تیرے دیکھے نقشب میں ہیں سب خطاطا اس تحریر کے دیکھے کہ جوں ہوئی ہو فادہ مفتوح کتبیر کے دیکھے</p>	<p>پڑا حیرت میں دل اس حسن عالمگیر کے دیکھے ہوا ہوں مجھ یوں اس زلف خم در خم کے دیکھے کمالیوں دل مرا تیرے نگاہ تیز کی خاطر ترے لہر کے صفحے پر خط لکھا قدرت کا تیرے دیکھے دلی کے دیکھو یوں ہوئی ہے حیرتِ گل بہتر</p>
<p>گلزار میں غنچے کے دہن پر سخن آئے جس برنیں کیا روہ گل پیر میں آئے جس دہن میں کیا روہ نازک بدن آئے</p>	<p>جبوقت بستم میں وہ رنگین دہن آئے تا حشر اٹھے بوسے گلاب اس سے عرق سوں ہرگز سخنِ بخت کون لاوے نہ زبان پر</p>

رکھ شوق سے شکر کاشوقی حسن آو	بر جاو اگر گنگ میں لی پھر کے دوجی بار
بجاویں طبل بٹاوی گا اگر ہ دلہن آوے ز کھوں نشہ تمن انگیاں گونہ سرت مارا ہے اگر میری خبر لینے کو وہ زلف دراز آئے میرے گھر اسطرح آتا ہو تو اس سے بچو میں اور میرے	سودیش گاہ ہم اگر وہ عشوہ ساز گئے نثار دینے کے دینے کے دروہر ہو جنون عشق میں مجھ کو نہیں زنجیر کی حاجت آتش گونہ گانہ جاکے کہ کس کہوں غلی
باوہ میرے سون ہو لہریا باغ عاشقی نہر فغان و فاداری ہے داغ عاشقی گریہ حیرت سون ہو سسبز باغ عاشقی آہ کی آتش سون روشن کر جاغ عاشقی گرد دیوی ناز بلبلی سراغ عاشقی	پورہ آہ سے نثار سون داغ عاشقی اشک فغان آوہ سے سامان طغری نیاز آپ سون دریا کے ہرگز کام نہیں عشاق کو گر طلب ہے تنہوں راز خانہ دل ہو عیا دھندل باغ میں ہرگز بجا چلتا کی
خوبی میں آج ہم سبھی آفتاب سہبت رنگیں بہار حسن بہار عتاب ہے میخانہ تجہ نگاہ سون دائم خراب ہے تب سون نیاز و ناز میں باہم حساب ہے خانو تار زار است خم بزم و تاب ہے	مکتب میں جسے آہ ادا کی کتا سہبت ظاہر ہو اسے مجھ پرے ناز سون صم تیرے عین کے عصر میں بے وقوفی خراب دیوان میں ازل کے طالب سون عشق و جن پوشیدہ حال عشق رہی کیونکہ کی دلی
مرد کا اچھا سبب اگر کوئی ہے زلف تیسری نرا کہ کوئی ہے ہر جیسے دلکا اعتبار کہ کوئی ہے	نہ اسے سبب بہار کہ کوئی ہے میرے دل میں مل ہو مجھ کو تبعیت سلسلے کی آب اشک چہر کی
شرارت کی بہار ہی وہ نہ کہتے ہیں سہبت دشمن کے ہار نیکیوں اک تیرا ہوس ہے بہ حسن کا تماشا ای رنگا مالدیں ہے خونی کے تختہ اور آگ و آتشا ہوس ہے ایر دستہ بزم گرم کی جنوں پناہ ہوس ہے	ہمک شمع موندہ دہی پناہ لیس سہبت اسباب خاک و گستا در کار نہیں ہوں کو توہ مشرق کیبٹہ کو کیا کام چارنی سہبت ہر جیسے باوہا ہی ہر ذرہ کوں دینا نہ زار اگر قیاس لگے ہیں دل کی پر



پتلا ہی کیا ہی، تھکوائے یار مسکرانا	ملک واسطے خدا کے کیا بار مسکرانا
گر چاہے گی سبوں کی نظروں سے آگے	لے برق و یکہیومت زہنا و مسکرانا
غنجوں کو لے ستگر تیری دہن کے آگے	ہنسنا تو کی طرح ہے دشوار مسکرانا
شاعر ہے پوچھ گئے اپنی پہ آپ قائل	یار و نہ اسکی سنکر اشعار مسکرانا
ہمارا یار ہر سبب تک باہم نہوی گا	جو دل میں درد ہی ہرگز دوا ہی کم نہو نیگا
ہاتھوں نے نہ اک تار گر بیان میں پھوڑا	پاؤں نے نہ اک خار بیا بان میں پھوڑا
کسی رہتا نہیں بن چاک ہمارا سینا	نا صحرا زخم کو سینے کے دھار سینا
دم خفا جیسے ہوا اور میں خفا دم سے ہوا	رفتہ رفتہ یہ مرا حال تری غم سے ہوا
سر بدن ہی ہو جدا اور ماتہ شام سے جدا	پیر سر ہوا میرا ہو تیرے آستان سے جدا
کیا بہانے تیرے تجھے اپچشم آنسو بزم میں	ہو گیا وہ یار تجھے اس بہانے سے خدا
یوں دل ادا رہا اپنا اسے فرا سو گم ہوا	مخ و حسی جیسے ہووے آتشیلے سے جدا
مجھ کو کہتے ہیں بڑا دوسرے تجھے یاری کا	سوچنا طور ذرا آپ کی عیسا ہی کا
میں داغ و آبلے سے یوں دلیں جام دینا	جیسے دہرے ہوں ساقی محفل میں جام دینا
گلشن میں دیکھہ نہیں کیا عکس سرو گل سے	ہر نہر کے کنارے سے سال میں جام دینا
بیعت کروں نہ کیونکر پیر مفاں کی زاہد	ہر دستگیرستان شکل میں جام دینا
پرخون پر چشم و دل میں اپنی ہمیں غنیمت	گو اب نہ ہو ہماری محفل میں جام دینا
گردوں کے اب فرا سو سنگ ستھر و لاکھ	لکڑی ہو لکڑی میں یاں گل میں جام دینا
دیکھا ہر جب سے پیر بن اس لوہار کا	داسن نہیں ہر مات میں صبر و قرار کا

دیکھ کر ہر کوئی اشک آنکھوں میں بھر لگا ہاتھ پہنوں کا بھی کچھ اب چب تک جا لگا دیکھ کر ہر کوئی اشک آنکھوں میں بھر لائے لگا یاں سے خطا جانے لگا اور واسی ہر لگا	عشق محسوس اب تو اس حالت پہ پہنچا لگا آئے کر دامن کشاں شاید چمن میں پہر بہار حال اس نوبت کو پہنچا یا مگر اس عشق کی پیر گئی شاید فراسو کچھ زمانے کی ہوا
فرما دو یہ کم گذرا مجنوں پہ بھی کم گذرا کیا کہیں مگر اس سے جو کچھ کہ ہم گذرا	جو آپ کی دوری میں دلیر مے عم گذرا تہا ات فراسو کا مہاں وہ شیریں لب
رولیف "ب"	
ای رشک گل تو اپنی گلی کی زمیں میں اب رکھے ہیں تو وہ دل اندو گھین میں داب تا چند غم کو رکھ گے جان خیزیں رہا	سست میری لاش کو چمن یا سین میں اب ابرو کماں کے تیر ستم میں نے سیکڑوں رہو فراسو کھول کے دل نرم یا سہرا
رولیف "ت"	
جی بھوڑیگا مراد و جد الی ہے سخت	دلیل ہی اسکی دوا لی سودا کی سخت
رولیف "ث"	
اے خاریا بیان ترا دامن ہے میراث تو سوزش غم کی دل بریان ہے میراث اسکی مگر اب زلیف پریشان ہی میراث	سے دست جنون تیرا گریبان ہی میراث جو در و عالم کی جگر چاک ہے جاگیر دیکھا نہ کہو دکھو فراسو ترے خنداں
رولیف "ج"	
دن کو ہی بارات کو صبح کو یا شام بیچ تھا تے نام کو ہم صبح سے تا شام بیچے ہیں	ہم کو کہو تو بھلا نامہ و بیچ نام بیچ یہ سخت روم کی خواہش نہ پاک شام بیچے ہیں
رولیف "ح"	
ہلے ہیں آکے وجد میں سرو سمن علی الصباح ویچے صبا کھلا اگر تر بدن علی الصباح آج سنے جو رشک مہ تیرا سخن علی الصباح	گلتے ہیں قول معرفت مرغ چین علی الصباح بند قبا نہ پول کے شرم سے کہو لی باغیں ہوئے فراسو عقل و ہوش محو ہوئی یک نگاہ

رو لیت خ	
یاں میں رشک خون سے آنکھیں مہم سٹخ	داں ہے تھاری بزم میں می سٹخ جام سٹخ
رو لیت "د"	رو لیت "د"
لازم ہے کہ کاشا نہ خلوت کا ہو در بند	رکھ اسکے قصور میں سدا دیدہ تر بند
رو لیت "ر"	رو لیت "ر"
لوگ آخر لے گئے جھبکو دو بار کینچکر	یق پٹیا تھام عرض اس سے کنار کینچکر
ہم مناسبت لینگے تمہیں دامن تمہارا کینچکر	روٹھ کر پہاڑ و گریبان تم ہمارا کینچکر
دیکھتے دلت مرگب آخر کو دار کینچکر	اپنی تو بخت سکندر پر فراسو مست اگر
گوش گل کیوں کر دیا تو نے مروی اللہ کر	بلبلیں بولیں ہیں ہر دم نالہ جائگاہ کر
دنرات جب سے ہی تری آستان پر	ہو کیوں نہ مہر وہ کا دماغ آسمان پر
کیا ہی بہار حسن ہی اس نوجوان پر	قامت ہو مثل سرود ہن غنیمت رخ چین
جب تک نہ تم بلاؤ کہ آرسے پانگ پر	قدرت نہیں جو آؤں متاعے پانگ پر
وہ گل کہی نہ آیا ہمارے پانگ پر	جسکے لیے پچھائے ہیں پہلوئی سچ روز
تم میرے ساتھ سوئے جو پیائے پانگ پر	مہتابی پیر محل کے شب تاباں ہیں (ق)
سٹھکتے رہے تمام ستارے پانگ پر	حیرت رہی نہ دیدہ متاب کو فقط
پہرتا ہوں لوٹتا ہوا ساری پانگ پر	پڑتی نہیں ہر گل کسی کروٹ ذرا مجھے
وہ کالی رات کیونکہ گزاری پانگ پر	منصف ہو تم ہی جس سے جدا تھا ماہ ہو
لگتے ہیں ہمکو پہلو شرارے پانگ پر	فرقت میں شب فرا سو صنف گلزار کے
چین لے ابتر عدم کے سو نیوالوں کو پچھکر	لے دل مضطرب تو زیر فاک لٹا لو کو نہ چہر
نیو بخت اس لخت آشفہ حالوں کو پچھکر	کیوں وہاں جان کیا چاہے ناصح رند کی
دم میں خوش دم میں خفا ہو جانو لو نکو پچھکر	ای فرا سو سن بقول شخص کیا ہو فائدہ
رو لیت س	رو لیت س
ہو خار جس روش سے گل تر کے آس پاس	بیٹھے ہیں غیروں مے دلبر کے آس پاس

لے درد مانا یہ دیکھ کر کہ تیرے دل کے سبب ہے	لختیہ جگر نہیں مرے سبب کے آس پاس
بہو اچھا یہ کہو سید افریقہ سے	پر طوطی ہندوگر مرے ہر ذرا رقص سے
مر ہے سوز و گداز سے دل پر باب کہ باؤں	کہ پیسے نہ تھی ہی شمع نکل کر بابا کی مالش
لب پہ تہلکے صبح سے تا سہم ہر چہ خوش	سہجے یہ ہم کہ آپ کا تلمبہ کلام ہی چہ خوش
نیتے سلام ہی نہیں میرا کبھی غور سے	آپ کے اس غور کو میرا سلام ہی چہ خوش
خوب غزل ہر گرم سی شہر میں پرشہر رہی	بارے فراسو تیرا ہی کیا ہی کلام ہی چہ خوش
ردیف ص	
کیسے کہے یہ ترے ہر کا قربان عارض	کہ یہ ہمتا ہے چکے ہے دوخندان عارض
ردیف عین	
در پہ بیٹھا ہوں نہیں ہے آہ و زاری فریاد	منہ دکھا جا کر لے ایک دم شرمساری فریاد
دل فراسو جسے اسکی چشم میگوں پر غش	ست رہتا ہوں میں کر کے ہوشیاری فریاد
ردیف ف	
میری تربت پر بشر طیکہ ہوش بخت کو حزن	قتل کو ماجرے کے دیکھو کہ حزن کو حزن
حزن تسکین بھی کہیں نہیں کہا ہو دنگا	پڑ ہو اس خط کو فراسو تو ہر اک حزن کو حزن
ردیف ق	
کئی ندن سے تہ خاک الفت معشوق	بزرگ خار ہوں بچان بدولت معشوق
ردیف ک	
یوں ہے عشق لالہ مرے میری پیرین بیک	بوسم گل جسروش بڑ کا کی بخشش میں لگ
آہ سوزاں کا میرے ہر گز اثر ہوتا نہیں	گیو ای بیدر اس ترے دل پر فن میں لگ
طاس کا سجات ہی آہ سوزاں سے میری	ای فراسو ہی گل دلدار کو دامن میں لگ
قاصد یہ کہو اس بیت معشوق الگ	کب تک رہو گے عاشق رنجور میں لگ
ردیف ل	

آج کہنے ہے پیاسا غریب سرگرم کب تیری آنکھ میں وہ شام کی روشنی ہو جائے کوئی تار نہ پڑے اسے نہ جانے کس کا شعاعِ خورشید سے اگر ہو لگا کا دل غریب سرگرم	کہ پڑے ہوئے ہے پرستی سے گریب سرگرم وہ تیری آنکھ کی سی آنکھیں ہیں وہ شام کی روشنی دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو کی سی روشنی وہ کہتا ہے کہ تیری آنکھوں کی سی آنکھیں ہیں وہ شام کی روشنی
ایک آنسو ہے تیرا جو تیرے دل میں ہے یاد ہے وہ دور ہو گئے ہیں راہِ ہفت کو تیرے دل میں بارش کی سی بارش چلتے دلی کی فراسو کی سی فراسو	تیرے دل میں ہے تیرا جو تیرے دل میں ہے یاد ہے وہ دور ہو گئے ہیں تیرا ہفت کو تیرے دل میں بارش کی سی بارش چلتے دلی کی فراسو کی سی فراسو

اردو لکھنؤ

اب کی جو شے ہے تو بار ہی اوری ہو وہ دل مرا مانگے تیرے دل کا طالب ہو وہ دن گئے جب تیرا دیدار تھا اور میں تھا وہ دن گئے کہ افسانہ پر اشفاق نہیں تھا دلی غارت گاہ میں کوئی پتھر آسمان میں جھلکے تھے میں سمجھتا تھا کہ وہ آسمان میں اب کی جو شے ہے تو بار ہی اوری ہو وہ دل مرا مانگے تیرے دل کا طالب ہو وہ دن گئے جب تیرا دیدار تھا اور میں تھا وہ دن گئے کہ افسانہ پر اشفاق نہیں تھا دلی غارت گاہ میں کوئی پتھر آسمان میں جھلکے تھے میں سمجھتا تھا کہ وہ آسمان میں	اس کے وعدہ فدا کی گئی تار تو اوری ہو انکار ہی اور وہ ہی اقرار ہے اور میں ہوں اب رو بہ رواں کہو گئے دیوار ہی اور میں ہوں ایک دن گشتِ خواباں کا وہ بار ہی اور میں ہوں ہفت خانہ کی اب دیر نہ تار ہی اور میں ہوں ہاتھ وہ میرا ہیں اب سخت ہی اور میں ہوں اب کی جو شے ہے تو بار ہی اوری ہو وہ دل مرا مانگے تیرے دل کا طالب ہو وہ دن گئے جب تیرا دیدار تھا اور میں تھا وہ دن گئے کہ افسانہ پر اشفاق نہیں تھا دلی غارت گاہ میں کوئی پتھر آسمان میں جھلکے تھے میں سمجھتا تھا کہ وہ آسمان میں
--	--

فراسو آنر دو بالانظہر نہیں ہوگا	وہ ماہنتابی پہ بیٹھے جو ماہنتاب کے دن
مرے ہیں ہو کس میں ہم الفت کی معنی ہیں	غم نکلو نہیں کچھ بھی غفلت کے یہ معنی ہیں
جب سے تمہیں دیکھا ہی۔ آئینہ منظر ہے	جسکیں نہ کہیں پلکیں حیرت کے یہ معنی ہیں
دل چیز ہے کیا پیالے والہ جو تم مانگو	ہم جی بھی تمہیں دیو میں ہتے کے یہ معنی ہیں
کل پڑتی نہیں دنگوں دیکھتے تری صورت	اس عالم صورت میں صورت کی یہ معنی ہیں
ساتھ اپنے سدا شکر ہی گریہ و نالے کا	شوکت اسے کہتے ہیں شکت کی یہ معنی ہیں
ہم خاک ہوئے تو بھی در سے نہ تلے تر سے	الفت اسے کہتے ہیں جاہت کی یہ معنی ہیں
دل بند فراسو ہی اس شوخ کی کاکل میں	جی چاہ ذوق میں ہی چاہت کی یہ معنی ہیں
حال سے میرے کوئی لچک کرنا نہیں	یاں فقط بالاسے سو وہی اثر کرنا نہیں
کیوں نہ دل میرا کرے ابا غلط آغوش میں	ایک شب بیٹھا نہ وہ خانہ خراب آغوش میں

اردو لہجہ "و"

میں تو پڑا ہوں در پر اٹکے انکو کچھ فرماؤ	بھوکا تھا اس ناز کا میں ہی گالیاں بھوکا تھا
کھڑا کہیں دکھا تو اٹک کر لقب کو	تا بھول جاؤں دسے میں بچ و عذاب کو
آباد ایک روز نہ دیکھا کہو اسے	کیا لیکے میں کروں دل خانہ خراب کو
بچے معلوم ظالم اس کے نامی جاہت ہمارا	لگے تیرا کہیں اور شجک کو بھیرا سی ہو

اردو لہجہ "ہ"

یوں ہم آغوش ہوں بری کو ساتھ	جس طرح جسم ہونے ہی کیساتھ
اے ہو کس میں وصل کو نہ نام لیچے	کیا یاد ہم کر نیلے کہ نام لیچے
آہ و فغاں و گریہ و سوز و تپاک و درد	کیا ہم ہی ساتھ اپنے سر انجام لیچے

تمام شدہ دیوان فراسو صاحب فرنگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
منتخب دیوان شاہ مبارک
آبرو

ایا ہی صبح نیکی اکھڑ بس سا ہوا کم مت گنویہ بخت سیاہوں کا زنگ زرد انداز سے زیادہ نپٹ ناز خوش نہیں قامت کا سب جگت میں دو بالا ہوا نہیں	جاما کے میں رات کا چہلوں بس ہوا سونا وہی کہ ہووے کسی بیٹک ہوا جو خال اپنی حشر بڑا سوسا ہوا قد اس قدر بابت ہوتا ہوا
---	---

اول آبرو تو سمجھ پیچ عشق کا
پھر زلف سے نکل نسکیا پھنسا ہوا

جدائی کے زمانے کی سجن کیا زیادتی کہے چہرے نے سرخ تیرے سارے جگت کو ہوا ریشار کے گل اوپر شبنم ہے یہ پینا خجلت سے تجھ نگہ کیے جو گئی ہو پانی شفاق عذر خواہی نہیں آبرو تو کیا ہی یہ سبز اور یہ آب رواں اور ابر یہ گہرا کیا تہا رات جھڑ بلی میں ظالم کسطن کو تو بوسہ لبوں سے دینے کہا کہہ کے بھر گیا	کہ اس ظالم کی ہمپر جو گھڑی بیتی سو جگ بیتا لے لعل تیرے سر پر یہ آج خوب سو ہوا کیا سرخ ڈانک پر ہے الماس کا نگینا کتنا بجا ہوا ہے شیشے کو آگ بیتا یوں رو دھرو دھو چلنا چل چل کے پھر ٹھکنا دوانا میں نہیں گھر میں ہوں کیوں چھوڑ کر ترچھ سے دل مرا جی کی چوایک نہیں ٹھرا پیالہ بھر اشتہاب کا افسوس گر گیا
--	--

نین سے نین جب ملائے گیا مگر گرم سے مرے دل میں تیرے جانے کی سن خبر عاشق سہو کر بولتا تھا مجھ سیتی	دل کے اندر مرے سائے گیا خوش نین آگ سی لگائے گیا یہی کہتا ہوا کہ اے گیا بو جھہ کر بات کو چپاے گیا
---	---

آبرو مجھ پیچ مرتا تھا
کلمہ دکھ کر اُسے چلائے گیا

ل گئیں آپس میں نظریں ایک عالم ہو گیا ساتھ میں تیرے جو کچھ تھا سو پیاری عین تھا	جو کہ ہونا تھا سو کچھ آنکھوں میں باہم ہو گیا جب سے تو پھر اترتے عیش سب ہم ہو گیا
اندھ چھوڑے آج پیارے جی کس کا تری صورت کا جب سون نقش ہو گیا	تمہارا ہنسکے یوں کہنا ا جی کا گیارہ نظریں سے گر پری کا
سخن سنجھاں میں ہیگا آبر و آج نہیں شیریں زباں شاکر سری کا	
کمان ہوا ہے قد ابرو کے گوشہ گیر و نکا برہ کی راہ میں جو کوئی لگسو بھر نہ اٹھا	لٹا ہوا حال تیرے زلف کے اسیروں کا قدم پھرا نہیں یاں آکے دستگیر و نکا
وہ اور شکل ہی کرتی ہو دکو جو نہ خیر سہلے میں جو نہ کہ منکا ہوا آبر و کا دل	عجب نے شیخ تر نقش یہ لکیر و نکا سجن کی زلف نے نکا لیا فقیروں کا
مست دل ہو نام تجھ لب کا دل کے غنچوں کو کھول جب کھیا	جام صہبائے نام تجھ لب کا شوق پایا تمام تجھ لب کا
مہر لہا ہوا حلاوت سے	حر فلو یاں کو نام تجھ لب کا
آبر و آب زندگی سے لذت جان لیتا ہے جام تجھ لب کا	
یہ رسم ظالمی کی دستور کہاں کا بتا بی دل آج میں دیکھ کہوں گا	دل چہن کر ہمارا دشمن ہوا ہر جاں کا ذرتے کی تمیش مہر نور سے کہوں گا
جو کہ محرم ہے عشق بازی کا ہر گدا گوشہ قناعت میں	دل سے عاشق ہو جا نگدازی کا شاہ ہے ملک بے نیازی کا
کیونکر نہ گرم ہوئے فغاں عند لب کا جب سے غور و گل کا ہوا اُس کے تئیں یقین	جلت ہے گل کی آگ میں جان عند لب کا جاتا رہا ہے تب سے گماں عند لب کا
اس کا کنار گل ہی میں عالم ہے یک جدا لائی ہے جب سے بات چہن کی زباں اوپر	پہچانتا ہے کون مکان عند لب کا رہنمیں ہوا ہے تب سے بیان عند لب کا

تو کب ملا تھا پیارے ہمسے جو آج روٹھا	دیکھا یہ اسٹلے کا یہ روٹھنا تو ٹھہرا
ملنے یہ غریب کے اب کیوں پوچھتا ہی ہمارا	ازما و نیکو شاید لیتا ہے دل ہمارا
ملنے کے شوق میں ہم کھر بار بگڑا	مدت میں کھر ہمارے آیا تو کھر نیا
مرے پیارے سے قاصدا اتنی دلی آج بگڑا	کہ جانے سے تھامے جان کا شکل بڑا
جسے ہو زیب ذاتی اسکے تیس ہو آرایش	کرے ہی بد نما البتہ حسن ماہ کو گستا
نامہ برکار رنگ ہوئے ڈرے تیرے باشتہ	تھکو دیکھ اے سرو ہو جا گیو تر فاغتہ
ہمسے چراگے اور سے آکھیں ملا گیا	ظالم کیو مار کیو جلا گیا
شرم سے آنکھوں کی تیرے آہنی خوش رہا	آگ میں جلتا ہی میرا رنگے دکلا گیا
شرم نے تجھ زلف نرنگے باغ کو دریا گیا	گل ہوا ہی آب اور نبل ہوا ہی موج آب
بندہ کوئل نے کوک آکے ستائی بہت رت	پورائے عام و خاص کہ آئی بہت رت
<p>بلبل ہوا ہے دیکھ سدا رنگ کی ہمار</p> <p>اس سال آبرو کو بن آئی بہت رت</p>	
سیمے وہ زرد پوش جہا کے بنا بہت	چاروں طرف سے آج اٹھی جگہ گاہ بہت
ارابے جوش رنگ خنداں نے ہمار کا	لائی ہو حسن عشق کو با ہم ملا بہت
کیوں ہو رہی ہو عشق کے مارے تمام زرد	کہ تھی ہو کے حسن کی دل میں ہو بہت
جا نا لباس زرد سے تیرے و گرنہ ہم	واقف نہ تھے کہ ہو پے ایسی خوشنا بہت
دل نے پکڑی ہے یار کی صورت	گل ہوا ہے ہمار کی صورت
کوئی گل رو نہیں تھار ہی شکل	ہمنے دیکھی ہزار کی صورت
تجھ گلی بیچ ہو گیا ہے دل	دید کا انتظار کی صورت
دھل کے بیچ بھر جائے بھول	جوں نشے ہیں خار کی صورت
<p>کچھ نہیں کہ کیسا ہو گی</p> <p>اس دل سے قرار کی صورت</p>	
وہ زرد پوش جبکہ میرا غوشش میرا	گو یا کہ تب گئے سے لگائی بہت رت

یوں تھکے وار کرتے ہیں مین شرک کا ٹوٹ	جوں سپاہی مورچے کی اوٹ میں کرنا پوٹ
دل نگہ تیری سے ہو جاتا ہی ظالم لوٹ پوٹ	اس طرح مت دیکھ لے خون مین فریاد سن
جوش کرنا ہی جنوں مجنوں کا گلزار و نیکی بیچ	شوق بڑھتا ہی مرے جی کا دل ادگار و نیکی بیچ
شیشہ خالی کو کیا عورت ہی میخوار و نیکی بیچ	عاشقوں کے بیچ مت لیجا دل بے شوق کو
اس طرح کا کوئی نظر آتا نہیں یار و نیکی بیچ	روبرو اور آنکھ اوجھل ایک سا ہو جیکار
عیش دونا ہو ہے میخوار و نیکی بیچ	رووے سے عاشقوں کا شوق ہوتا ہی پیا
آبرو و غم کے بہنور میں دل خدا سیتی لگا نا خدا کچھ کام نہیں آتا ہے مجھدار و نیکی بیچ	
کیسا کہوں اینی دلتا کی طرح	نہر آیا گیا جواں کی طرح
ہوا تجھ حسن اور خوبی کے لکھنے میں صفا کاغذ	رسم ہوتے ہی رخسار اخطا ہو گیا کاغذ
جان اگر دشمن ہوئے تو تم ہمارے اس قدر	تو ہمارے دلوں کوں لگتے ہو بیائے اس قدر
غم سے بجا ہوئی ہیں مری چشم روبرو	مجھ سے ہوا کہی نہ مرا یار ہلکنا
سب سے ملے پراپک ہے ہم اس قدر	جاو گیا حسن ہو کر گرت کر و گے یار
بیل سے دل کو کہوں کہو گل سے ٹکے پھر آبرو کا وقت کہاں جب گئی ہمار	
بیلیں و تی ہیں میرے غم سے اور گلزار	حیف کیوں ہوتا نہیں تو ہے ای عیار
ان لبوں کو یقین مصری جان	راست کہتا ہوں اس میں مت شکنا
آج پھر سے کر دیا ہے اداس	ان رقیبان کا جائے سستیا ناس
سیج تیری کے شوق میں چوڑا	رات کو پھول نے چمن کا پاس
سر چڑا ہی مہن کا منہ باکر	عاشقی ہوا الموس کو آئی راس
غیر صحبت میں اب لکے جانے چھوڑ کر اپنی آبرو کا پاس	
اترے رو کی بڑ ہی کا کل کے حلقے سیتی زیبا نش	عدو جوں ایک کا صفر وکستی پاتا ہی انا نش

جلایا جب سے غم نے تبتے نکھار گناہ شمع کا سے آنکھیاں سیتی اپنی بہادوں و دھوکے کی	ہوئی زور آگ کے جلنے سیتی سو کی آرائش اگر شیریں ادا میری کرے تک مجھے فرمائش
نہیں ہے اس میں کہیں جائے خال کی گالی نہیں تارے بھرے ہیں شاک کے نقط	ہمارے یار کا جو اس قدر بہرہ و اعراض اس قدر نسخہ فلک ہے غلط
خال سے دیکھتا ہوں خط کی نشان کیا عجب ن کو اگر خوشی کے ہو دلعیز داغ	کہ اول خط کی اصل ہوئے نقط رشتے مجھ داغ کے رالو نکھلتے چراغ
سا نو پکے رو برو ہے دل ہمارا داغ داغ ہو مرے دل کی تمنا دشمن آرام عشق	دیکھ لو کالے کے آگے آج جلتا ہی چراغ مہر و مہ کو چرخ میں رکھتا ہے صبح و شام عشق
کب زینچا شہر میں رسوا ہوئی مجھوں کو کم صید کے پوتر پھرانے میں نہیں ہوئی خلاص	مرد ہو یا زن کر رہے ہے سب کے تین نام عشق سخت تر زنجیر سے رکھتا ہو کا فر دام عشق
میں قرا اپنے یہ قایم ہوں پہ تم رہتے نہیں دل بڑا ہی مہر کا لیکن تر پید ذرہ نہیں	حُسن کے تئیں ہر گھڑی دیتا ہی یہ پیغام عشق حُسن سے کب ہو سکے کرتا ہو جو جو کا نام عشق
ہات آیا ہے یہ دن کر کے دھار اٹھو جاگ افر دگی یا سہے بھگو ہوا وصال	عید ہے پیالے گئے سے آج نوحہ عاشق کو لاگ پکڑا ہے آج سرو کے کانٹے سے ہم لال
تری آنکھوں نے دل کی شمع چل سنا ہی کا ہوا ہے روشنی نام	کیا بیضاقت و بیتاب و بیکل لگایا جب سے تین آنکھوں میں کاجل
نکلے تم اب صبا کی طرح جب چین میں بول کیا ڈھونڈتا ہے زلف کی پو کا سراغ گل	گلبن کی دیکھ تم کو گئے ہاتھ پاؤں بیول سنبل کی طرح کیوں ہے پریشان ذراغ گل
جالتا ہے اب تلک تری زلفوں کی رشتے سے	ہر چند ہو گیا ہے چین کا چہر داغ گل
تجھ شعر کی شگفتہ زمین دیکھ آبرو لالے کی طرح جل کے ہوا داغ داغ گل	
بہار آئی گلی کی طرح دل کھول کرتا ہوں اس کی عقل پر فہم دل تیل	نگھوں کی بہانست نہیں بلبل کا چوہا جو بر گل کہتے آنکھوں کو فیاض

جلتے تھے تجھ کو دیکھ کے غیر انجمن میں ہم آتی ہوا کی بو مٹی بچے پاشن میں آج	ہو بچے تھے رات شمع کے ہو کر برہنیں ہم دیکھی تھی جو ادا سی بن کے بدیں ہم
کیونکر نہوٹے گلک ہمارا اگر فشان کرتے ہیں آبرو جو تخلص سخن میں ہم	
دلدار کی گلی میں گھر رکھے ہیں ہم بیرحم دیو خاوند تک بیخ و ترے بچے	ہو آئے ہیں ابھی تو پھر آگست یر ہم تجھ کو ہزار نام سخن دہر گئے ہیں ہم
لے دل کی دیں کی خون کی پیا سی ہتھم سارے عالم کو مار کر برہم	سیکھے ہو کس فزغی سے تیری سیاہ چشم آکھڑے ہیں سخن ترے درہم
شب سیاہ ہوا روزے سخن تم بن عم کیا اگر شراب کی مجلس میں ہم نہیں	مثال شمع جلے اہل انجمن تم بن ہم کو تمہارے عشق کا یہ کیف کم نہیں
عشق ہو اختیار کا دشمن سہمنا ہوں تری شمشیر ابرو کے اشارے کوں	
لٹا یا چاہتے ہیں خاک و دھول میں بھر بھار کوں سکر لگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہو نہیں	یاں لگ ہنر میں عشق کے کامل ہوا ہو نہیں تیرے درس کے علم میں فاصل ہوا ہو نہیں
رقت بہر سستی ہاتھ میں سے دل ہمار کوں لک باغ میں شتاب چلو لے بہار حن	جلتا ہی کیوں پکڑتا ہے ظالم انکھائے کوں گل چشم ہو رہا ہے تہائے نظائے کوں
اپنا جمال ابرو کو تلک دھساؤ آج مدرستے آرزو ہے درس کی بجائے کوں	
دیکھ رخسار پار کے یارو آج اس ماہر کی ہوش بے وصل	جھڑ پڑے گل بہار کے یارو دن گئے انتظار کے یارو
اشک سائے آبرو کے غرق کئے لوگ سب دار پار کے یارو	

جی نکلتا ہے مرے دل کا بٹلا سکوں	نزع کا وقت ہے لٹ کے ملائے سکوں
گیوں تیرا سہ ہو تم غنیمت جگر میں	بہی پڑی کے خون اپنا کرتا ہوں درگداز
اجد ہر جاتا ہے تو لے سرو دیکھو	رواں ہو چشم سے دریائے آنسو
یار غافل ہے مرے درد ہشیار کرو	بیخبر جان نہ جا جا کے حبس دار کرو
درد مندی سے اگر دیکھو ہو غم جو	رحم فرما کے مرے حال کو اظہار کرو
جسے آدست سے امید کو اس بیکار	یہ نہیں شرم و موت کہ اُسے غوار کرو
قدر ہو دل و خو خوارہ عاشق کی اگر	سر چڑھا گل کی طرح زمین مستار کرو
آبرو غم کی ہنور بیچ پڑا ہے اگر اک نظر لطف کی کافی ہے اُسے پار کرو	
جلوہ حسن کو دلدار کے گلزار کہو	شوق کو دیکھ کے مرے سستی شرار کہو
یار سے جا کے مرے درد کا بٹا کہو	غم کہو رنج کہو حسرت دیدار کہو
آبرو غم کی باتوں سے نہیں خوش ہوتا اُس سے جب بات کہو تب سخن یار کہو	
کر گی شہر میں فتنہ سخن خواہی نخواہی یہ	تری آخر کو سر کیچنگی ظالم کج کلا ہی یہ
مکہ نے ترے کیا گل سیراب تین	خطے بہار سبزہ شاداب تین
بڑے ہی دن بدن تجھ مکہ کی تاباں آہستہ	کہ جو نگر گرم ہوئے آفتاب آہستہ آہستہ
کیون لا مت اس قدر کرتے ہو چال پی	لگ چکا اب چوٹنا مشکل اسکا دل پیچ
دیکھو نہ و ختر زر کیسی ہے شوخ دیدہ	دوئی چہرہ پہ پیر پر جوں جوں ہوں رسیدہ
اب تو سجا ہے جامہ اس شوخ و چپکن کا	کیونکر ہے نہ ہمسے وہ یار سر کشیدہ
رستم اس مرد کی کھاتے ہیں غم و رونا	تاب لاوے جو کوئی عشق کے جھکے رونما
قندردان حسن کے کہتے ہیں سٹل ہر د	سانو رے چوڑے کے جو چاہ کرے گوردن کی
آبرو کو نہیں کم ظرف کی صحبت کا داغ کسو برداشت ہے ہر وقت کے نکتہ روز کی	

آؤٹا ہوا اگر قیامت ہے	آؤٹنے کی خبر قیامت ہے
خوش بین کی نظر بے اشتہ	عالم دل ہو کر بے زور
خوش قدامت کا گڑھا قیامت ہے	شور برپا ہوا ہوا گڑھا
وہم کا اس کے در قیامت ہے	رجہ کے غم میں بیکڑتا ہوا
شوق ہے اسکی اشکباری کا	
آبر و چشم تر قیامت ہے	
تسے بجا وے کو جب لا تھینچنے لگی	مجنون ہو گئے سب یہ کس طرح کی لگی
چپائے پاں کیوں اڑی کر کے	مگر پیاسے قہقہے تم میرے لہو کے
شاخ گل قد کو ترے دیکھ کر چھاتی	سرو کو چال تیری باعث رسوائی ہے
افسوس ہو کہ جھکاوہ یار بھول جا	وہ شوق وہ محبت وہ پیار ہو بجائے
کیا شیخ کیا برہن جب عاشقی میں آں	تسبی کرے فراش زنا رہ بول جائے
یوں آبر و بنائے دل میں ہزار باتاں	
جب تیرے آگے آوے گفتا رہ بول جا	
سپارش سے مرا سرکش نہ پیرا نہ پڑا	زیادہ ضد بکڑنا باعث آزار ہوتا ہے
کرم فرما کر تیرا نقش پا ہم خاکسار دلو	چمن میں سر بلند کی گل و ستار ہوتا ہے
کیوں چپا ظلمت میں گراں اسے شہ نہ پڑا	جان کچھ پانی مرے ہر چشمہ حیوان کے بیچ
آبرو کے قتل کو حاضر ہوئے کس کر کمر	خوان کر سنے کو چیلے عاشق بیہوش باہر
دور خاموشی بیچہ رہتا ہوں	اس طرح حانی دل کا کہتا ہوں
فجر اٹھو اس کے گلشن میں تینے ملی لکھیا	کینیں مشد شرم سے زکس کی پیا برون لکھیا
نہ دیوے لیکے دل وہ جھانکین	اگر باد نہ تو مانگ دیکھو
پھرتے تھے دشت دشت یو اسے کدہرے	سے عاشقی کے ہانے زمانے کدہرے
تمہارا دل اگر مجھے ہیرا ہے	تو ہنسی ہے ہمارا ہی خدا ہے
تم اپنی بات کے را جا ہو پیاسے	کہے ضد سے نہیں ہوئے سوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
انتخاب دیوان ملک الشعراء فیاضی
محمد صادق خاں اختر

<p>سوز دل دیوان کا اپنی باغیت تنظیم تھا انتخاب گاہ وفا میں ٹل گئے تھے پاؤں مٹی کرم سے پتھر بخشش قہر سے خوف تھا شعلہ ازبجول سے شمع کے مانند آہ کل چین میں لکے آنکلی تیرے نبی لے بھا عشق کے کتب میں اختر تھے نبیوں میں صفا</p>	<p>سوز دل دیوان کا اپنی باغیت تنظیم تھا انتخاب گاہ وفا میں ٹل گئے تھے پاؤں مٹی کرم سے پتھر بخشش قہر سے خوف تھا شعلہ ازبجول سے شمع کے مانند آہ کل چین میں لکے آنکلی تیرے نبی لے بھا عشق کے کتب میں اختر تھے نبیوں میں صفا</p>
<p>نظر میں جلوہ گر ہوا جس کی کس نور شید تابا زیارت کعبہ مقصود کی حاصل سے غیر و نکو ہوئے جنوں میں حرم کا کئی تم جگر لڑی کے بڑ پایا اس قدر القاب اسکا نام سے میں اگرچہ روز جانکا جہل ہی چہرے سے لیکن بزرگوں کے یہ ترکیوں نہ دامن اندک میں سے عبت شریح و تابا تھی جسے اس لف سے اختر</p>	<p>نظر میں جلوہ گر ہوا جس کی کس نور شید تابا زیارت کعبہ مقصود کی حاصل سے غیر و نکو ہوئے جنوں میں حرم کا کئی تم جگر لڑی کے بڑ پایا اس قدر القاب اسکا نام سے میں اگرچہ روز جانکا جہل ہی چہرے سے لیکن بزرگوں کے یہ ترکیوں نہ دامن اندک میں سے عبت شریح و تابا تھی جسے اس لف سے اختر</p>
<p>نسب جو اپنا مالہ دل بسکہ سیر نہنگ تھا بزم عشرت کا کون کیا حال لے لے خلاف دیکھ لی یہاں ستیے دو فصول فصل خزاں ہی صمد گنبد کی اس عالم میں مٹی اور بدی زندگی میں دیکھتے کیا خاک ہم اسکی یہاں مر گیا اختر تو اچھا ہوا تم خوش رہو</p>	<p>نسب جو اپنا مالہ دل بسکہ سیر نہنگ تھا بزم عشرت کا کون کیا حال لے لے خلاف دیکھ لی یہاں ستیے دو فصول فصل خزاں ہی صمد گنبد کی اس عالم میں مٹی اور بدی زندگی میں دیکھتے کیا خاک ہم اسکی یہاں مر گیا اختر تو اچھا ہوا تم خوش رہو</p>

<p>خیمارہ گش نہ بول جاناں شرب کا کوثر سے بھی نہ اس کے بجی سوزا لعش کس طرح سے ہونا دل آئنا سے گوش ان خطوں کے حسن سے یہ جاخار عشق رویت اور میان کی کروں کیا خوش ہوں پلکار میں بہر شک سے سر آفتاب نے اختر وہ خال کا تب صفت ہاتھ سے</p>	<p>محتاج کب کی آب بقا آفتاب کا مشتاق ہے گلو تیرے خنجر کی آب کا کانون خامشی سے یہ ساز اس رباب کا مرہم کی زخم دل پر میرے مشکناں کا در نہ میں ایک بند نہ رکھتا نقاب کا ساخو لیا جو ہاتھ میں اُسے شراب کا نقطہ کتاب حسن پر یہ انتخاب کا</p>
<p>پر تو مہ سائے سر و گستاں ہو گیا جو ہر آئینہ موبح چین داماں ہو گیا مقتل عشاق دم بھر میں گستاں ہو گیا اشک کا ہر تار اک بیج مر جاں ہو گیا ابر حیرت ہائے میرے حق میں طوفان ہو گیا شریت جام اجل یہاں آب حیات ہو گیا خاک ماں کو میٹ کر میں فریاد ہو گیا</p>	<p>کل چین میں یار جو اگر خسر اماں ہو گیا وقت گل گشت چین نور جہاں پار سے کیا ہوں پھرتی میں اس سفاک کی ہنگام قتل نخت دل بہم جو آتے ہیں جلتے آگ کو نیکے ساتھ لفظ بیگم سے تیرے سب سخن جان گئے تم ہی وہاں بزم میں فیروں سے گرم گفتگو شک مری بنایا میں اختر چاہہاں منت خاک</p>
<p>اپنی تلاش میں مجھے آوارہ کر گیا پلکوں کو میری نور کا فوارہ کر گیا جھکوشید حسرت خونخوارہ کر گیا آنکھوں کو وقف حیرت نظارہ کر گیا اگر غیب سلوک وہ مہ پارہ کر گیا ارشاد صبر کر کے بھر چارہ کر گیا شور سی صید دم تک جس شکار انداز کا رنگ گل مانع ہوا شبنم کی کب پرواز کا ساتھ ہی روز ازل سے سوز کا اور ساز کا</p>	<p>دل جھکوا ہے بیکسین بیچارہ کر گیا جھکی سی کچھ دکھا کے وہ خورشید رو میرا قسمت تو دیکھو کہ دم قتل عاشقان بر سوں میں آیا تھا جو وہ دم بھر کوا سطر دل چاک چاک مثل گستاں ہو گیا میرا بیچارہ جھکوا دیکھ کر اختر وہ بیوفا دہیاں ہی دگی طرف اسی نگاہ ناز کا پاے بند زینت دنیا دل روشن نہیں نالہ لب گریں دل جیسے چوہیں کس طرح</p>

محو گلابی لئے صحنِ جن میں دیکھ کر
کیا ہی مرد بے زباں کی اخترِ حالی کیا
ما سے عاقل نہ بھی لافِ خبر واری گویا
اک قدم کو پتے سے اسکے نہیں چل سکتا
مستی ہو شِ کسی نے کہیں یکجا دیکھا
تو نہ ہوا لئے سو کہ محالات سے ہے
نیز بیمار کو ہرگز نہیں آتی سے مگر
جائے غفلت نہیں عارف کے دلِ روشنیں
کدے اختر کوئی اب شاہِ حق اتنا
یا رہے جامِ بکھ گلابِ راج کی رات
لئے صحر اپنے گلابیاں میں تو گردن کو چھپا
شیخِ ایشہ جاتا کہ روشنِ یخِ یاسے گہر
یادہ و جامِ ی اور موکم بارانِ شبِ ہ
چھکویہ عیشِ مبارک ہو کہ اخترِ تیاں تو
ہو جو منظور میری راحتِ حال میرے بعد
زندگی تک کی فانیابی اگر مجھ سے تو خیر
ی وصیت تجھے اختر کی میرے نورِ نظر
فریاد ہے یوں دلِ نالایا ملے ذ
دل کے آہِ مِ شمشیر سے سہل
لذتِ جولی چاشنیِ عشق و جنوں کی
مانند نے اس کو چہ میں شبِ تابِ سحر گاہ
ی نظرِ سخن میں تیری اخترِ یہ جلالت
جگر آتشِ دل آتشِ دیدہ تر سعلہ آتش

طاہر تصویر کو ہی ذوق ہی پر وار کا
میں تو جیسا ہوا شوق اس کی ہوں لڑکا
کہ ہم ضد میں میرے کجاں یہ بیدار می خواب
خضر کہ ہیں یہ مجھے پائے طلبگار می خواب
یاں تیری آنکھوں میں ہم پاتے ہیں شکاری خواب
چشم عاشق سے رہی خون جگر جاری خواب
مردم چشم تیرے رکتے ہیں بیماری خواب
چشم ایندہ اسد واسپہ یہ بیداری خواب
نہیں لایق ہی نہیں دعویٰ شہزادی خواب
روز نور و زہی یا صبح بہار آج کی رات
دست شتاف ہی اور گردن یار دل کی رات
شیدہ تو بیٹھ ہی تجھے سر و کار آگ کی رات
حیف کو کب نہیں سنتے جو دار آگ کی رات
ہم ہیں اور یہ دل بیتیر و قہار آگ کی رات
ایو قبر پر لے سر و رواں میرے بعد
پر بھی ہو لیومت لے میرے کجاں میرے بعد
کیونچو ظ میرا نام و نشان میرے بعد
نوں لغم سے ہو بلبل خوشخاں متلذذ
و تیرے پیکان سے حری جاں متلذذ
پس میں ہیں کیا دست و گریباں متلذذ
باہیں سے بانالہ و افغاں متلذذ
مگر جسے ہوتے ہیں سخداں متلذذ
ہوں نسوزا لغت سے سر شعلہ آتش

<p>ہماری آہ کے گہر پر اب شعلہ آتش وہی میں داغ و لہر اور جگر پر شعلہ آتش کہ یہی راوی جانکاہ یکسر شعلہ آتش نہو جائے کیس بال کبوتر شعلہ آتش جلا دیتا ہے جیسے آب گوہر شعلہ آتش کہ ہر دم گہنچا بخت سے دلبر شعلہ آتش</p>	<p>لگا دیتا ہے دامن فلک کو آگ ہم جہر میں ہوئے ہیں جہنم طوفان لوح آنکھوں میں طریق عشق میں ہر بلہوس کا کلمہ ٹہرنے بھرا ہے سوز دل مکتوب میں جھکولی دردی طبع سے آبرو یادیوں ہوتی سے دنیا میں لڑائی ہے چیں کس تند خو کے ساتھ ابتر</p>
<p>حصار گوہ زمردینار سبزہ خط کہ دام جعد مسلسل ہے یار سبزہ خط گلوں کے دل میں یہی خار خار سبزہ خط سبب جھٹائی کا اب یہی غبار سبزہ خط جمال یار ہوا جب سوار سبزہ خط</p>	<p>ہوا ہے دیکھ کے اس کی بہار سبزہ خط پیک کا اب کوئی کسطح ان کندوں سے فقط نہ سبزہ طرفین کا جیہ لوت غبار مجھے ترے دل میں تھافائی میں دو چند خوبی رخسار ہو گئی اختر</p>
<p>پر پتھروں سے میرا ہر استخوان مانند شمع جل رہی ہیں خامدہ دست و پنا مانند شمع شمع سے پختہ ہے اپنا کارواں مانند شمع سوز دل سے گرمی ہے ترانیاں مانند شمع ایک وسیلے اس کی زباں آتش فنا مانند شمع</p>	<p>آتش افشاں ہو جاؤ ناواں مانند شمع بکھر گیا تھا نام سے وصف اس آتش خداداد گرم رو میں ہمیں کیا رہر منزل سی کام نرم آریاب فنا میں ہو تیری نام آوری گر چہ اختر چپ کی اور طاعت ہیکل کی</p>
<p>بھنہ ہے تھم خط جاؤ سے تیرے داغ طاوس چن سے گل خود رو سے تیرے داغ یہاں زخم دل زار ہوا بوسے تیرے داغ ہو ملنے خورشید مارو سے تیرے داغ دل اسکا ہے شاید خم بدو سے تیرے داغ ہی تیج و خم حلقہ کیسے تیرے داغ ہے جامہ کھست مریں بن یوسف</p>	<p>ہے مشک خن نکمت کیسے تیرے داغ دور رخ و کا کل میں تیرے سے تباہ بکھرے تیرے رخسار پہ ماں کا گل شکیں جس خط کو شیدا آئینہ مکدر بتا رہی جو گھٹ کر مہ نو باد رہمیش آئینہ اندیشہ نہ سے دل اختر ہمت پاپ لاکھ ہو پیرا بن یوسف</p>

<p>خواب اقا رب ہوے جب دشمن یوسف گو چاک کیا تو نے نہ پیرا بن یوسف اور خانہ زندان ہو بہلا مسکن یوسف سینہ نہیں اختر کا یہ سے معدن یوسف</p>	<p>پھر کس کو عزیزوں سے ہوا امید محبت ہم پوچھتے ہیں تجھے زلیخا کہ بدلائف پر عشق یہ کیسا ہے کہ ہو قصر تیری جا ہر دم جوئی شان سے ہوا جلوہ تیری</p>
<p>اس گل سے ہی چھکوا احمد نواب تک صد حیف کہ آیا نہ وہ نور نظر اب تک خامن میں ہے اپنے گل خوں جگر اب تک ہر قطرہ تنگ اپنا ہے آئینہ گز اب تک یتیم بے گلشن میں سیم سحر اب تک نہاں فرشتہ رہ جلوہ ہیں چہلماں تر اب تک ہر گز نہ کہلا عقدہ موسے کر اب تک خاک اسکی بگولے سے جو ہے مسخر اب تک</p>	<p>تن غم سے ہوا خشک آنکھیں ہیں تر اب تک بہم منتظر وعدہ ہیں اس راحت چائے باقی تر باہول کہیں باد خزاں سے مدت ہوئی دیکھا تھا تیرا عارض تباں رفا ر تیری دیکھی تھی مستانہ گل آئنے وہاں مال آئینہ ہے تو وعدہ فراموش تو نظر و رشتہ جاں تک تو ہوے صرف کس خچم کی گردش کا تھا مارا ہوا اختر</p>
<p>جوش سے اسکی زبیں و صدف گہرا شک رحم بھگت نہیں اس پر بھئی شہم ترا شک تیرا تر نشتر نضاد ہے تر نشتر ترا شک بہ طرح اشک چلے آئے ہیں میں اپنے ترا شک رنگ بزمانی و ہزار کا صورتیکہ ترا شک نہ فقط دیدہ پر خم ہے ترا اختر ترا شک نہ بزم تر سے ہی زور بہار شفق رنگ آنکھوں کا تیری دیکھہ خار شفق رنگ دیکھا کوئی جان آئے عذرا شفق رنگ ہر رنگ سے نکلتے ہی خیر شفق رنگ باقی ہے چاہا گرد سوار شفق رنگ</p>	<p>نہ فقط دیدہ پر خم ہے ترا اختر ترا شک زہرہ سنگ ہو آب میرے رونے سے جوش خوں آنکھوں سے دم بھر ہی نہیں ڈہری آنکھیں نہ ڈھا دیو ہیں آئے ہیں اس کا ہر قطرہ ہی گواہ تیری تصویر کا یار ہر سر مو میرا فوارہ خون کی اختر مے پینے سے لے شوق نگار شفق رنگ ترکس نہو کس طرح سے رنگ گل دیوانہ سرخ آئینہ کی ہو چہنیں سے مے کو زدل کوہ میں ہی لب سے جو تیری خط سے نہا حسن بجز زردی رخسار</p>

کچھ دل پر خوں کو نشانہ شفق رنگ
اس کو چہ سے اٹھائی غبار شفق رنگ

پائی نہ کہیں سمنے کسی سے خبر دل
راک جان حزن تن میں رہی نوحہ گردل
شاید کشش یار ہے اب راہبردل
ہر قطرہ ان اشکو کجا ہے سخت جگر دل
پرواز نہ ہوا ہو مگر نامہ بردل
نازل ہوئی کیا کیا نہ بلایا ہاں بسہر دل
جان و جگر دل ہے تو او میں دگر دل
اللہ نے پیدا کئے بال و پردل
و اللہ پھر اس لیے رہتا ہے ردل
نہنا یہ مقابل میں ہے بل بے جگر دل
ہی عشق سوا اور بسلا کیا ہنر دل
اس راہ میں ہم سنتے ہیں اکثر خطر دل

سینہ داغوں سے چمن زار بنادیتے ہیں
لوگ یہاں مرگ سے امید نہفا کرتے ہیں
دیکھ لے سینہ غو بال نہا کرتے ہیں
عقد اسلئے کچھ چیز لگا رکھتے ہیں
ایسے بیدار سے ہم ختم وفا رکھتے ہیں
گل کی صورت اسے ہم کبر پہ اٹھا رکھتے ہیں
ستم جو رکھتا انداز بنیا رکھتے ہیں
پلنے عاشق کو یہ انگشت خار کھینچتے ہیں
تین سے ہم طلب آب بقا رکھتے ہیں

ہے لباس شفق زیب قد را
خاک شہدائی تو جلد خبر لے اختر

جس دن سے ہوا یار کے جانب سفر دل
عین طرب ناز ہوئے ہم سفر دل
کینچے لئے جانا ہی مجھے ساٹھ جولینے
لے دیدہ تر پالیو دامن میں اسے تو
دستواری وہاں بیک صبا کی ہی رسائی
آنکھوں کو ملی مفت میں وہاں لذت دیدار
سے تجھے یہ وابستہ الفت کہ تحقیق
برو آئے کو کیوں دیکھ سکے یہ ٹیک بجلتا
سے یہ جو گذر گاہ خیال رخ جاناں
مڑ گاں ہیں ادھر مگر کہ گیری میں صفا آرا
ناصح میں اسے منع کروں عشق سے کیونکر
کو چہ میں پریراؤں کئے جاتا تو اختر

شوق گلشن تیرے عاشق جو سدا کرتے ہیں
کشور عشق میں بیکاری اجازت
تو دیکھا کیئے تیری تیر نگہ کا ظالم
جان دی سمنے ہوئی تب غم بھر آں سجات
جان دی بیٹھیں تو دیکھ نہ کہیں آنکھ نہا
کوئی پتھر جو گلی کا تیری بات آتا ہے
ہفتشیں کیا کوں مجھے یہ بتان ہوش
کر کے کاہیدہ غم و تجھ سے مانتہ ہلا
عزم جاننا رہے حضورہ مقصد اختر

دیا بوس دہن کا اسنے ہمت اسکو کتے ہیں
 جلا آہوں سے باغ دل ہوا سر بنر نکوں سے
 خرام با سے آسودگان خاک اللہ بندھے
 اور جاناں پہ بیٹھے جو ڈکریں دہن کو
 وطن سے منہ لگا کر ہوں ہمیں ملک میں پاس
 خدائے فوں سے ماند ہائے پابقی ہر
 دل کہاں پہلو میں تھا جو ملک ر عاشقاں
 نقد دل دیکر متاع درد و غم لیتے ہیں مل
 گور پر آنکے کوئی کرتا ہے کب وشن چراغ
 بچر کو نسبت نہیں چہ دیدہ عشاق سے
 شمع سدا کوٹے سر تھا اسکو جانیں سرفراز
 داغ کی کثرت سے تل دہریں کی با مطلق نہیں
 قتل عاشق سے ہی تیغ یا رنہ موٹے ہوئے
 بعد مردن ہی رہی چتون بھری اس خون کی
 خاک ہو کر تھی در جاناں نہ اختر چوڑیو
 تشنہ ہے قدر دانی اب کچھ سال نہیں
 خون ناحق کا دکھا ہے چہ خنجر میں نک
 ڈسے بیگانے نے میر سے بعد اسکا ر ہوا
 تاب کیا فریاد کی اس کو جفا سے یار سے
 سیر گل اختر کو کب ہوتا تھا ہر بچاں
 آہ آتش دم جو شمع خانہ زنجیر ہو
 قصہ دیوانوں کے کہہ کر جو سیرا سکیں
 آہ جب میں ملی سے چتون میں جو نیکو طر

یہ تکی اور پیش سخاوت اسکو کتے ہیں
 وہ تکی گربق خاطر بر رحمت اسکو کتے ہیں
 یہ چلنا کیا ہی آسوب قیامت اسکو کتے ہیں
 بیکش عشق بازی ترک ملت اسکو کتے ہیں
 گنوا کی عمر یوں ہی سپر غربت اسکو کتے ہیں
 دم تمشیر مرجانا سرعت اسکو کتے ہیں
 اب غم نے تو کسی ہے ہکھار عاشقاں
 کشور خواں میں یہ کار و بار عاشقاں
 سے دل ہواں فقط شمع مزار عاشقاں
 روکش نیلای چہ شہر اشکبار عاشقاں
 دیکھی ہننے طرفہ یہ رحم دیا ر عاشقاں
 ہے سہرا پائے بدن کیا لالہ زار عاشقاں
 کون گردن سے آٹا سے آہ بار عاشقاں
 کیا کہوں میں گردش لیل و نہار عاشقاں
 ہر ایسی خوشاں و اعتبار عاشقاں
 ہو ہری تمشیر کا جھرجھری قاتل نہیں
 پر کریم ریا تیرا فریادی کوئی نہیں
 رنہ ہی سے بیٹھا کھینچ میں مشک نہیں
 ہتھکڑی مضمحل سینے میں گویا دل نہیں
 ہن تیر سے جنت تہی کسکے نہ قاتل
 تھک کا ہر قطرہ دیاں پروانہ زنجیر ہو
 حال خواب عدم افسانہ زنجیر ہو
 زلف لیلے کیوں نہ پھر دیوانہ زنجیر ہو

آدمی کا ذکر کیا ہو غیر کار بہرہ ہی آب
 کینچ سکتا ہے اسے پھر کون بخونے سوا
 تالہ پر در و دل جب تنگ ہوا اسکا شریک
 قہرہ افتاب یہیہ اختر آبر مرگا سے حاکم
 سوختہ ہو جوئے جسے بیاں سوختہ
 آتش گل سے تو بیل جل گئی گلشن میں آہ
 چشم مست یار اگر تجھ کو گزرتا ہے منظر جو
 فرق دنیا دار سے کیا اور کرتا ہے ملوک
 عمر گو گدڑی سو گدڑی فکر بانی کچھ ہے
 سات لایا یہیہ ہے اختر بخور
 نامہ فوق شک نون سے خدائی ہے
 بیان لی عشاق کیسے فرشتہ پا انداز میں
 تاسرے آرا سے اقلیم خون ہو جاؤں میں
 رنج و غم سے ہر لمحہ میں لباس عازت
 آستان حق جیسے واسطہ موجود ہے
 کیوں نہ سوچا تھا یہ غرور و غرور کو
 خاک کسیر محبت کیوں نہ اختر بات
 در پی جو بہار گل و رحمت کے حراں ہے
 آمد شد عالم کو چو دیکھا نیسا مل
 در گزشتہ ترسے ہر سحر سے رنگ گلستان
 سے نرم میں کس کے کتبہ پر نور کا جلوہ
 فہم و حشر میں کہاں بنی ترسے جاناں
 صرمایہ سے ممسک کو نہیں فیض کہ زینور

گوش زد جب نعرہ مردانہ زنجیر ہو
 جب سے وقت سے ہر پیمانہ زنجیر ہو
 شور سے مہور کب کا شانہ زنجیر ہو
 بہتر نکشت تہنوں میں دانہ زنجیر ہو
 صبح سال میری وہیں ہیں زبان سوختہ
 ریگیا اس سے نشان آشیان سوختہ
 ہے دل بریاں بساط ہم جان سوختہ
 خاکپاشی کے سوا یہ آسمان سوختہ
 ہے یہ آتش یادگار کاروان سوختہ
 ہی فعل میں لکھنے مثل لالہ نان سوختہ
 اس طرح سے دلو صدف آشیانی ہے
 جلوہ فرما ہو سکے جاناں دلربائی ہے
 میر سے سر بر فیل کا کل سے بگائی ہے
 کہو نہ شاعر یا شاعر تہی سے خود نمائی ہے
 کیوں در نوا اب خاں پر جہہ سالی ہے
 لکھ نہ دے ہو سکے عالم میں خلعتی ہے
 عشق و محبت جہاں ہے کہ طراکی ہے
 حیرت ہر کیا آنکھوں سے نرسے نگر الہی ہے
 اک شیشہ ساعت ہے کہ ریگ امیں و این ہے
 آنکھ میں میر سے باد جہاں شعلہ فشاں ہے
 جو شمع کا انکشت شمع بد ہاں ہے
 ہمارے آتش آدینہ و روز پر خوار ہے
 جو شہد کر سے جمع نصیب باندہاں ہے

<p>دو نفس سوختہ سینے میں فنار ہے یہ کسی عارض گل رنگ کا شیوہانی ہے اپنی نزدیک تو یہ جلوہ رعنائی ہے در پہ تفرقہ یہ گند میسنائی ہے مہک ادن زلفوں کی شاہد کہ ہلالی ہے کچھ جو اوڑنی سی سنی ہو کہ ہارائی ہے آبلے پاؤں کے پونہ نیلاں سے ملے دل عشاقہ داس لہن پریشاں سے ملے دستاے نظر طہنی میں تمبا جان سے ملے پارہے جگر ابلان کی شرکاں سے ملے بہر زبان دور کے جھبطرچ ہو جھان سے ملے ہو گونج خاک نمب اوس گوشہ دانک سے ملے نیک ہم نقش قدم یک بیاباں سے ملے</p>	<p>ہوں ناکہ کش آن سرمی اکھنوکا جو اختر دل تخیل میں جو محو چین آرائی سے طعنہ زن ہیں بود و دنیا پیری و یکہ کو لگ صحبت ساغر دینا ہی غنیمت کہ دام تر و فانی سے جو سرشار ہیں گہائے چین کیا تا سفت سے ٹپتے ہیں سیران قفس جس طرح قطرہ اشک آن کے مرگائے سے بر سوں آوارہ پھرت گہمت غنیمت کی طرح مل سکے اوس سے نہ جنگ رہی ہستی کی نمود خون دل جیب نہا بجھے کو سائے شکوں کے یور ملا تیر کے پیکاں سے تیرے دل اپنا زندگی میں نہ کبھی دامن یار آباہا کھنہ ابھی عزیزان سفر کردہ کی آخر خوش تلاش زبس کی ختم نم نے خوب نشان لگائی</p>
<p>کئی جیب سے تیرنی چھپے دہانی یہ نوروں پر ہے اپنی ناتوالی کہ نالہ سے سراعرش آشیانی شکست رنگ سے ہو غفلتانی مبارک بھگت ہو یہ زندگانی ہمیں حاصل ہے عمر بے ودانی وہ سپرد انوہا دل سانی بیارنگ اے نسیم بوستانی کی ہے بے قدر ہمہ زندگانی</p>	<p>گر بیاں چاک ہے ہر غنیمت گھل لبوں تک آہ کا آنا ہے و شوار کو اکب پسند گوشش ملک ہیں بکھوں حال دل شید او کتب ہیں ہرگز نہیں مطلوب اے خضر کہ آب خضر تیل سے ہر دم جسلا ہے آج گلگشت حسیں کو سب بول گورنگ اوس کے تو بہت کیا ہے امتحان ہم نے جہاں ہیں</p>

<p>نہ انیم ما قید رفسانی سراپا ہوں میں نخل انخوانی تو دیکھ خواب غفلت تھی جوانی بجائے گرجے کیے نفسانی باسم اعظم شیریں بالائی</p>	<p>موتے جسم تو پہر کہتے ہیں سب لوگ چھپی رگ رگ میں ہیں جو نوک نرگاں کھسکیں انہیں بوقت صبح پیرھی میرا ہے محشر فریاد ہر شعہ مسخر کیجیے عالم کو اختر</p>
<p>جاگوں صحران کو تو داں بھی غائب ہو کر ہے رنگ بیرنگی سے دینا خانہ تصویر ہے صورت تدبیر بیابان و پردہ تقدیر ہے ورنہ کب ہانگ جس میں اس قدر تاثیر ہے صحت نیم کا کب مائل گل تصویر ہے چشم جادوی تری کیا صاحب نسیم ہے جس طرف صحران سینے شیون بھر ہے کیا دہن کو کیا زبان ہوا دیکھ تقدیر ہے سچ بتاقتن یہ کس شوخ کی تصویر ہے پر کریں کیا لہنو کے خاک دامگیر ہے دودا وہ دل ترا اختر مگر کسی ہے</p>	<p>الفت ادکی ہر جگہ میری پئے تعمیر ہے ایک صورت کو بیت سب جلوہ ہاؤ مختلف جو مقدر ہے وہی ہوتا ہر خطا ہر سعی سے ہے دل مجنون نہیں وابستہ پائے ناتہ سے چشم تراوس سے حسن پاک رہتا ہے بری ہاتھ سے دل لے گئی تھی سوتا راہ کھنڈ زلزلہ بلی کے جو گندنا دیہان میں مجھوں اور پہول بھڑتے ہیں تری ہر بات میرا گلندار اچھا ہٹ سکر ورن پر ہے جو صورت بتیغدار چاہتے ہیں جائیں بنگالے کو ہم دامن فشلی جیوں طلا ہر شے رین اس سے کدو جہاں</p>
<p>آرزو سے وصل میں ہر چاک دل خوش ہے نخل مینا حرف کی ہر لب خاموش ہے اس چین کا سبزہ جوں طاؤس گل بڑوں ہے نیش کو موقع سے کچھ صرف تو وہ نوش ہے یہ پائشتر مرگان کا کس کے خوش ہے ماہ لوی شوق میں کہو ہے ہوئی خوش ہے نسل اہل سخن کو وہ نئے سر خوش ہے</p>	<p>دھیان عارض کا تری آئینہ دار ہوش ہے نفل گل آئی ہے ساقی ہانگے نشا نوش ہے خط وہاں غیرت نفل بہاری کیوں نہ ہو زخم مرگاں سے تری جو دل جو شان ابیں سے رگ جاں تک جو اپنی موج زن خون جنوں دیکھ کر تیرا چل بے نظیر اے رشک مہر باب میں ادس نفل لب کے جو کہیں کلام</p>

<p>گرچہ آخر اپنی سب شاگرد ہیں صاحب سخن عجب ٹیپ کی یہ تعمیر خراب آباد سستی ہے ترو و کیوں نہیں اسے ساکنان ملک سستی ہے وصال و سکا عوض مرنے کے گر ٹہرے غنیمت پر انہیں ہے خشر کے دن خواب غفلت کی وہ چھتیک حصول جاہ کی تہ میر جو ہم لوگ کمر لے میں یہاں کے باغ میں ہوں گے ہمارا گزرا فی میں سمجھ ہر ایک کو مشیہا ہم آؤ گے یہاں آخر ہمارا آئی ہو سنتے ہیں چین میں اس کے زوروں سے چلا کر دل اد بچہ کر چسبے اوس کا لک کے کوڑیوں کہاں تک نہیں آتھیں دل سیم اسکا لڑا ہیں ہوا کی رخ براؤں کو کبر سے یالوں کا یہ عالم ہے تساؤں اوس مہ لقا کی دور کر خشر</p>	<p>گرچہ ممتاز کیے سب میں وہ بد ہوش ہے کہ سستی یہاں بلندی کی بلندی یہاں کتی ہے عدم کی راہ سید ہی کی بلندی کی نہ سستی ہے متنازع وصل جاناں میں اپنے پر پی سستی ہے کو مرد افکار نجات کو یہاں جن چین کی سستی ہے ہماری سستی باطل دیکھ کر نقد میر سستی ہے ہائے عہد میں سپر تو ویرانی برستی ہے بختیم خود وجود کیا تو متوالوں کی سستی ہے چیز زنجیر کر نایار کی گردن کے ڈوروں سے شعبانار یک کو یارب بچانا اسکو چوروں سے اولیٰ جاسے کیونکر کج ہے پایاں سکوروں سے جنش فی فوج گویا معرکہ آرا ہے گوروں سے انہیں لگے ہو چاند لولہ انت چکوروں سے</p>
<p>خوب بھل پایا لگا کر سینے باغ دوستی صرصر گفت کی یہاں گل ہے چراغ دوستی لیجے دنیا میں اب کس سے سراغ دوستی و کہ میرا سینہ مال مال و آغ دوستی دل نہیں اپنا یہ ہے طائوس بارغ دوستی ہی شراب و خمی سے پر یارغ دوستی الہی کہا کروں یہ سہن کار آہ و آتش دوستی سراپا ہے وہ آتش ارغ دوستی اسکا دوا آتش دوستی دل بتاب کے سوز و دل کا شعلہ میر شہ دوستی کہ جسکے رشک سے آتش یہاں سب باغ دوستی ہے</p>	<p>بچ کر دل پر رنگ لالہ داغ دوستی پا دوستوں کو خاک سوچو اس جہاں میں دوست کار دان مہر افقت جا بسا ملک عدم و دوستی کا حال کیا پوچھو ہے اسے ناکرہ کار سیکے کی جو داغدار جو یار ان زماں پا دو باب وہ کہ کہ آخر جانیے جس نرم میں جگر ہے مال سوزا کہہ بھی نہ پوچھیں اسکی خط خط رخ ہوا سپر بھی اوسکی وضع و کش ہی خبر کر نہ ہے لازم ساکنان عرس غنیمت کو وہ آہ رنگ کی تیر سے لب لعل نگار میں کا</p>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان انشا

<p>تم خند بید می و فکک اللہ تعالیٰ جسکا ہی قدم عیش و عشرت سے بھی والا سب عقدہ شکل کا مرے کھولتے والا ہر جام تو اسے مرا نشہ دو بالا انشا ہی غذا مول میں مرے اسکو چھڑا یہی آہنگ کے مطرب پسند کا ویر چڑے جا بہت اچھا سمجھو نکا سلا تو مجھکو چیرے جا شراب پر نگالی کرتے منہ تر تر ہے جا کس سے تم سیکھے ہو چراں یہ گالی دینا واہ جی جان نہ پہچان یہ گالی دینا پر نہیں دیو یگانہ نقصان یہ گالی دینا چند روز اور ہے مہمان یہ گالی دینا کر کے بیفا دہ بتان یہ گالی دینا عاشقوں پر تو جو اسان یہ گالی دینا ہاں بچکے چاہیے نہادان یہ گالی دینا جب ان نے دیکھے گالی سلام یہ گالی دینا رنگت نام کو چھوڑا یہ نام میں سے گالی دینا حقوق بندگی اپنا تمام میں سے گالی دینا حواس بیاہنے ثانی یہ ہمارے یہ گالی دینا کہ آواز سے بہت انشا اللہ میں سے گالی دینا</p>	<p>اے عشق مجھے شاہد صلی کو دکھالا ہر خند کہ عاصی ہوں ہر امت میں ہول کی مولاے جہاں یہ عیش و عشرت مجھ سے امید مجھے ساقی کو تر سے ہے جبکہ قنبر کو کرے حکم کہ جلد ہی سے نہیں رہا ہی ہوش کچھ باقی اسے بھی بے نیاز سوال بوسہ سننے لگا وہ شوق غصہ ہو و فور محو سے حالت غش کی ہی انشا کو ساقی دیکھنا جب مجھے کر شان یہ گالی دینا اختلاط آپ کے اور مجھے کہاں کا ایسا اب تو نادان ہو سنا چاہو سو مایہ کو آخرش ہو گئے جواں بھر تو کسے بہاویگا تہمت بوسہ عیشیتے ہو منظور جو ہو لیجئے دیکھئے عین سعادت اپنی تیرے غصے سے جواں ہو خفا مانع ہی خیال کیجیگا آج کام میں سے کیا جنوں یہ آپ کی دولت ہو انمول جو کہا یہ صبر نے دل سے کہ بوسہ اختلاط لگا یہ کہنے کو خیر اختلاط کی فوری ہوس یہ رہ گئی صابر ہے پر کچھ نہ کیا</p>
--	---

<p>مجھے کیوں نہ تھے ساقی نظر آفتاب اُلٹا عجب آنے لگا کے ہل جی آپ ہی کتنی ابھی جہز لگا ہے بارش کوئی ست ہر گز یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قربان غزل اور قافیوں میں نہ کہ سو کیونکہ آفتاب</p>	<p>کہ پڑا ہے آج خم میں تسخ شراب اُلٹا کبھی بات کی جو سید ہی تو ملا جواب اُلٹا جو زمیں پہ ہینک مائے تسخ شراب اُلٹا وہی ذبح ہی کرے ہی وہی لے لڑا اُلٹا کہ ہوا نے خود بخود آورق کتاب اُلٹا</p>
<p>تو کیا ہلکے میں نے اسے اک سلام اُلٹا تو اشارا میں نے تاراکہ ہی لفظ شام اُلٹا کہ پھپھار کھا گر اوں دل تشنہ کام اُلٹا مجھے آپ پھر دیکھو وہ مرا سلام اُلٹا تو لکھا ہے اسے انشا یعلیٰ نام اُلٹا</p>	<p>سب مجھے چیرنے کو ساقی نے ویا جو جام اُلٹا سحر ایب ماش ہینکا مجھے جو دکھا کوں نے در سیکہ سے آئی تھک ایسے ہی رخ کی ہنیں دیتے اب جو بوسہ تو سلام کیل لیتا فقط اس لفافے پر ہے کہ خطا آتش کو پہنچے</p>
<p>جب دہم سے آگہو نگا صاحب سلام میرا تو سلفے کا اور اُسکو کوڑا لگا کہ دُکھنے مرے دل کا بھوڑا لگا مجھے بھوت ہو یہ نگوڑا لگا</p>	<p>دیوار پھاندے میں دیکھو گے کامیرا جو ہاتھ اپنے سبزی کا گھوڑا لگا یہ دہکتی نگا ہوں سے دیکھا ہجھے گلی کہنے آت کو شب وہ پری</p>
<p>ہمارے قبہ کو دبا دینے لوٹ لیا تو اہل درد کو خیمہ بیوں نے لوٹ لیا کہ کوہ و دشت کو سیرا بیوں نے لوٹ لیا کہ ناتھ بھگت کے اعرا بیوں نے لوٹ لیا اُسے خیال میں بیخوابیوں نے لوٹ لیا</p>	<p>دل ستم زدہ بیتابیوں نے لوٹ لیا کہا فی ایک شنائی جو تیرا بھسا کی یہ موج لالہ خود رو نسیم سے بولی صبا قبیلہ لیلے میں آگئی یہ خیر کسی طرح سے نہیں نیند آئی آفتاب کو</p>
<p>ربگیا آپ میں اور ہم میل گہرا پردا ایک روپہ لگے اور ایک کسٹہرا پردا سیر ہی ڈولی میں لگ دیکھو ہرا پردا آپ رکھ لیجئے یا حضرت زہرا پردا</p>	<p>اب تو اگلی سی طرح کا نہیں گہرا پردا ہی یہ دالان پری حکم جو ہو تو اس اُس برینا کے جی صدمہ کیا یوں جینے ہو زامنیہ ہرا اپنی نگاہ منت کا</p>

<p>کہ اڑ لگا فلک طائر شاہش کا جوڑا یہی تھا پاس اپنا اس نگاہ فاش کا جوڑا لے پہر تاجوں میں جیکی میں بی بی ماش کا جوڑا لگا کے برف میں ساتی صراحی سے ر کہ زور دھوم سے آتا ہر ناقہ سیلا درون کوہ سے نکلی مسکاماویلا خدا کے واسطے اتنے تو یانوں میں سیلا نسیم صبح جو چو بلے رنگ ہو میلاد</p>	<p>مڑاتے کا یہ پہنا اُس پری نے تاش کا جوڑا ملائی آپ نے چتون تو ہم بھی دکی کہہ بیٹھے کسی جوگی نے چو منتر سکایا ہی تجی اشا جگر کی آگ بجھے جس سے جلاوہ سے لایا نکل کے دادی دشت کے دیکھ لے محزون گر اجو ہاتھ سے فرما دے کہیں تنیشہ قدم کو ہاتھ لگاتا ہوں اٹھ کہیں گھر مل نزدک اس گل رعنا کی دیکھو آتش</p>
<p>مرے پری گیا اپنی عدل کا اضطراب ہی پیرانگ جیکو ابھی کا تیسرا اضطراب بے لگ دیکھو تو اس نا انفعال کا اضطراب ہنا انوکھا یہ ہوا ہی مختل کا اضطراب اور تنہائی میں اس بیان گسل کا اضطراب کیا جلتے خوش آیا ہیں کیا رنگ خرابات چمکے ہے غرض اور ہی کچھ رنگ خرابات تھا گرم یہ شب مہر کہ جنگ خرابات مستانہ چڑا کر قریح بنگ خرابات مطر و صنم خانہ ہوں میں رنگ خرابات ہو زیب وہ شاہی اور رنگ خرابات مال کر گئے دن ہو ہی رات کے وقت ہم ہی آپہنچے ہیں کیا عین اشارت کے وقت دور ہیں نیزے ابھی زبہ عبادت کے وقت پڑہ فاعبر ویا اولی الابصار کا آیا نا ہو غیبت</p>	<p>لگے سینے سے سینے پر یہ گیا اضطراب اسکی چاہت میں جوانی اپنی جو تھی چل بسی کو کے کچھ تفصیر ان کی بڑو جلا جو میں تو وہ نکھت گل سی پری کو کو نے کو نے بے پری یاد میں انشا وہ شرمائی ہوئی آنکھیں بھی گت سے کیا عنے جو آہنگ خسرابات آتشکدہ ہے ہر شہر رنگ خسرابات سب ٹوٹ گئے جام و سبوسا غوینا دل پیرمھاں اینسکہ کا شون سی ذرات گر راہ حرم میں نہ ہے آہ کروں کیا نے سلطنت عشق مبارک سے تجھے انشا کچھ اشارا ہو کیا عنے ملاقات کے وقت قریب سے کرتے تھے آنکھوں میں ہی باتیں تم نوکم عیش پر یہ عہد جوانی انشا کو صولت اسکندر کو حشمت دارا امی مبارک</p>

<p>مستانہ جو جس طرح بنگ چڑھایا۔ در عالم وحشت میں مانگ نہیں ہو سکا گروہ فقر اسے کیا سمجھے ہو چکا خوش ہوتے ہیں چار پرو کی نٹلا کی صفائی مانند قلندر آزادوں کے لیے ہیں غزل تو نے شنائی از برفش ہو نام خدا او چتر کی کچھ زور کا تھا۔ یہ آپ کی رنگت میں نے جو کہا ہو نہیں سزا عاشق شیدا۔ لے کان حلاوت آئے جو مرے گھر میں وہ شہزادہ کرم سے بہت مذہبی کدی دیوار چمن پہاں کے پہونچو جو ہم ان تک ان تک کہ جو ابا بدر دین اور قوائی میں غزل پڑھ لیکن ناسی وہ ہے</p>	<p>تب خضر کیا کہ ہنیا و مریا۔ اب دیکھ حلاوت روال چتری لیکے جو یک کینوں وودا سا کھلا ویکراست نے ہو غم و زور نہ اندیشہ کا لہے خوب فراغت اب اپنی تو ولی کے کچھ شاعر کہنا ہو جس نرافت کات ایسی غضب قہر میں اور بکرا۔ اللہ کی قدرت فرمانے لگے ہنسے سنو اور تاشا۔ یہ شکل یہ صورت منہ پیر لگے کہنے تجھے کہ یہ کیا۔ اس تیری میناقت بیرسان ہو یہ فرمانے لگے کوئی کا تھا۔ اوروں کے نصیحت ماشا عروں کے آگے ہوا اس بزم میں انشا کھاتر تر شوق</p>
<p>لیجے جو ملائیں لگے ہم آپ کی چٹ چٹ چٹ چٹ چھ منڈن انوار الی دل عاشق سوچو لے عسرنزو میں وہ بدل ادر ہی چپکے سے جو چوچا بیٹھے تھیں کو نور بھر موکے یہ میں پناں۔ یوں بیٹھے کتیا ہرنا جو سناں کھنکھناتی تھی انشا عالم ارے کیونکر وہ سچ بڑی ہو توئی غزل کے وہ نیکے کھواب کی پوشش</p>	<p>جل جلا جلا سے وادہ بردو ہو چرے ہٹ۔ ہر بے بناؤ اس چوٹی سی جاگہ میں یہ وصت یہ ساوٹ اللہ کے چکر حسن کہنے لگے میرے دیوانگی آٹھ ہی ایک توڑ کہٹ سوانح کے فطروں پڑ لکھتے ہی جہڑا در آئیں ہر گٹ باہم وہ لپٹ سٹو میں باقی رکاوٹ وہ پیار کی کوٹ پڑے وہ تہائی کے وہ سونیکا چیر کرٹ اور کی سچاؤ</p>
<p>امرد ہوئے میں میرے خرید اچھا چار پانچ اوچھائے واسے شخص نکسا کھڑکے دیکھا صیدا دے خبر کہ دیا چاہتے ہیں جان میر و قاتل و مصمتی و جرات و کس سو خوب جانتے ہیں کہ ہر ایک نگہ میں ہر شب بھل کھلے کا شہ زور ازہ صبح جام غفلت کن غور نشید ہوئے ساتی انہ فضا گھبراہٹ میں تو بھی ملجا</p>	<p>وے ایسے ادر حق سچوہ اخبار چار پانچ یاں ہی تریچہ ہے ہیں گنگار چار پانچ کچھ نفس میں تازہ گرفتار چار پانچ میں شاعروں میں یہ چوہو دار چار پانچ انشا کی ہر غزل میں ہیں انشا چار پانچ کم نہیں شور قیامت سی کچھ آواز صبح دیکھ بزم زن مستی ہر یہ منیا زہ صبح جیسب گل پاک ہو گلشن میں بانہ صبح</p>

<p>نہ لگی جبکہ جیساں شوخ طہدار کی گیند یہیچے اُسکے بدل آپ جریا نے میں گرد مقیش ملائی کی کرن ٹکوا کر گو کھرو لہر نہٹ ڈانک ستاروں کے سمیت شال رومال کی تو جوڑت مجھ کو کچھ نہ لگی لگے فرما سنے وہ مل دل غزل انشا کو</p>	<p>اُسے محرم کو سنبھال اور ہی تیار کی گیند گم ہوئی مجھ سے چوکر رات کو سرفار کی گیند میں یہ لایا ہوں بنا اٹلس نگدار کی گیند اور اک پہونچیکے زور لہفت نمودار کی گیند اب بنا پینٹنے کھواب کی شلوار کی گیند واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کی گیند</p>
<p>لکھ دو انجمنی صاحب کو فی ایسا تقوید خوش ہوئے ہوتا جی تہ تھا اس کا فر کا سکھ بالوں سے لٹک جھکے سوا لچا تو کہا کچھ تو نے اپنی ثانی مجھے بند ابالا خیر انشا کی جو چاہو تو پلا دو دھو کر</p>	<p>کہہ رہے منہ سے لگے اس کے گلے کا تقوید لال ناٹھ سے ہیں بندھا ہوا وہ پلا تقوید اب لگا مجھ کو ستانے یہ ٹکڑا تقوید توڑا نہ بھیر کر اقول کا چٹا تقوید اس کے بازو کا وہ تھا سارو پلا تقوید</p>
<p>ہیں زور حسن سے وہ نہایت ہنڈ پر گلہ گ تر سبھکے لگا بیٹھی ایک چوڑی انشا بدل کے قافیہ رکھ چیر پھاڑ کی یہ جو ہنٹ بیٹھے ہیں رادھا کر گنڈ پر</p>	<p>نام خدا لگا پڑے کیوں نہ ڈنڈ پر بلبل ہارے زخم نگار کے کھنڈ پر چڑھ بیٹھ ایک اور کچھ پیسے اکٹھا پر اوتار بن کے گرتے میرا پر یوں کے بند پر</p>
<p>راویں کو یہ نکلا کرو دروازہ سواہر یہ قیس مبارک ہو کہ لیلی نکل آئی لینے وہ جا ہی ہیں تو گو ایک نزاکت گو غصہ سیر آوازہ کسا اس کی گھلی میں بہتے ہیں سدا خواہش اجا سب انشا</p>	<p>شوخی میں دھرو پاؤں نہ اندازہ باہر پر جھکے کو اٹھا شکل تھانہ سے باہر پٹکی پڑے سے شوخی تمیاز سے باہر پر میں کوئی نخلوں ہوں مل وارہ باہر امر امر سے دیہ ان کے شیرازہ سے باہر</p>
<p>مانگا جو میں نے بوسا اُسے چمن کے اندر جو چاہے تو مجھ سے ہنڈ توڑے کی خیر گدا دے نہ شکم مرے رخس کو</p>	<p>یوں کہ یاں نہیں چل مجھی بہوں لاندہ تویوں دیکھ اس گھوڑی چور کی خیر میاں ساقی اس سسلنے کوڑے کی خیر</p>

<p>الہی ہوا اس سب کو ڈی کی خیر نظر آئی کچھ اس نگوٹے کی خیر ارے اپنے سونے کے توڑ کی خیر</p>	<p>دکھائی مجھے سیر باغ ارم ہنسا جاویں نے تو بولے نہیں لگا بیٹھا آتش کو ٹھوکر تو ایک</p>
<p>میں نے ہی آجکی دولا کی لڑی ڈالی توڑ میں نے اس ڈھر کے سے کل انکی ٹھری ڈالی توڑ ڈالی جو آب کی تھی سب سے بڑی ڈالی توڑ</p>	<p>لے انہوں جو یہ پہلو کی چٹری ڈالی توڑ لکڑاٹے تھے کہ ہم باجی گھسٹری بیٹھے ساتھ پر بولے یہ ہم جو بولے کہ آتشا ہننے</p>
<p>ہاں وہ کس طرح کہ بیدر دوسرے ہونٹ نہ چوس دیکھ رخصتا ہو سے زرد دوسرے ہونٹ نہ چوس چوٹ لگتی ہی جو اور دوسرے ہونٹ نہ چوس</p>	<p>پہر تو کہہ بھگے دم سرد مری ہونٹ نہ چوس جھکو جیراں نکر چوڑ، تری دہشت سے صدر سے اس ناز کے آتشا سے یہ کہنا چاہیے</p>
<p>سائے سے جھکے عکس کے ہی جام کو فروغ بخشا ہے ہننے جا نہ اسم کو فروغ باقی رہی کچھ شفق شام کو فروغ</p>	<p>بخشایہ حق سے اس ب گلفام کو فروغ نورانی ایک نغمہ لبیک کہینچی کہ آتشا ترا جو داغ جگر خون چکاں ہو ٹاک</p>
<p>مثل یہ شہور ہی جہاں میں چراغ روشن مراد حاصل یہاں یہ لازم ہی تھک لہنا کہ داغ روشن مراد حاصل سرور چید مزاج حاضر داغ روشن مراد حاصل</p>	<p>چراغ روشن مراد حاصل مزار پر دجلو کے مت کہہ نشا ہی آتشا کو آج ایسا طلوع سے جسکے سا قیام سچ گرم نلکہ گرم ہنسی گرم او ا گرم</p>
<p>وہ نام حاضر ہے ہیں تانا خان یارم دیتا ہوں تھک تھک سلیماں کی قسم تھک تھک قسم زبور کی فرقان کی قسم</p>	<p>نئی بجھے لیے پری بجھے قرآن کی قسم تھک تھک کی قسم قسم انجیل کی بجھے داعی کو میرے ہاتھ سے اس کی قسم</p>
<p>تھک تھک سحر کے جاگ گریبان کی قسم تھک تھک سر عزیز ملکستان کی قسم اور شور و غنڈ لیب غنڈ لہنا کی قسم</p>	<p>ترگس کی آنکھ کی قسم اور گل گل کی تھک تھک قسم ہی غنڈ زربق کی ناک کی قسمیں تو ساری ہی چوچکیں باقی رہی اب</p>
<p>پیل تے کیے ہننے کی شیدیلان کی قسم آتشا نہ پتھر تھک مری جاں کی قسم</p>	<p>ہاں پہر تو کہہ ہوا سے وہ کس طرح غنڈ ہاں پہر تو کہہ ہوا سے وہ کس طرح غنڈ</p>

<p>وہ دیکھا خواہتا جس سے ہر اپنی زبان اور ہم وہ رہ رہ مجھے کہتا ہر خدا کی باتیں ہر رز عجب نگیناں باتوں میں کچھ ہوتی ہیں انشا کینچ لے کا ش وہ پری اپنے مجھے خان میں</p>	<p>کہ گویا ایک جا ہی اُس میں ہو وہ نوجوان اور ہم بہلا نک دلیں اپنے غور کر تو یہ مکان اور ہم ہم ہو بیٹھے ہیں جب سعادت یا حال اور ہم یا کہ ملا سے ہینکدے دامن کوہ قاف میں</p>
<p>کیسی ہی کیوں نہ ہم میں تم میں لڑائیاں ہوں کیونکہ نگہ گد اہست ہا مخوف نہیں اسکی اٹھے نہ کن ہر کوئی ہم سے افشائے راز ہوئے کہیں نہ جنوں محبت ہو کر نہ دے دکھائی پڑے اور ہی غزل ایک انشا اس طرح میں</p>	<p>جب کھلکھلا کے ہنس دو با ہم صفائیاں ہوں وہ گوری گوری راہیں جسے دایاں ہوں سوار ہنہ ہی سانسیں گولت تک آئیاں ہوں جب شور شنوں نے دلی دہو میں چائیاں ہوں ناشا ورنے آگے تیزی بڑیاں ہوں</p>
<p>جس سے کہ چپکے چپکے لاکیں لگائیاں ہوں کیا سیریں گھڑی ہو پھر تا ہو وہ شوش مٹی کے عطر کی بو کیونکہ اُن سے آئے کیا قہر ہے یہ دیکھو برسوں جنہوں کی خاطر مانی ہوں منتیں ہی سو سو کروڑ سب کی ہوئے ملا پگ ہے اسے تو شام ہی سے بندیل قافیہ سے لکھ وہ غزل اب انشا</p>	<p>لازم ہے یہ کہ منہ پر اس سے رکھائیاں ہوں اور منہ اسکی چہرے کچھ کچھ چائیاں ہوں جن انگلیوں نے بغلیں گد گدائیاں ہوں درگا ہوں بیچ جا بارائیں جگائیاں ہوں وہ وہ ہوئے کسے کسے فی نذرین لٹائیاں ہوں آنکھوں میں آنکلی جھک جھک نیند لٹائیاں ہوں جسمیں کہ اپنے ڈھب کی مٹیں بنائیاں ہوں سو کر گئے جھگڑے قہقہے قہقہے جھگڑے لٹائیاں ہوں</p>
<p>اگر آپ روپ سے ہر باتوں میں ایک کر رہی ہوں منہ بہرے نام کیا لیں ساقی وہ سیکشی کا کیونکہ نہ چو کے قہقہہ پائوں میں جب تہا سے ٹپکا پڑے ہے جو بن اُس رو سے آئیں پر اک اور ڈھب کی انشا اس بحر میں غزل کہ جائے میں کیا فرما ہو وہ تو سہا ہے ہوں آئے تھے ساتھ میر سے دیکھو لٹائیاں ہو وہ</p>	<p>دو ہی پالیوں میں جو لوگ غش پئے ہوں یہ قہر چھینتا سوتے سوتے کے دو کرے ہوں قطرے خرق کے یوں ہیں جس طرح لٹ جائیں ہوں الفاظ کے باہم موقع سے آپرے ہوں اور کھول کر رضائی ہم ہی لٹائے ہوں ایسا ہنو کہ پیچھے رستے میں کھٹے ہو</p>

<p>مطلع ہوصاف ستر ادا دل ہی پہنچے ہوں شبنم کا وہ دوپٹہ بیٹھے اٹھتے ہوں آفتوش میں معانی جسکے لپٹے ہوں</p>	<p>جی چاہتا ہے اے دل اک انت ایسی آئے سوتے ہوں چاندنی میں وہ سنبھلے اور ہم پنجم غزل اب انشا اس طرز کی سنا دے</p>
<p>سبکو ہوا بتا دو پس تم ہو اور ہم ہوں ایسے بھی لوگ شاید دنیا کے چمکے ہوں ہم سے قدیمی جسکے شائستہ ستم ہوں</p>	<p>خلوت میں فائدہ کیا اعتبار سب ہم ہوں آیا تو ذکر میرا بولے کہ پوچھنا کیا ملک اس طرف تو دیکھو آنکھیں ملا کر جیتا</p>
<p>جو بیچ و بوج ہو وہیں سو ایسے محترم ہوں مصرع رقم کروں تو جیتا انگلیاں ظم ہوں بہت لگے لگے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں</p>	<p>ایتبر کے گھر میں تیز سب جان تیری قدرت کیا دخل کہہ کے یہیوں شر اپنے اسکو انشا کر باندھے ہوئے چنے کو یاں سیار بیٹھے ہیں</p>
<p>سب سے اکبیلیاں سوچی ہیں ہم بینر اٹھیں غرض کچھ زور دہن میں ملگھری میخوار بیٹھے ہیں نہیں لٹنے کی طاقت کیا کریں لاچار بیٹھے ہیں</p>	<p>نہ چیڑے نہ کھت باد بہاری راہ لگ اپنی خیال انکا پرے ہی عرش اعظم سے کیسی آتی بس انکس پائے رہرواں کوئے تنہا میں</p>
<p>نظر آیا جہاں پر سایہ دیوار بیٹھے ہیں غرض رویت کران سبکو ہم یکساں بیٹھے ہیں ابی اس حد کو وہ کیفی ہنر شیار بیٹھے ہیں</p>	<p>یہ اپنی چال ہی افتادگی سے اندنوں پہوں کہیں ہیں صبر کو آہنگ نام کیا شے ہے کہیں بوسے کی جرات مت ولا کر بیٹھو اٹھتے</p>
<p>جہاں ہے پاس جھاو نہ یوں رہا رہا بیٹھے ہیں غنیمت ہے کہ ہم صحبت یہاں دوچار بیٹھے ہیں اور آئے جاسکے کوئی مری جی میں جی نہیں</p>	<p>نئی یہ وضع نہ لٹنے کی سبکی ہی آج ہی تھے کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہو سنا انشا کہتے ہو تم تو دم لے پرے ہٹا ابھی نہیں</p>
<p>زاہد نہیں میں شہنشاہ نہیں کچھ زلی نہیں لوگو نہیں لیکن آس کی میری ہنسی نہیں اس بات کا شعور ہر مقتضی نہیں</p>	<p>گہریارے پلا تو ہر سہر کیوں نہ پیچھے خلوت میں یوں جو چاہتے کہہ لیجئے مجھے کچھ دخل ہے کہ راتوں کو تم آویسے یاں</p>

ذرا سہاوت پر ہے انشا سے تم غافل
 کیا جانے کیا بلا ہے تو کچھ آدمی نہیں

<p>چمک ہی یہ کچھ اسل ولے دوپٹے کی کنار میں بہت سے عاجز آئے ہیں بھلا جیسا ہیں کتنا مجھے کہنے لگے وہ پیار میں آکر اگر بس ہو جو کہتا ہوں بھلا جا کروں را تو تلوں کتنا کفالت رزق کی کس سے کیسی ہو کاش</p>	<p>نظر جوں برق آوے دامن ابر بہاری میں مزاج عالی سرکار کی ہم پاسداری میں تو تجھ کو موند رکھوں ایک ننھی سی پیار میں نہ کہتا ہی رہا کر اور ابھی امیدواری میں صفت مخصوص ہی یہ تو فقط اس ذات میں</p>
<p>ستم اور ناز خوش ہو صفا ولے نہ چن داں فلک البروج پر سے کہیں ب ملائک آمین کمال فضل و دانش یہ ہے کہ اتنا</p>	<p>کہ پرے فلک سے گزری یہ صفا درو منداں نہ اثر ہو کس طرح سے بدعائے مستمنداں غلطی پہ تو مصر ہو بختال خود پسنداں</p>
<p>توڑ دنگا خم بادہ انگور کی گردن خود دار کی کن شکل انکسے انا سخن اچھلی ہوئی درزش سے ترے ڈنڈ چھلی</p>	<p>رکھ دو نگاواں کاٹکے اک حور کی گردن نت چاہتے ہیں اک نئی منصور کی گردن ہی نام خدا جیسے سفقور کی گردن</p>
<p>تعب نہ سستی کا مزا ہے کہ پٹری ہو بیٹھا ہو جاٹاں سیلیان کے آصف لائے مست یہ کیا قہر ہے خشت سرف سے</p>	<p>گردن پہ مرے اُس بیت محمود کی گردن واں کیوں نہ جھکے قیصر و نفقور کی گردن کیوں تو نے صراحی کی بھلا چور کی گردن</p>
<p>حاسد تو ہی کیا چیز کرے قصد جو آتش نر گسے پھر نہ دیکھا جو آنکھ اٹھا چین میں ہی ہی پھریری لے لے تیرا یہ کہتے جانا</p>	<p>تو توڑے جھٹ بلیم با عور کی گردن کیا ماننے کس نے کس سے کیا کر لیا چین میں چلتی ہی ٹھنڈ ہی ٹھنڈ ہی کیا ہی ہوا چین میں</p>
<p>میں صدقے اسکے انشا تجھ کو کر اٹھا را ہی بناں لطف و کرم چیں چیں کی تہ میں قافلہ خست گذرا تو لگا اٹھنے وہیں</p>	<p>تہدی کی ٹیٹو کی اوچھل چپا چین میں ہاں ڈیپی صاٹ ہی اک آگاہی نہیں کی تہ میں درو سا ایک دل نا قہ نشیں کی تہ میں</p>
<p>آج عاشق کو ترے قبر میں رکھنے میں لوگ اُسکے کو چسے صبا آئی تو یاں اٹھنے لگی جب ہو میں پریاں ہو اکھا نیلو کھڑیاں میں</p>	<p>دفن اک زلزلہ ہوتا ہے زمیں کی تہ میں اک پھریری ہی رگ جان حزیں کی تہ میں خود بخود بھی گیس غنچوں کی گھڑیاں باغ میں</p>

<p>چل رہی ہیں خوب سی پھونو کی چڑیاں باغیں تو عجب لگ گئیں کچہ نہ کی چڑیاں باغیں ان پر نیرادوں کی وہ مٹی کی دھڑکیاں باغیں تو لٹائے اور ہی موتی کی لڑیاں باغیں</p>	<p>نور و سان چین کا دیکھئے گا اختلاط جو ہے ہم تم گلے مل کے باہم راجب دیکھ کر سوس کی رنگت نہ صیال پیڑہ گئیں اب تو انشا اس غزل کا قافیہ تنگ آ گیا</p>
<p>ہو چھٹے نہ لے دیو جنوں دست و گریبان تروامن و غمشتہ بخون دست و گریبان لے لے ولولہ شور جنوں دست و گریبان حاشا کہ پھر انکو نکھوں دست و گریبان یا معرکہ تنگ فیکوں دست و گریبان</p>	<p>بیں ہو چکے آغشتہ بخون دست و گریبان لاکھوں کے ہیں اس بادہ گلگوئی بدولت یوں چاہیئے آپس میں نہ اک آن عدا ہوں بہر حال رہیں دست و گریبان تو دلا میں ہی جو تیرا اچھا ہے اذہاں یہ انشا</p>
<p>سے داؤد زبرد و ہواڑ پچھو ہو ہوا ہو ولکا بوستان کسی ملت میں روا ہو اگر کچھ مرض عشق کی تیرا پاس دوا ہو و دین گھٹائے گھیر لیا چشمہ سار کو مستانہ جھوم جھوم سہلے کو ہسا رو مجھ سے کو چہ رگ اکھل میں بہار کو تشریف لے گئے بطامی کے شکار ہو</p>	<p>کہہ بیٹھے صاف اُس سے چل جس سے نہ ہو جان نہ کہتا ہیں ہیں انہیں دیکھئے ہرگز انشا (نور و سان) نے ڈال نہ لے عیسیٰ مریم لہر دیا بلانے جو کل سبزہ زار کو کچھ کہہ لے اے ابر سفید و سیاہ و سرخ شاد و شاد ہوا سنے یہ چاہا کہ سیجئے</p>
<p>نشریف لے گئے بطامی کے شکار ہو زور آور بہار نے انشا سے یار کو ایسے سب میں خواہشیں بوس و کنار کو بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو تم تو سو کہہ لو مری کچھ نہ سنو اور سنو ہر قسم شکو مرانام نہ لو اور سنو ایسے ہی ڈر سے سنو کہ سنو اور سنو</p>	<p>میں بہار اپنے چند جوان ہنر سونہر پر ابھی تو بیچ میں لا کر ملا دیا پورے یہ نہ رہا ریب کہ باقی پھوڑیو چہرے کا قلمزہ تب سے کہو اور سنو یہ سچا انشا ہے کہ جو تو اپنی دلیں نہ لکھتا تھا خفا ہو کہ کہو جو سب سے</p>
<p>ایسے ہی ڈر سے سنو کہ سنو اور سنو تم تارا تو کہیں چکے چھو اور سنو</p>	<p>است میری جو نہیں سنتے اکیلے مل کے نہ وہ نہ آتے یہ انشا ہو سدا کا کیا دل</p>

<p>کر رکھو اپنا کس کیکو یا کیکے ہو رہو دیکھو تو ہوتا ہی کیا آخر کو چکے تو رہو مجھ کو پیڑو آج اگر تم اپنی گھر جاؤ رہو آؤ بیٹھو کھیلو کو دو لو تو پلو لو سو رہو پھوٹ بہنے دو کیس دگے ہنسنے کو رہو ہر جگہ سو سونے کی ہوس سو نکال تو</p>	<p>اپنی پھر کیو ہماری پہلے ہی سن نور ہو صاحبو میری سفارش کوئی اٹنے مت کر میر ہی سر کی قسم ہی نام جانیکانہ لو اب جہاں فضل الہی ہو چکے کیا درخس دوستو انشا کر دیکھو انکھ کھول</p>
<p>چلتا ہوں پاؤں پر مرے بازو سنبھال تو کہتا ہوں یوح کبیل ذرا دیکھ نہال تو سیاہ وار اٹھنے لگے رنگ آمینہ کیا دیکھتا ہے آمینہ لے تنگ آمینہ دریش آن لبوں سے ہوئی جگمگ آمینہ</p>	<p>دے ایک شب کو اپنی بچے زرد شال تو صدقے میں اُس گھر ہی کے نقشہ میں ہے جب اتنا ہی تو گلے نہ پڑا انشا اب اسکے پس اس شعلہ رو کو ہوشے جب اہنگ آمینہ محرم ہوں اس قدر کہ کہے ہی مری مثال انشا پھر آج طوطی خوش نغمہ کے مثال</p>
<p>گردن کی یہ لچک یہ کر کی مڑوڑ دیکھ بول کسے سنائے ہر اچھا نہ چوڑ دیکھ انشا تو اپنے پار کے یہ توڑ جوڑ دیکھ یوں مجھے لگا شان جاتے نہ ارے بیٹھ کہتا ہوں ہی اُس سے کہ نکلا در در بیٹھ مت ہاتھ کو اس طرح سے تو سر پر تھر بیٹھ</p>	<p>پر جہاں اپنی چال کی ملک منہ کو مڑوڑ دیکھ میں نے کہا کہ عشق کو اب جوڑنا ہوں خیر جوڑی جو ان نے تجھے تو توڑی قریب سے تو مجھے لگا کہنے کہ چل سہ کے پرے بیٹھ کیسا ہی ملا کیوں نہ وہ بیٹھا ہو مری پاس انشا کہیں ہنس بول مرا جی تو کڑا صامت</p>
<p>اس پردے میں آ بھیگی روح ایک شرابی کی لے کجمت گل تو نے کیوں اتنی مشتاقی کی تیری ہی لگاؤٹ لے سرفاۃ خرابی کی جائی کی نظامی کی سجدی کی سجا بی کی اب فائدہ کرنے سے ہم دیکھ تو چکے جو کچھ نصیب میں ہو کیس جلد ہو چکے</p>	<p>کل باد بہاری نے سوکڑے گلابی کی جوں میج ہوا اپنا تھا ہوش بھی اٹنے پر تقصیر اس دلی نے جسم محبت کچھ بو باس نکلتی ہے کچھ شعر میں انشا کے شب غائے رقیب میں تا صبح سو چکے والہ میں بھی تنگ ہوں اب کاشی و قسم</p>

<p>خواب عدم سے شر جنوں نے جنگا دیا غیر کے مونڈھے پہ تم ہاتھ جو دھر بیٹھ گئے کچھ صفت صد رو نعال اپنی ہنسی ظہر میں میں یہ تعلیم سمجھتا ہوں سنا بندہ نواز اپنی مجلس میں مجھے دیکھ کے غیرو نے کہا اٹھ کے دلدار کو رخصت نکلیا پروہیں شکے یہ تیری غزل بزم میں لاشا شکو سبزہ کیا فاک شہیدان سے تری فاک</p>	<p>انشا بس اور نیند کہاں خوب سوچے ساتھ والو کو نہ پوچھا کہ کدھر بیٹھ گئے ست ہاتھوں میں ہم بیٹھے جد ہر بیٹھ گئے آپ اُٹھتے تھے مجھے دیکھ کے بر بیٹھ گئے دیکھ کر انہیں کیا ہو کے نڈر بیٹھ گئے اٹھ کے ہم دست تاسف کو لبر بیٹھ گئے مستعد اٹھنے پہ تھے اہل ہنر بیٹھ گئے جائے گل چاہیے واسے دل صدا جا لگے</p>
<p>کب چاہوں ہوں میں حرف ملاقات کی ٹیڑھی آتا ہی بی جی میں کہ مستار گرو رکھ پے تنظیم اٹک اسطرح آہ سرد اٹھی ہی کتا یہ اور ڈھنگ اس بھری مجلس میں کہیجے آتی تھی ایک جو بیٹھے دیکھ سٹ گئی آئی نیم صبح جو نکل کوئے یار سے شب میں نے جو ہیں ہاتھ لگایا تو وہ بری مجھے لیٹ کے آخر شب یار نے کہا آتش کی گفتگو وہ دھواں گرم ہی کہ آج</p>	<p>تب خوش ہو مراد ل کہ جب اُس بات کی میرے پھر آج ذرا اسیر خرابات کی سیر سے کہ جیسے قطرہ افشانی سے بوی گرد افشانی اجی سب تاڑ جائیگے نہ ایسا تو مستم کیجے دانٹو کے پیچھے داب زباں جھٹ پٹ گئی ہمراہ فوج ہوش کے لے غٹ کے غٹ گئی بے اختیار شرم کے مارے سمٹ گئی کیا جانیں ان دنوں کی یہ کیوں ات گھٹ گئی آکر ہمارے گلے سے لیٹ گئی نہ</p>
<p>ہے اور کوئی ایسا جس میں چاہیں نکلے یوں تن وہ نمایاں ہے پیرا بن آبی سے ایسے میں کیوں اڑا لگے طاقتور دل تو بھی شبنم میں جو کھٹ کھدوں میں سکے دو شکر فشاں لگا وہ عالم ہے اس چاند سے کچھ ہے دیکھ کر وہ لہجے گرد اس دہن کے دیکھ کر</p>	<p>تج دھج اسے کہتے ہیں بیباختہ پن نکلے جوں دھوب کو اڑوں سے آئینہ کر جن نکلے ہیں کسب ہوا کو سب غان جن سے نکلے مہتاب کی جا در سے خوشترے سمن نکلے جوں وقت سحر ان سورج کی کرن سنیکلے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اپنے توبہ دن کے دیکھ کر</p>

<p>سب گیتی انہی مسوں پر دمدم پیر ہے ہاتھ گھب آٹکھو نہیں کل جلوہ سنا کی تیری اے نسیم تعری کیو مر اعرض نیاز اب خدا کے لئے جانے ہی ہے تو بچہ نکر کیا ہوا غصہ نہوشدت سرا میں اگر طالبِ حسن بنو چوڑیہ باتیں اتنا</p>	<p>ہیں یہی دو چار موجبِ بائیں کے رونگٹے مجھ کو کیا جانے کہ کیا بات خوش آئی تیری گلشنِ یار میں گر ہوئے رسائی تیری کیوں یا نہ ہوڑ جانے کلائی تیری آگئے ہم بھی جو ٹک کھول رضا کی تیری دیکھ کہتا ہوں میں اسیں جو بہلائی تیری</p>
<p>سو داڑھ دل ہے تو یہ تدبیر کر نیگے غصے میں ترے ہنسنے بڑا لطف اٹھایا چمک ہے ترانگ جو نظر رہے اپنے چندے جو لبر یوں ہوئی اوقاتِ تیرے دل مشا در کہ اتنا متفکر بنو ہرگز ختم بغل بیچ نہاں، ہاتھ میں ہو جام لیے</p>	<p>اس زلف گر بکیر سے زنجیر کر نیگے ابو عہد اور بھی نقص کر نیگے پوچھ اہل نظر سے کہ وہ تقریر کر نیگے کھڑے کو ترے عالم تصویر کر نیگے حق سے ترے حل حضرت شبیر کر نیگے ساقی آتا ہے چلا زور سرا خجام لیے</p>
<p>لے خیر جلد تک لے تا فلاں لار حرم پیشانی آج بھی اس بات کی اتنا ہونی سکالی سہی ادا سہی حسین حسین سہی اگر ناز میں کہے سے بڑا مانتے ہو تم منظور دوستی نہیں ہے ہر ایک سے ہی جو وہ لا ہی کی ٹوپی زعفرانی آپی</p>	<p>کہ حریفوں نے وہ سب عامہ احرام لیے گھر کو پھیر آئے چلے ہم طبع خام لیے یہ سب سہی ہر ایک نہیں کی نہیں سہی میری طرف کو دیکھ میں ناز میں سہی اچھا تو کیا مضائقہ اتنا سے کیس سہی سو ہمارے پاس ہی ایک نٹنی آپی</p>
<p>دمدم کہہ بیٹھا بس جاو اپنی آنکے پاس کیا کہوں مارے خوشی کے حال میل کیا ہوا ہم نے سورا تیں جگائیں تب ہوا یہ اتفاق میرے حق میں اب جو یہ ارشاد فرمایا کہ ہی لیک میں اوڑھوں بچاؤں یا لٹیوں کیا کروں</p>	<p>کیوں نہیں جاتی وہ ایک بدگمانی آپی آمد آمد جو ہوئی کل ناگمانی آپی سو اسی دنگو دھری ہنی فیند آنی آپی خوب یاں منقوش خاطر جانفشانی آپی روکھی سیکی ایسی سوکھی ہر بانی آپی</p>

دو گلابی لاکے ساتی نے کہا آتش کورات	زعفرانی میرا حصہ ارغوانی آپ کی
لب پہ آئی ہوئی یہ جان پھر سے	یار گر اس طرف کو آن پھر سے
تیرا گریہ اہوا نہیں، جب آٹھ پیر	اپنی آنکھوں میں وہ جواں پھر سے
ساقیا آج جام صہب پر	کیوں نہ لہسراتی اپنی جان پھر سے
ہچکیاں لے ہے اس طرح بٹے	جس طرح گنگری میں تان پھر سے
روٹھ کر آٹھ چلے تھے آتش سے	بار سے پھر ہو کے ہمسر باں پھر سے
دو گھڑی دن سے کہا میں کہ کیا ارشاد ہی	سُن کے بولے اب ہو کھا بات تیری یاد ہی
آج تو کپڑے نہ بدلواں کلو میری ہے قسم	آپکا میلا کچلا پین ہی کچھ بیدا ہے
میں جواک کخواب کی لانا ہتا ٹوپی بولے آپ	تجھے کیا تیجے ارے تیری ہی کچھ بنیاد ہی
ہادی اللہ مشرے ملتے کچھ میت پوچھتے	فقیہ سے دونوں جانکے یہ فقیر آزاد ہی
کیا چہ پیر ہے کہ پہلے دل صاف توڑ بیٹھے	پھر آپ ہو مودب ہاتھوں کو جوڑ بیٹھے
کی میں سنے شب جو سہوا تعریف چاندنی کی	میری طرف سے اپنے وہ منہ کو موڑ بیٹھے
آزادگی خوش آئی آتش کو جسے یارو	وہ سب کو جوڑ بیٹھا اب اسکو جوڑ بیٹھے
اگر یہ ڈھب نہیں ملتا کہ اس رخسار کو بیٹھے	تو کیا کیجئے کف افسوس ہی ناچار کو بیٹھے
بہانہ بند، کا مست کیجئے صاحب بن چلا بند	جما ہی لے نہ اپنی زکس شش رکو بیٹھے
ہمیں جب دیکھ وہ کچھ بڑ بڑاتا ہی تو کہتی ہیں	جوا تھ آئے تو کیا اُس نعل خوش گفتار کو بیٹھے
اگر وہ سو نہ پڑے اپنے دوپٹے کا لٹا تو	منہ سے چکے چکے کیا کف دلدار کو بیٹھے
بس اب لے حضرت عشق آپ سن ظلم ہی	نہ ساری رات آتش کے دل پار کو بیٹھے
انکے دو جیسے کبوتر کے جو خورے اڑ گئے	تو یہ بولے کیا کیا ہی ہو گئے اڑ گئے
گلی سے تیری جو تک ہوئے آدمی سکے	تو اُسکے ساتھ اسے چٹ نکلے اک پری نکلے
نشان آہ لئے چالوں جہاں تارو کی	چلیگی فوج عرش کہ آج چاندنی نکلے
ہزار شکر کہ آتش کی محفل میں	خفا سے گئے تیرے ہو جی خوشی بکھلے
ساقیا آئے ہیں بادل یہ بڑے پانی کے	جلد بھر محو سے جو خالی ہیں گھرے پانی کے

<p>کچھ پیسوں سے وہ چھاتی ہے پڑے بانی کے کچھ درختوں میں سے نظر سے جو پڑے بانی کے</p>	<p>نشلہ خوں نہا یا کہ نظر آئے جاب صبح کس دیکھے کی آستین پھریری انشا</p>
<p>تو نہ کیوں سمجھ پڑی بیشکے مرانگہ اڑے بن کے اک شکل کہو نرفسن تنگ اڑے</p>	<p>لے نشہ میں کچھ جب یوں قلع بگاڑی نانشہ شوق کی ہو بچانے کو چاہے ہی کہ یہ</p>
<p>طائر سرد رہ ہم کرتے ہوئے جنگ اڑے مارو شے کی دیدہ مارو ت میں اٹکی</p>	<p>طرز نالیدن انشا جو اڑا سے تو وہیں دیکھ اسکی پڑی خاتم یا قوت میں اٹکی</p>
<p>جس سراج کی خون دل بہوت میں اٹکی کرتے ہیں شگاف در لاہوت میں اٹکی</p>	<p>آلودہ ہوئی نوز سے جو وقت کہ ڈوبی ناسوت کے عالم میں بے سیرم انشا</p>
<p>اک پری آئی ہی اور ایک پری جاتی ہے ورنہ یہ کوہ سے لے کبک درمی جاتی ہی</p>	<p>غچہ گل کی ہوا گو د بھری جاتی ہے کرے دو چار قدم لالہ خود رو کی ہمار</p>
<p>نکھت گل پڑی کا پنہ ہے درمی جاتی ہی بیل اس رشک تنہا میں مری جاتی ہی</p>	<p>منہ تو دیکھوتری جھٹکی جو اے لباس ہو بچے بے بر کوئی اس گل تنگ انشا کیا دل</p>
<p>یہ آگ عشق کی یارب کہ ہر سے اتری ہے ٹھک آؤ تیس کے جذبہ انتر سے اتری ہے</p>	<p>ہاں مگر ہمیں میں مان کے محل تک لے کے زمین سے اٹھی ہی باغیر پر سے اتری ہی</p>
<p>اڑن کہو سے کو ٹھیرا جو فرسے اتری ہے جنہ کی فہم بڑے کر فرسے اتری ہے</p>	<p>انترتی بخیریں کب تھی سواری لیلی ہنیں نیم باری یہ ہی پری کوئی</p>
<p>جوراء نہ بڑے باہم نظر سے اتری ہے قلہ دو اہن پیچھے خوش پیر اتری ہی</p>	<p>چاند دیکھیں تو کہتے ہیں دشت عشق میں نہیں عشق تجلی ہے حق نقالی کی</p>
<p>درا کر یہ کچھ اپنی ہی اجتو ہوا جس پر ایا ہوا کہ آپ یہ کچھ تو تو اجتو ہوا</p>	<p>لباس آہ میں کہو نہ کہ اسے انشا کچھ ہی کسی سے جاوے نیم اور ہوا جس پر</p>
<p>دھنہ (ن) زیادہ اس سے پھلا اور کیا بیشک نہاں نہ ہو ہی ہو جہاں سے نہاں کی پوری</p>	<p>شما گھلا کے آنکھیں شکل نہاں سے کچھ انشا آفریں تھو سے زمین سے ہوا کو</p>

کیا جسے ہو میرے دل بتاب کی چوری	سیاہ کے آنسو وہ سدا روئے الہی
تو ہو گئی سب جہز کے اسباب کی چوری	شب سبند جو دی دلخ کی اک چور نے آتش
کہ باہم عکس پر مارے خوشی کو قریاں لیٹے	یہ کسے چاندنی میں ہم بزمِ آسماں لیٹے
مبادا اک بگولہ لاس پائے ساریاں لیٹے	خدی خواں وادی مجنون میں حلقہ کو نہ لیٹا
ابھی دالان سے لای بزمِ سائبان لیٹے	کسی ڈھب سے طبیعت سیر ہوئی ہی نہیں لیٹے
کہ جیسے چھپوں سے عذیب گھلتاں لیٹے	پرے سے اس کوشش سے اب ہ منت مفریٹا
بلائیں آگے ساتی لے تجھے پیرمناں لیٹے	غزل سستی میں کھڑک اور ہی آتش کہ تاتیری
پر ایسے ڈھب سے نہ پلے لکڑی دل لیٹے	اگرچہ جسے وہ سوار متصل لیٹے
ہست سے ہیں خس و خاشاک مضحل لیٹے	یہ گرد باد ہی اک شوہر جس کے دامن سے
کہ جس سے طبع سخن سنج مستقل لیٹے	کچھ اور ڈھب کے اب اشعار ایسے کھرا آتش
جو ایسے سے کوئی پٹے تو اہل دل لیٹے	جنون کے دیو سے کیا عروج مضحل لیٹے
تو اپنے تیکے سے بس ہو کہ وہ غل لیٹے	کہیں سنی جو کھانی میں شرم کی کچھ بات
کہ برن جسکے گلے ہو کہ منفصل لیٹے	کہہ اور طور سے آتش غزل وہ برجستہ
ذوی العقول میں کیونکر دے دل لیٹے	ضیا میں نور سما جائے ظل سے ظل لیٹے
ملوں تو زمرہ زہر کہ تل سے تل لیٹے	کیسے خالی ذوق سے اس آنکھ کو تل کو
اسی جراح تامل سے مل لیٹے	ملے جو قریب آتش کہیں تو ہم اشکی
ٹپک انکولیوں جو چھیرے تو خون ٹپک پڑے	ہی مستعد کہ وہ لب میگوں ٹپک پڑے
تو اس سے دانہ درمکنوں ٹپک پڑے	گر برگ گل پہ ڈالیے مشہم کی سمت آنکھ
ایسا ہنو کہ زہرہ گردوں ٹپک پڑے	سبند اپن کے یوں نہ پھر و زیر آسمان
رکھتے جو تھے طبیعت موزوں ٹپک پڑے	آتش یسن غزل شمر پختہ کی نمط
جی میں ہی کہہ بیٹھے اب ج کینا لال کی	سا نہ لے پن پر غصہ ہے دھج بستی شال کی
کہ میرے سامنے وہ نیلے قزاقین ہوئے	واقعی مجھے گنا ایسے ہی دو قین ہوئے
تم بنے باد صبا ہم گل نسیریں ہوئے	صبر دم مجھے لپکرو وہ نشے میں بوئے

<p>بہم الفت میں اگر ایسے ہی آئین ہوئے سودل غمزدہ کے موجب تکین ہوئے دولت شہرم سے مانند سلاطین ہوئے خاندان کیسا جوشناسا سے اراکین ہوئے اور کپڑے تو مرے مفت میں رنگین ہوئے</p>	<p>نہیں چکی بندہ دگاہ سے اور آپ سے خبر قمری دہلیں نالایا میں بڑے بوجھ گڑے اشک آنکھوں سے قدم رکھ نہیں سکتے باہر جی ہی اچھا سزا پھر تو عیاذ آبا اللہ تھکلی یہ کہ ملی آپ نے انشا مہندی</p>
<p>والہ تم تو سخت جیسے نظر پڑے کچھ طرفہ رنگ رنگ کے شے نظر پڑے تو شعاع مہر نے اک چھری جڑی آؤ آنکھوں کا یوں چمکتے ہیں پڑے جیسے درق سونے کے ابھی بسانے لگے پھول شفق سونے کے بہم نہیں ساتھ ترے کر کے عرق سونیکے</p>	<p>ان انگلیوں میں تول کے چمکے نظر پڑے دیکھا پری دشمنوں کو تو ان کے سر وہ آج خونیم صبح پست لگی کسی گل کے دامن پاک سے آج بجلی سے بنے ہفت طبق سونے کے اس پریزاؤ کی گریوں ہی ساری نیکے واہ کس لطف سے رات اُسے کہا گرمی میں</p>
<p>یعنی در بہشت کو یکبار توڑے پوریں ان انگلیوں کے بھی لے بار توڑے بند نقاب شاہد اسرار توڑے سویا جا کے بوڑھے سو بار توڑے تولز کے اُنکے موتیوں کا ہار توڑے جس دہب سے ہوئے خاطر دل توڑے نارنگیاں ہی جیسے سے دوچار توڑے اس توڑ جوڑ کا نہ کہی تار توڑے</p>	<p>ہی جی میں قفل خانہ تہا توڑے جی چاہتا ہی لیکے بلا میں نہاری آج انشا دکھا کے اور بھی اک جلوہ غزل یہ کیا کہ ان کے دل کو نہ زہنا توڑے ہاتھ آوے کچھ اگر نہ سرشتہ بگاڑے شونی تو دیکھو آج بھی قصہ کی کہ نہیں بہرے کو روند ڈالے یا ان کے باغ کی انشا یہ دوتھرا لٹھی اک تاوہاؤ کی</p>
<p>میں دروازہ جو کھل سکتا تو کھڑکی ہی سی آنکھ نہ گس کی بھی دو چار گڑی مجھ سے لڑی بہتری خاطر تو ہر اک چھوٹی بڑھی مجھ سے لڑی مکمل باندہ کے کیوں مینہ کی چھری مجھ سے لڑی</p>	<p>بوسہ چودیتے نہیں چلو تو جھڑکی ہی سی وہ پری ہی نہیں کچھ ہوئے کڑی جیسے لڑی واسطے تیرے رنگ محفل ہی دشمن چہرہ لگا دی مری آنکھوں نے تولو اور سنہ</p>

<p>بولتی تھی وہ جو سونے کی گھڑی مجھے لڑی تو سیر اس کے بدل ہو کے گھڑی مجھے لڑی بوئے گل لیکے جو بھولوں کی چھری مجھے لڑی ہر اک اُس دور کی موتی کی لڑی مجھے لڑی</p>	<p>رات لڑی وہ جو چپ ہو رہی تو انکی عبوض بیٹھے بیٹھے کہیں بیل کو جو چپڑا میں نے کون سی حور بیاں کیٹیلے جو تھی آئی نہ ٹھکراؤں کے گھگھیں جو لگا تو انشا</p>
<p>اور غرائے پڑا دیو سحریت ہے وہ آہ سوزناک و دم سحریت ہے لیلا کا چہرہ مثل گل و ردی سوئے بانگ خرس ی اور وہی گردی سوئے</p>	<p>اے پری تیرے مزے ایک بھر لیتا ہے دل میں بدولت آپ کے اک دردی ہوئی مجنوں تو سوکھ سا کھر کے اک خار بن گیا انشا نشان قافلہ کی کچھ خبر نہ پوچھ</p>
<p>بھی تو لرز سانی کے آنچرے سے وڈو نوں دیدے نے ناب کے کٹری سے چڑھائے ہیں گھروں کے گھرے سکھ سے ہر لال لال کچھ آنکھوں میں ڈور ڈور سے</p>	<p>نہ پیاس بنی بھی برف سے نہ غور سے لٹے میں کیوں نکروں غشس دکھائے تھے بلا سے جام نہوئے نہ کہ یاں ہم لوگ ہیں جو رات کو جاگے تو کیوں ابھرا سے</p>
<p>ہماتے سر کی قلم اور زور زور سے بچب جائے نہ کیوں کھرے پر چٹائی لٹتی ہر دم کے ساتھ اک صرکت نہ پڑتا ہے سوئے ہی آپ رات نہایت کدھب ہے</p>	<p>کل اُن کے پاؤں لگا دانے تو یوں بولے ہے آنکھوں پہ سانی کی سچے ناب کی گھٹی یار بترابی ذکر بیاں جب نہ تب رہے چچین میرے چھیرے چھوئے سے ہیں رہے</p>
<p>خود کی تاک جھانک میں نبت العنب ہے جس سے کہ بڑی کا پتے ہی ابلیس کی ٹوٹی ہاتھوں میں سلیمان کے بلقیس کی ٹوٹی جن پاس ہو جنوں کے جو اسیس کی ٹوٹی</p>	<p>انشا بھلا وہ زاہد دیرینہ کیا کرے ہے شیخ کے سراپا ہی تلیس کی ٹوٹی ہد ہد کو خوشی تب ہوئی جب منظر آئی ہریوں کے گھروں میں وہی چوری کے گھگھیں</p>
<p>زلفیت مہ وزہرہ و جبریس کی ٹوٹی سکائن سہا پر وہ تقدیس کی ٹوٹی کاسپنے ہی پڑا گنبد گردوں مرے آگے</p>	<p>مکن ہو تو دھر دیگے بنا کر ترے سر پر انشا مرے آقا کی سلامی کو جھکی سے کیا چیز بھلا قصر فریدوں میرے آگے</p>

<p>صد فافلہ لیلے و مجنوں مرے آگے چڑیوں کی طرح کرتے ہیں جوں جوں آگے بادل سے چلے آتے ہیں مضمون آگے بشریں بھی گئے آگے بلالوں میرے لگے کھٹ لائے اگر موجد جیوں مرے آگے مصرف رہے ہوئی وہاں روں مرے آگے</p>	<p>مطلق متوجہ نہوں ہر چند گزر جائیں ہوں وہ جہر دتی کہ گردہ عکس سب بوسے ہی ہی خامہ کہ کس کس کو میں باندھوں خجسے کو مرے خسرو پر وینر ہو حاضر یتابی دل دیکھ کے سیما بسے پھر جائے میں شاہ خسرواں کے غلاموں میں پہچانتے</p>
<p>دو چار روندلوں میں ہوا سرد ہو کر پر آب طبیعت آپ کی بید رہو ہوئی وضع چین بساں ایو در ہو گئی اور اقل گل پہ جمع بہت گرد ہو گئی۔</p>	<p>گرمی کی جو شکوہ بھی سب گرد ہو گئی آگے تو ابل دلدی سے ربط درست تھا لے ناد جہاں ترے میں قدم سے کر آب پائش آن کے لے ابر نو بہار</p>
<p>کہ لاکھ برقی مہاں جس کے ہر نہر لڑی کہ آب ہر مغال رخسار میں ہے نہ نطق انگلیوں میں ہے چوب و تازی ہے کہ آگے چین تر کس انتظار میں ہے شراب پینے کا موقع اسی پھو ہا میں ہے کہ پھر غزل جو سنائی سو کس شمار میں ہے</p>	<p>بھری وہ آتش عشق اس دل فکا میں ہی لے شراب جو انان باغ کو کیونکر کہ ہرے آتی ہے آواز دوست لے مطرب سجھے یہ کج ہری پیکروں نے لکھ بھیجا پھو ہا میںہ کی خوش آہندی بہت اس وقت بدل کے خافہ انشا لکھ اور تازہ غسل</p>
<p>کساں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑیں ہے تو کیا نمود چھکڑی اسی دراڑ میں ہے مزاج بوچھے سرج تو جو بے بھاد میں ہے غرض نہ پوچھو کہ انشاں کس لٹاڑ میں ہے کہ بیٹھ کے چھٹی برقی بھڑ بھڑا میں ہے تا آب دم بین لب زخم تو جو سے نظارہ بد بھڑا ہو مرے ہر سر سے</p>	<p>عجب لطف بچہ آپ کی چہر چہاڑیں ہی کھڑی جو کوئی کواڑوں کی لپے آئیں ہے یہ مجھ سے کہنے لگے ایک شخص تھے اول یہاں طرح کی فکر میں خسراب کرتی ہیں کھڑے شور سے دل بادل آج دیکھا انشا مت ہاتھ اٹھا اپنے تو سہل کے گلو سے تو سہل فکن ہوئے تو جوں سرد چاڑاں</p>

کچھ کم نہیں لے فاختہ سر دل بوسے	اگر دل عاشق بھی دم گرہ کسی طرح
بٹھا طرف کعبہ ہوں اس وقت وضو سے	میں جھوٹ نہ بولوں گا مجھے تم سے ہی الفت
ہو بوسے شرب آتی مجھے ایک لہو سے	کر قتل شہید سے الفت کو یہ بوسے
پانی خواہ تر تائیں غنچوں کے گلو سے	معلوم نہیں مروتے ہیں کس آئینہ رو سے
بن مانگے دوسے جن نے مجھے آنکھوں کے بوسے	چین آوے نہ کیوں ایسے پر نیراد کی بوسے
نعوذ بہت لکھ سکے ہر ہر کے لہو سے	اس کوئی ہما ہو تو لے سے ذبح کریں ہم
سائی کوئی ہوئی ہے بھلا ایک سی دوسے	شیشے نہوں دس ہیں تو مستو کی نسی
والا اس کی بھی مانگ آئے ہر اک بخت کو سے	انشا نکل کر اور توانی میں بھی لکھ ڈال
اگر ہوں پہ چھوڑ کے کو اڑا شمع کی لوت سے	ہو تو نہیں آج دلا تو سیر نو سے
خطرہ ہی نہیں تنگہ وقت درو سے	ایدل وہ خوشا کشت برو مندر کہ جبکو
جب بن نہ پڑی بات کچھ اپنی رنگ دوسے	کر بیٹھے وہیں فیصل خدا ساز پہ ٹیکہ
ہو اس سبب افراط محبت مہ نو سے	یاد آتے ہیں اک پہر مغال کے مجھے ابرو
اس باد نہاری کی سواری کے جلو سے	افواج گل دلالہ میں ہے زلزلہ انشا
نندی رکھ لیگی ترسے بدلے ہزار ہی رونہ	میں ترسے صدے نہ رکھ اسے مری پیاری فز
آج کس شخص کی رکھی دو لاری روزہ	منش اور برف کے کوزوں کی ہوئی تیاری
تیرے قربان گئی ہے مجھے واری روزہ	دن دھاڑ اسے ابھی رات کو انشا اللہ
چاہئے ہفتہ میں دسوز سے دسوز سے	چونپ کیا ہو جو کسی سے کوئی ہر روز سے
لا دے وہی دوا مجھے مل کی اور صفی	جیتی ہی یہ نگوڑی سلسل کی ادھنی
بونٹے سے قد پہ اس بڑے آنچل کی لہنی	بن مسد ہے ہوئے تجھے کیا چاہئے بھلا
جالیکی کرتی اور وہی ہلکی اور صفی	انشا کے سونپنے کے لیے اُن نے پیوری
تخت لا چارہوں میں عالم مجبوری ہے	اختیاری تو نہیں آپ سے جو دوری ہے
بار الہا نکل لے گئیں ٹیکیلی دھوپ	کب تلک ابر کے بر تو سے رہی کیلی دیوپ
کے نہ لے دھڑ دھڑاتو ترے بخت کھلے	کھل پڑے عالم سستی میں تو ہم بخت کھلے

لہ از دیوان انشا

لہ از دیوان انشا

گزری یہ نالوں کا زور اور نرمی تن کا ہجوم
 میکشوں سے اس قدر سختی نگرانی مختب
 دم بدم ہوتی ہے اس صابر نظر اپنی بلند
 آپسار رکھتا کھائی ہوئی پرنور آفتاب
 بجائے بیزاری ہو دنیا اس لئے رکھتا ہشت
 کچھ نظر آتا نہیں محکوف فراق یار میں
 جمع کر سامان خلعت تامل ہو فروغ
 زعفر شام و شب فرقت میں لگائی چپ
 شعلہ وعدہ بھی تمہارا کر سخی نہیں
 تفتہ جانوں کو ہمیشہ تفتہ جانوں کا ہی پاس
 مشک بھرتا ہے اگر اس میں سواد شام جگر
 صابر باب کرم کو ہی برابر قربان
 جاؤ نگاہ ہی کے اشکو نہیں سوئے دوست
 ناطقتی سے جان نہ تن سے نکل سکی
 بل آگیا مزاج میں اک امیر سہل پر
 دشمن سے رسلنے راہ نکالی پہنچے نکل
 دوئی ہوئی ہے تنگ کو دست رقیب کے
 کہتا ہے کچھ بہکے نکلتا ہے منہ سے کچھ
 خار دل رقیب کی اتنی ہیں کثرتیں
 غصہ یا غصہ تاج صابر جناب کو
 رحم ظاہر ہے مگر ظلم کو نہیں رکھ کر
 دل ویران کو وہیں چھوڑ دیا دشت میں
 ان پتھریں وہ غم و دل و صابر میں آج

پنبہ منقوش اک اک استخاں ہو جائیگا
 دل تر اسنگ در پیر مغال ہو جائیگا
 شیشہ عینک جان آسمان ہو جائیگا
 اپنے نزدیک آپ کو کینا کرے دور آفتاب
 منہ نہ پیر گیا ادھر کو تا بھدور آفتاب
 میری آنکھوں کی سیاہی میں کس آفتاب
 می کے بننے سے ہوا مشہور انکور آفتاب
 کیا اھلاتا ہے شفق کا چمک سید و آفتاب
 جانتے ہو ہی ہمارا روئے بر نور آفتاب
 چار و میری زخم کار کھتا ہے منظور آفتاب
 صبح کا اگر لگا دیتا ہے کا فور آفتاب
 ماہ کو دیتا ہے لٹے فرق پر نور آفتاب
 شرمہ نہ تانہ ہو گل روی نگوئے دوست
 تنگو ہوئی حیات ابد آرزوئے دوست
 ہوئے میان دست سے نازک ہے دوست
 شاید گئی ہمارا ہی سوئے کوئی دوست
 جسد سے دل میں خاک ہوئی آرزو دوست
 ہے بقرار میری طرح گفتگو دوست
 سرود ہوئی ہے رجب سے دوست
 جیسے کسی بقیہ آب غم دوست
 لئے مقتل میں پیر آنکھوں پر دھواں کھڑ
 ہم بیابان کو چلے گھر میں بیابان رکھ کر
 دیکھ چلتا گیا حسرت دل نالوں کھڑ

یاروں کے ہوں سراغ دور اور شکستہ پر
 ہوں مریخ نیم فوج تری حیدر گاہ میں
 قیامت تار آفرقہ انداز ہے غلبہ
 او گل تھے فراق میں یہ عند لبے ل
 صبا جو یہ ہے ضد ہی کہ مریخ شمع گل
 تو نہ جا اجن و صل سے ترساں ہو کر
 گر ہی کثرت اعدا ہے تو کبر کے گہی
 آپ جاتے ہیں تو قسمت کی سیاسی می
 میرے انداز محبت کے وہ دیوانے ہیں
 ہو گئی رنج کی چمک پر وہ چشم اغیار
 اس قدر خوش ہوئی اس کو جی صبا جو کہ
 کچھ اضطراب لے رہے اپنی جان پر
 ہم نا تو اں چرہ نہ کے اسکے دیاں پر
 ایا کہ ہے کہ سر نہ اٹھائے دیا رہے
 اللہ ری ضد کہ سمجھے جو ہم اسکے در کے پاس
 صبا بر تہاری زلیت ہو قہر پریشانی
 یوں صفت میں نکلی تری رنجور کی آواز
 غش ہو نہیں سہی حضرت موسیٰ اسے سنکر
 کیا تمہاری جو غصے میں کوئی مار سکے دم
 یوں نشہ کراہت میں ہوں خاموش کہ گویا
 شب گنا وہ نالائک تہا تری در کہ اس
 مریخ کی تابش سی زلف تو کی شکر بن آتش
 ذات بن ہی ہو صبیحہ کو غدا اسے زینت

ہوں بلبلان باغ سی دور اور شکستہ پر
 مضطر ہوں کوہ و راغ سی دور اور شکستہ پر
 قمری ہی سر و باغ سی دور اور شکستہ پر
 ہی گشت فراغ سی دور اور شکستہ پر
 ہو اس طرح داغ سی دور اور شکستہ پر
 راہ پاؤں سی لپٹ جائیگی دایاں ہو کر
 اپنے دیر تہیں بیٹھو گے نگہ بان ہو کر
 پسیل جاتی ہی سوا د شب ہجران ہو کر
 تاشہ جاتی ہیں نگاہیں مری بریاں ہو کر
 صبر ٹپتا ہی مرا آپکا احسان ہو کر
 جیسے آباد ہوا ہو کوئی دیلاں ہو کر
 پر حرف آرزو نہیں آتا زماں پر
 ثمت فراموشی کی ہی اس بگمان پر
 رکھتے ہو اسلئے نظر اس نا تو اں پر
 اٹا چڑھا مکان کا سایہ مکان پر
 عورت ہیں روز ایک ایک نوجوان پر
 اڑتی سی کوئی جیسے سے دور کی آواز
 ہی شعلہ طور اس بہت مغرور کی آواز
 ہو جاتی ہی قفل دہن اس حور کی آواز
 ہو جاسے کہ جلن میں محمور کی آواز
 ملتی ہی بہت تھابر مشغور کی آواز
 سننے اچانک سے باندی ہی سیرین مری تاش
 پہنے سیران گلرنگ ہے قہر میں آتش

مجھے صابر بنایا کیوں بنا دیا چنانچہ
 ہم عجب زلیلت کیا کرتے ہیں
 یا تو دیکھا ہے کہ اکثر اشخاص
 یا جوانی کا مزا لوٹتے ہیں
 یا کہ خجنا نہ ہستی سے مدام
 ایک ہم ہیں کہ ادھر ہیں نہ ادھر
 چلے یہ سوچے گھر سے باہر
 لینے والے چلے کہ جس گزر
 سمنے دیکھا ہے کہ انسان ہاں
 قاعدہ ہو شرفا زاد پر سب
 خدمتِ حضرت صابر میں گیا
 اکتسابِ ہنر و علم و کمال
 جملک کے آداب بجایا سینے
 کھلے طرفین میں ابوابِ کلام
 دیکھا جب خوب کہ لطفِ اشتقاق
 عرض کی سینے کہ قبلہ اب ہی
 مستفید اُٹھتے ہوں حضرت ہم ہی
 سر پہ تھے دسرا یا کہ اب ٹوٹ کر
 شکر کہا تو رہا دھلی میں
 قتلِ کتبہ ہوا سا راجہ جرم
 سبھی سامانِ امارت بگڑے
 سٹ گئی طبع کی گرمی ساری
 بہائی ہم سے بھی پریشیاں غماز

کہ اپنے وقت پر لیتا مختاری چشم و قار
 روزِ آوارہ پھرا کرتے ہیں
 بیٹھ کر یا بڑھا کر سنے ہیں
 خوشتر جسمیوں میں رہا کرتے ہیں
 یا وہ پیشتر ہیپا کرتے ہیں
 تلف اوقات کیا کرتے ہیں
 کہ بڑی ہم یہ خطا کرتے ہیں
 شہرِ افضلیا کرتے ہیں
 آدمی جاکے بنا کرتے ہیں
 اچھے لوگوں سے ملا کرتے ہیں
 کہ وہ نزدیک رہا کرتے ہیں
 اُنے اکثر طلبا کرتے ہیں
 خور و جس طرح کیا کرتے ہیں
 جیسے آپس میں ہوا کرتے ہیں
 وہ مرے ساتھ ادا کرتے ہیں
 آپ اشعار کہا کرتے ہیں
 وصف اکثر سے سنا کرتے ہیں
 خونِ دل اپنا پیا کرتے ہیں
 اتو دن رات بجا کرتے ہیں
 رات و دن غم سے جلا کرتے ہیں
 فکرِ روزی میں پھرا کرتے ہیں
 نفسِ سرور بھرا کرتے ہیں
 کہیں اشعار کہا کرتے ہیں

میسر زاپور میں آئے جب تک
 شعر خوانی کا پیر چاہیہاں
 شاعر اچھے ہیں یہاں ہی وچار
 نہ کہیں ہوتی ہے بزم انشا و
 نہ سہی بزم یہ مرد قسا بل
 یہاں تو وہ ہی نہیں بے بزم نواز
 کس کے آگے کوئی اشعار پڑھے
 ہاں مگر سامنے ہم انور کے
 وہ سخن سنج ہیں ایسے اس جا
 سن کے البتہ وہ ہر قسم کے شعر
 سن کے مینے کہا لے قبلہ سن
 پیر کہیں آسے اسناد جہاں
 سبکی فرمایا کہ اچھا سنئے
 اللہ اللہ زباں سے اُن کی
 شعر پڑھتے نہیں لینے گویا
 آپ ہم اُن کو خطا کرتے ہیں
 ہمس وہ مبطل ہیں کہ شل محبت
 کوسوں ہو جاتی ہی غائب تاثیر
 جان دیں اُن کو جت کر کیوں ہم
 اک یہی مونس تنہائی ہے
 جو نئے گل پہ بہار آتی ہے

روز دہشت میں رہا کرتے ہیں
 نہ یہ خواہشیں شرفا کرتے ہیں
 پر وہ بے لطف جیا کرتے ہیں
 لب لطف کو وا کرتے ہیں
 جمع اک جا تو ہوا کرتے ہیں
 روز بیکار رہا کرتے ہیں
 کس سے یہ شعر سنا کرتے ہیں
 پچھلے اشعار پڑھا کرتے ہیں
 نکتہ ترش جیسے ہوا کرتے ہیں
 داد کچھ ہمسکو دیا کرتے ہیں
 آپ ارشاد بجا کرتے ہیں
 کہیں بے شغل رہا کرتے ہیں
 ہم جو بیہودہ بکا کرتے ہیں
 کچھ عجب بھول جہا کرتے ہیں
 درِ فردوس کو وا کرتے ہیں
 اور حفا ہوں تو گلا کرتے ہیں
 بے پروا بال اڑا کرتے ہیں
 ہم اگر قصد دعا کرتے ہیں
 آپ وہ جان کیا کرتے ہیں
 شور سے دل سے ہوا کرتے ہیں
 پہلے ہم جان فدا کرتے ہیں
 وہ اپنی طبیعت پہ ابھی چاک ہوئے ہیں
 ثابت ہی کہ تکلیف ہی کچھ پائی ہوئے ہیں

جو دلو محبت کے مزے لے ہوئی ہیں
 ہر بات پہ اظہار نزاکت ہے حیا سے

<p>ہمارے بخت کی گردش ہی آسیا ٹری کہ جان راہ فنا میں نہ ایک جا ٹھری ہجوم سے نہ لبوں پر مری دعا ٹھری لبوں پہ رہتی ہی کیوں جان بتلا ٹھری کہ ایک دم نہ جہاں میں کہیں صبا ٹھری ہمارے صبر کی صبا یہی حسدا ٹھری</p>	<p>پہلے سے جو تم تو زمانے کو رزق پہونچا یا مجھے تھکا دل اعدا کے خار رستے میں در قیول پہ تھا نظر اشرار لہجہ اسے ہے مد نظر کیا اجل کا استقبال انہیں بتی سہل کچھ اس مضطرب کی تباہی لے ہیں ہم سے وہ اس شرط پر کہ نہ لیں</p>
<p>ہو رزم خطا شکستہ سے بیان دہلی پڑھ گئی اور بھی بربادی جو شان دہلی صاف ہی صورت آئینہ دکان دہلی ہند میں ظل آہی تھے غماں دہلی کس دہن میں نہ گئی نصبت خوان دہلی بن گئی موسم گل فصل خنجران دہلی کہ سیر پوش پس سب حرف بیان دہلی</p>	<p>چرخ نے ظلم سے توڑی ہیں مکان دہلی جس طرف دیکھئے اللہ نظر آتا ہے لوٹ سے اور بھی بازار ہوا گرم اسکا انکے اٹھنے سے یہاں بیٹھ کر جانہ رہی لوٹ سے حق نہک اس کا ہر سب ثابت رشک بگڑا رہی زخم نے تن اک عالم کا اہل دہلی کی سب بختی کا غم یہ صبا</p>
<p>ابھی تجھ پہ تو پھر کی نہ گئی میں نے بھی آج سوچا ہی یہ ترکیب نئی میں نے بھی ایک ایسی ہی دہاں جا کے جڑی میں بھی آئی عالم کی زبان پر تو سنی میں بھی کھائی جی کہوں گے یہ تل شکر میں بھی بات مرضی کہیوافق نہ کہی میں نے</p>	<p>جو کئی آئینے بگڑ کر وہ کئی سیٹے بھی شام سے جاگے سروں داں کر کہیں وہ ہمارے میں جو اکھڑا تو رقیبوں کو ہوا جتنے ندیا رابطہ انارکے پرچے کی قسم کیوں کھاؤں جو خستہ دل لب شیریں کا ہمارا پیایا کی بہت درد بدل اس بچہ صبا بھر بھی</p>
<p>اور کیا اسکے سوا بات ہی یہ ہی نہ سہی یہ ہی گرا بچہ اذات ہے یہ ہی نہ سہی دور کی حرف و حکایات ہے یہ ہی نہ سہی اس میں گر قصہ مساوات ہی یہ ہی نہ سہی</p>	<p>کا ہر گاہ کی ملاقات ہی یہ ہی نہ سہی سگھ بگڑا یہ ہر دم اک سال میں گل نہ سہی خطا کا کاٹنا ہی کراتی ہی تو وہ ہی نہ سہی نظرِ لطافت کہی حال پہ کرتے ہو سہی</p>

<p>یہی تھوڑی سی سرخاٹ ہے یہ یہی نہ ہونے اگر جتنا کی یہ مکافات ہے یہ یہی نہ ہونے ایک خاص کی رعایت ہے یہ یہی نہ ہونے یہی صابر کی کرامات ہے یہ یہی نہ ہونے</p>	<p>اور کیا شہر ہو دشنام سوا تم محسوس آہ کرتا ہوں کبھی تنگ سے کہے ہو کہ چوڑی آسپے جب بندہ کواری صبا اور تو کی ہو فقط ایک خوشی سولنا</p>
<p>وہ اسب ہی سر یہ ہی سو آفتیں اٹھائے وہ جمع کر سکتے ہیں ٹکڑے سے اڑا دیے ہزار رنگ کی ہیں پتھریں لگا کے ہوئے قدم کو حد درستی سے ہیں پڑا دیے کہاں تک ہیں رہ پاتے کہ دبا کے ہوئے وہ گو یا ساسے پیٹھے میں سر جھکایے کہ جیسے ہو کوئی اپنی مرا پٹے کے</p>	<p>ہزار دل کو لقا ہمت درجہ دبا کے ہوئے ہوا بلند پریشاں نہیں کا جب رتبہ کہیں نہ کہیں نہ وہاں رنگ میں جیسے پورا کہیں سے سر نہیں ملک بے مٹائی کی وہ نہ ہوا کے نہ پتھریں کو نام ایلے گا منہ سے اٹھاتے ہیں شکووں کو ہم تصور میں ہو اہو صبر یہ صابر کو نا اہو دی سے</p>
<p>زنا کی ہوئی کو یا عمری مرا پٹے سے پاؤں مرا کہ ہی ٹکٹا نہیں میخانے سے ایک محروم ہیں جاتے ہیں میخانے سے اسکو سمجھاؤ سمجھ جائے جو سمجھا سکتے آج کے دن کو چلے شہر میں پرانے سے</p>	<p>جہر میں چوٹ لیا خون جگر کھائے سے رند وہ ہوں کہ مری خاک سو خم بنتے ہیں سب کو قتل سے دیدار بلا لگائی غم سے دنیا نیکو کھاتے ہونا صبح فصل کیا پھر نہیں لگائی شہر کی ہر</p>
<p>مری کشائی ای پیاں میں چم اور کٹی ہو کہہ کر خیر یہ زلف نہ شکر کہہ امر کی ہو نہیں غلام ای تار سہمیں چم اور کٹی ہو کہ یہ یوں گراں چھوٹا کہہ اور کٹی ہو کہ یہ ہے داغ سوز دلی جان چم اور کٹی ہو</p>	<p>تیری طرز ہوا وقت سخن کہہ اور کٹی ہو شہر کی لیلی کی یہ تم ہی آئینہ شہر دیکھو ڈرو اللہ سے دیکھو ستم آئینہ شہر لازم بہار لالہ زار دشت غم پر ہوں کیا مال لگا دو آج تم اس پر سیاہی اپنی زلف کی</p>
<p>جہاں صبح ہو جہاں نور ہے سر میں ہی صبا ہمارے نالیش داغ کہیں چم اور کٹی ہو</p>	

انتخابِ نخبِ خواجہ

سیرِ درد
علیہ الرحمۃ

<p>مقدور ہیں کب ترسے وصفِ نیکے رقم کا اُس سببِ عزت پہ کہ تو جاوہرِ ناسبت بستے ہیں ترے کوچ میں سیشِ بزمِ سخن ہر خوف اگر جی میں تو ہی تیرے غضب کا مانندِ جباب کہ تیرے دردِ مصلیٰ غمی</p>	<p>حقا کہ خداوند ہی تو لوح و قلم کا کیا تاب گذر ہوئے ثقل کے قدم کا آباد ہی تجھے ہی تو کھر دیر و حرم کا وردِ لیس بھر و سا ہی تو ہی تیرے کرم کا کھینچا نہ پراسس بھر میں عرصہ کوئی دم کا</p>
<p>مدرسہ یادِ بیر تھا یا کعبہ یا تختِ نہ تھا دائے نادانی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا حیف کہتے ہیں ہوا فلزِ اناراجِ خزاں ہو گیا مہمانِ سرِ کثرتِ سو ہوم آہ</p>	<p>ہم سہی جہاں ہی وہاں اور تو ہی صبا خانہ تھا خواب تھا جو کچھ کہ دکھنا جو سنا افسانہ تھا آشنا اپنا بھی واں اک سبرِ بیگانہ تھا وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوت خانہ تھا</p>
<p>کبھی لاش ہی کیا ہو دل کسی زندِ شرابی کا شرارِ ویرن کی سی ہی ہنسیاں فرصتِ بختی میں اپنا دردِ دل جا کر کہا جس پاسِ عالم میں زمانے کی ندی بھی جرعہ ریزی دردِ کچھ تو نے</p>	<p>بھڑاے منہ سے منہ ساقی ہمارا اور گلابی فلک نے ہمو سونا کام جو کچھ تھا شتابی کا بیاں کر نیا گنا قصہ وہ اپنی ہی خرابی کا ملا یا شل مینا خاک میں خوں ہر شرابی کا</p>
<p>جان پہ کیلا ہوں میں میرا جگر دیکھنا گرچہ وہ خورشیدِ روئے ہے سامنے سو بھی نہ تو کوئی دھوکہ دیکھ سکے نہ تک</p>	<p>جی ترسے یا ہے مجھ کو ادھر دیکھنا تو بھی میرے نہیں بھر کے نظر دیکھنا اور تو یا اب کچھ نتیجہ ایک گریہ دیکھنا</p>

<p>کہتے یہ کس سے ہو تم تک تو ادھر بیٹھا جی میں نہ رہ جائے یہ آہ بھی کر دیکھنا</p>	<p>اُڑو فایسجے اس جس جو واقف نہ ہو نالہ و لکا اُڑو دیکھ لیا اُڑو لبس</p>
<p>بہتر ہے کہیما سے دل کا کد اڑ کرنا رہ کے ہو تم کہیں صف افتخار اڑ کرنا جید ہر ہے وہ ابو او ہر نماز کرنا ہم روسیاہ جلے ہے نام رہ گیا غم رہ گیا کہو کہو آرام رہ گیا کچھ آج ہوتے ہوئے سراج نام رہ گیا اب گاہ گاہ بوسہ پہنچا رہ گیا لے در دل پہنے وقت میں اہل نام رہ گیا</p>	<p>اُس پر ہو جس اتنا نہ ناز کرنا لے آلو نہ آئے کچھ دلی بات نہ پر ہم چلے نہیں ہیں لے در دیکھا ہو کہ شل نہیں جو ہے ہوا کام رہ گیا بارس یہ دل ہوا کوئی مہالہ ہو ہم کبے چلے ہے تو ہوا مژدہ حال نہ لے وہ تپاک تو موقوف ہو گئے اُس کے پینے نام دوسری کا مٹا دیا</p>
<p>لفظ آیا تو ہی حد ہر دیکھا جھڑت تو لے اُٹھ کر ہر دیکھا اُس کے ہو رکا سو کر دیکھا بہمنے سو سو طرح سے مر دیکھا درد کو قصہ مختصر دیکھا پر اسے آہ کچھ اثر نہ کیا اس طرف کو بھی گزرنے کیا خانہ آباد تو نے گھر نہ کیا جان کا میں نے کچھ خطر نہ کیا بے ہنر تو نے کچھ ہنس نہ کیا</p>	<p>جاگ میں آکر ادھر ادھر دیکھا جان سے ہو گئے بدن خالی نالہ فسر یا د آہ اور زاری ان لبوں نے بھی مسجانی زور عاشق مزاں ہے کوئی سمنے کس رات نالہ سر کیا سکے ہاں تم ہوئے کرم زیا کون سا دل ہے وہ کہیں نہ تختے ظالم کے سامنے آیا رہے جو ہر نظر میں لے درد</p>
<p>پر ترے جس کے آگے تو یہ دستور تھا شع کے نہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا میں نے پوچھا لہ لہا چہرہ مذکور نہ تھا</p>	<p>قل عاشق کسی معشوق کی پُرد رہتا رات مجلس میں ترے جس کے شعلہ کو جھٹکا ذکر میرا تو وہ کرتا تھا صبر چکا لسیکن</p>

<p>وہاں پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا کوئی بھی داغ تھا سینے پہ کہ ناسور تھا دل تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور تھا اسکو کچھ اور سوادید کے منظور تھا</p>	<p>باوجودیکہ پروہاں نہ تھے آدم کے پرورش غم کی ترے یاں تیں تو کی دیکھا مخشب آج تو میخانہ میں تیرے انھوں آرو کے ملنے سے لے پار پڑا کیوں مانا</p>
<p>برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ کیا کہ جب کو کسی نے کہی وا بند کیا کوئی دوسرا اور ایسا نہ کیا ترے عشق میں ہٹے کیا کیا نہ کیا کہہ توئے آکر تماشا نہ کیا کئی آنکھ جب کوئی پرہانہ نہ کیا کس نے جیسے یاں نہ سمجھا نہ کیا باعبے یار خوش نہیں آتا لے ستمگار خوش نہیں آتا نالہ زار خوش نہیں آتا</p>	<p>بچی کو بیاں جلوہ نہ دیکھا مراغیہ دل ہو وہ دل گرفتہ یگانہ ہے تو آہ بیگانگی میں اذیت نصیب ملاست بلائیں کیا جب کو داغوں سے سروچراغوں حجاب رخ یار تھو آپ ہی ہم شبہ روز کے درد پر پہ پہاں گل و گلزار خوش نہیں آتا کیا جفا کہ سوا سچے کچھ اور درد ہو کہ رات و دن تیرا</p>
<p>اور جیالہ شہر کے لیے پیا سیکے بیج آسیے گاہے فقیر و غنی ہی ویرانے کے بیج کوئی جائے نہ آہ کیا لذت مر جانے کے بیج پہر بانی اسقدر نامہ سربانی اسقدر بھٹی جیسے نکالے نا تو اتنی اسقدر کوئی بھی بے ربط ہوتی ہی کہانی اسقدر دستہ میں کہتی ہیں کب بند اورانی اسقدر</p>	<p>جائے کس واسطے کے درمیان بیج سیر باغ و بوستان تو یہی بہر گز بیج جو مرنے میں مرگ میں سہمے پوچھا جائے اسقدر تھا یا کرم یا ظلم رانی اسقدر جان کو آنے سے لب تک نزع میں کہیں کیا کہوں دلکا کسو سے قصہ آوارگی درد تو کرتا ہی معنی کرتیں صورت پذیر</p>
<p>پر ہو سکی نہ انکس کی طوفان کی احتیاط ای دشت اپنی کچھو دماں کی احتیاط</p>	<p>کرنا را میں دیدہ گریاں کی احتیاط خار مرہ پڑے ہیں مری خاک میں ط</p>

<p>جو تیرا جنون کے ہاتھ سے نکل گیا ہے دوسرے تیرا گرہ سے کبھی کہتی نہیں داغوں کی اپنی کیوں نہ کرو درویش لایا تھا تو آج تک ہاتھ سے نہ بچ کیجئے قتل ال دفا سے نہیں سب کوئی مزاجدان نہ آج تک مگر جاننا زور ہی یہ پیرا ابرواں یار لے در دمل زخم زانیکے ہاتھ سے</p>	<p>گل سے بھی ہو سکی نہ گریاں کی احتیاط ہر زلف کو بھی اپنی ریشائی احتیاط ہر باغباں کری، تو نکلتا نکلی احتیاط دالمتہ سمیر قتل سے تیرا بروی تیغ ہائے کہیں نہ نکلتا نکلی تیغ ایک اسکی غوی تیرا سوئی تیغ میرا طرح نہ تیرے کوئی روبرو تیغ دیکھا نہ آنکھ کہو لکے ہم غیر دوی تیغ ہوں نیم جان میں ہوئی تیرا انتظار ہو کہ کو زندگی کی توقع بہار تک پہونچا صبا کا ہاتھ نہ میرے گھڑا تک</p>
<p>مشرکان تیرے یار تک پریرہ ہوں کہنے سے دور آپ کو میری فروتنی ہر شام مثل شام ہوں میں تیرہ دو گاہ کرتی ہو بوسے گل تو ہر سے ساتھ اختلاط لے در دجا بکا ہی مرا کام نہ جلا سے ہم کس ہوس کی بجیسے فلک جسٹھو کریں تر داسنی پہ تیغ ہماری بجا - ابھی سرتا قدم زباں ہیں جوں شمع گو کہ ہم نے گل کو ہوشیات نہ بھوکو اعتبار ہو اپنی یہ صلاح کہ سب زباں شہر اُسے کیا تہا یا دب مجھے ہو لک کہیں پرتی رہی تڑپتی ہی عالم میں جا بجا</p>	<p>جو کچھ کہ ہوں سو ہوں خصلت سید ہوں اتنی وہ ہوں پسایہ قد کشیدہ ہوں ہر صبح مثل صبح گریاں دریدہ ہوں پر آہ میں تو موج نسیم و زبیدہ ہوں میں غمزدہ تو قطرہ اشک چکیدہ ہوں دل ہی نہیں مایہ جو کچھ آرزو کریں دامن پھوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں پر یہ کہاں مجال جو کچھ گفتگو کریں کس بات پر حین ہوس نک بو کریں لے در د آگے بیت دست بو کریں پاتا نہیں ہوں تیرے میل بنی خبر کہیں دیکھا نہ میری آہ نے روئی آنکھ کہیں</p>

در دنیا تنگ جهان میں ہر شے ہر کچھ
ایک نظر میں ہیں تن افکار اور پی
پہرے ہو تم بنا سکتے تھے اپنی جہت پر
لو کہ جس دور سے کہ تیار ہو رہے تھے
کچھ لگا لگا کر مقرر وقت پر پہرے کو
"درد پیش ہر کیا کہ شب آمد سرا پرست"

ملنے نہیں ہم وہ بہت خود غلام کہیں ہو
خوشنم کے مانند بہرے کہ ہیں کہ
میں خانہ عالم ہی وہ فی ربط کہ تہیں
دیکھ تو کئے تو نے مری ساتھ نہ لڑا
ہر چند تجھے صبر نہیں درد لیکن
سست ہو پیر میں کیا جھکو فرما تو
صبح اور خوشنم کے اندر میری جیب کو
پیری خوں آسمان شہور کی تہی یار
اپنی جگہ پر کچھ چاہو سو بید او کرو
صفت کہ پیش تہا را ہی شخص جو کہ
راہ ہی نازینا کو تو مری جان کو ساتھ
جو جہاں پہل نہیں سنگد لی لازم ہی
درد ہر چند میں ظاہر ہی تھی وہ نہیں
پتہ نہیں ہو کیا کہ افواہ ہے
نہ پاں علم و دانش نہ فضل نہ
سگنے نالہ و آہ سب نہ تہیں
ہر کیا درد و غم پر صفت ہر

جی میں ہی نہ جاوے اپنے جہت پر
دارین آری کہ آہ سدا کی نہ رہیں
لگے دیکھو کہ کی کی لگا کہیں
لے ناخان حجاب ہی تیار ہو کہیں
الزم ہی کیا کہ ایک ہی جاں کو نہ لڑا
تو نے سنا تہیں ہر یہ مدد نہ کہیں
پراس دل بیتاب کو آرام کہیں ہو
شہر میں کہیں ہو وہ شہر شام کہیں ہو
ہوئے جو صراحی کہیں تو جا کہیں ہو
پیر ایک ہی اتنے نہیں اس شام کہیں ہو
انشاء بھی نہ لکھو کہ وہ بدنام کہیں ہو
پانوس خم کروں یا د سب بوسی سب
چاک کا موچہ تھی تو ہی سدا کہ ہو
ایک قطرہ چھوڑی تو سب چارہ تیار ہو
بیتہ آہ سب کہیں تھی ہیں آن او کرو
وہستان درد کو مجلس میں نہ تیار کرو
جی ہی والہ سب مرا لگی ہو لگا لگا ساتھ
کام نہ لڑا کو رہتا ہی رہا سدا ساتھ
زور لگاتے تھے جھگڑا لیا کو کہ تہہ
کہ دل کے تہہ ہی تہہ ہی رہا سدا ساتھ
فتا ایک سدا ہی تھی آقا سدا ساتھ
وہ سدا ہی الہی ہوا تہہ اس سدا ساتھ
کہ دل را نہ تہہ ہی تہہ ہی تہہ

<p>کس نے آئے تھی ہم کیا کر چلے ہم تو اس جیسے کہ اتوں مر چلے چشم تر آئے تھے دامن تر چلے جب تانا میں دل کے سلف چلے لہر نہ تھی تھی تھی کب ہر چلے</p>	<p>نہیں ہے پند پند نہ ہے دہر چلے زندگی ہی یا کوئی طوفان ہے شعشع کے اندر ہم اس نرم میں سا قبا پاں لگے کر ایسی چلے ہلاو ورد کب ہر چلے ہم سے یہ لوگ نہیں</p>
<p>مشکل ہوئی میں جیسے سوجی سے گل کے بادست و پا ہوا سے کوئی پارت بل کے کوئی اگر کہے کہ کیا ہے سنبھل کے اچھ درد قاتل کے کو اگر تو بہل کے</p>	<p>چہا قاپ کر پانا تھا سو ہے تو گل کے نثر کیا ہے یہ اس پر قدرت کی ورنہ کیا گرسنہ نہ ہو میں غلج کی نظر و سہہ دل کو تم کہہ اور پتی غزل کوئی اس رویت میں</p>
<p>میرا بھلا دل ہے وہ کہ جہاں تو سا کے فتش قدم کی طالع نہ کوئی اٹھا کے ایسا تیں بھلا ہے اگر تو بھلا کے یہ آگ وہ نہیں جتن پانی بھلا کے لے دے دیا ہے لاسے بچو دیر لاسے</p>	<p>ارضی و سماں تر چلے سہہ کو پاس کے میں وہ قنادہ ہوں کہ بغیر اڑھاس کے غافل خدا کی یاد میں مست ہوں زہن ہار اطفا کے نار عشق ہوا ہے اشک کے</p>
<p>سین سہنی نہ تھے نگ بھی مری کمانی ساتھ اپنے سہ وہ مافوق الہیہ رحمانی</p>	<p>دشوار ہوئی کلام چھو بھلا ہے سند آئی مختلف ہم نہیں ہیں بلکہ نصیر کی گئی</p>
<p>نہیں ہے پند پند نہ ہے دہر چلے نہیں ہے پند پند نہ ہے دہر چلے نہیں ہے پند پند نہ ہے دہر چلے نہیں ہے پند پند نہ ہے دہر چلے نہیں ہے پند پند نہ ہے دہر چلے</p>	<p>نہیں ہے پند پند نہ ہے دہر چلے نہیں ہے پند پند نہ ہے دہر چلے نہیں ہے پند پند نہ ہے دہر چلے نہیں ہے پند پند نہ ہے دہر چلے نہیں ہے پند پند نہ ہے دہر چلے</p>

بسم الله الرحمن الرحيم
اتحادیہ دیوان میر نظام الدین علی خان

چشم سحر و چشم بزمی بر سر من و بر سر من
 آنکس بر سر من نظر قائل منور است در کمال
 سینه خانه جهان من سرایان را
 نقل برون در و عشق درون مرا
 دوست بهایب دنیا الفت بر من و کیا
 (یکه جگر کیسه) سوختن کینه و زاری
 خنجر غور زنی تا عجب هم در دنیا
 و در دنیا کینه و در دنیا کینه
 ستون و خنجر و خنجر و خنجر
 هر طایفه از کینه و خنجر و خنجر
 گر که کینه و خنجر و خنجر
 جان چو آب و آب و آب و آب
 پاشی آب و آب و آب و آب
 ایکه یکه یکه یکه یکه یکه
 گیتری در گاهیں حاجت عوض دعا
 غلبه ی چاه یکه یکه یکه یکه

جو پردہ تھا اس نے اٹھا تو دیکھا
 نہ دیکھا کچھ تیرا سہا سہا تو دیکھا
 چلوں جو دل کو جھڑپا تو دیکھا
 کہیں تیرے ایسا نہ پایا تو دیکھا

[illegible]

تو نے نصیب ہی منایا تو دیکھ
یہ نصیب تیرے ہی حسن کا پر تو ہے
کہاں ہر شے شہنائی طور سے
رہا فانی مقصدِ عمر کے دلچسپ ہے

یہ عالم جو سا غم پلایا تو دیکھنا	کہو کیونکہ مینوں پر میناں کا
جہک کے آنکھ سبب کیا ہی مسکرائے	گماں نہ کیونکہ کروں تجھ پر دل بڑھکا
کہ ہر ارادہ آرد و دل ہنسنے کا	و فو گر یہ ترجمہ جو نہ لگے گر مہ
اگر خیال ہر تلوار آزمائے کا	یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہی بسم اللہ
ہزار آرزوئے مردہ کو جلانے کا	دیا ہو وعدہ جاں بخش سے ہمیں وعدہ
کہ یہ قدنگی لا بق ہی نشانے کا	وہ پیرنا ز لگا کر کے مرے دل پر
مخزن نے سینکھ لیا شغل خود نشانی کا	ابھی جیب کہ دامن کہ استیں دھوؤں
ہمیں دروغ بہت ہے تری جوانی کا	بہت بچا مرعش عشق سے کوئی مینوں
رشتہ نسبت راحۃ دم سا طور ہوا	اب تیرے بنیاد آسودہ یہ مہجور ہوا
بل بے ہمت کہ حریف شہر پر طور ہوا	دل پر شوق کہ پٹانگ شیکب پر کاہ
لفرقہ سازی دوراں سے میں گو دور ہوا	مجبور نزدیک بدل جانویا زان وطن
پیر تو انداز یہ کس کا رخ پر نور ہوا	یہ جانی مار گئی اس دل زنجی کورات
بہی کہوئی قبرا کہ طرہ غنہ نشان باندہا	سو سب ترانہ اس کس طرہ باندہا
بس اب احرام سوئے خانہ پیمانہا	سفر نام سے بہر وان کعبہ رخصت کا کعبہ
مہر قدم پر ہاتھ میں دھاریں قافل گیا	ز شکر اس پر کہ یوں کر ہو سہل گیا
تو نہ تھا سو دیکھ بایں کو وہ بیدل گیا	کس تر سے یہ غم سے غم سے ذرا کہوئی غم
گر کے اب اک نا تو اس بنال محل گیا	کوئی کہہ سے نیز رونق نشیں سے یوں بچا
تیری جہون دیکھ کر یکن یہ سائل گیا	بچہ لگا ہوئیں کیا چاہتے تہا دل و غرض
آہ اک سوئے کا سو تا میں ہی غافل گیا	حل سے پیش نہ سمجھتی جو فیقہ ان مفر
جب تک صبا کا جھوکا لئے تیری بونیا	آفت سے ہمیں اتفاق دم نہ کہوئے آیا
کہ ہر اک سوئے بدن پر سر رشتہ توڑا	اک وقت کہ نہ سفر رات نہ مجھ توڑا
کہ مرے نامہ نے بازوئے کہو تر توڑا	کستہ کشتہ چکر کیا غم لکھی ہی
وہ لگے کہ یہ طعن آپ نے مجھ توڑا	مستند بہت نہ سنی غم نہیں سنی

<p> ہر موسم سے سوز غم نے شعلہ اہل کے چھوڑا کیا کیا نہ میں ہوں پر کا حیا دہشت گاہوں نے اس گردن و کمر میں خم ہو چکیں تھیں ہاں اے باد آہ حبش اتنی ہی ہتی نہ لازم کیا کہہ گئے جلیب اب بیمار کو تھکے فنون سے محبت پی سہل مت سمجھ کر سینہ میں ایک نفس ہی نہ ترا تیرا پاری بیکسی دامن بے یاری جیب جب کیا تمقہ مانند صراحی سے دل میں کیا کیا ہو عرض تنہا ہی کیا لگا ہونے یہاں غزل سہل ٹپکا بیٹھ شب تپاں دل بے تاب تو ہوا بیمار انتظار نے تیرے عشق سے اکٹھا غم نے کس کے تیغ لگائی کہ چشم میں یہاں ارتباط شعلہ و خس ہو ہم کہیں نہ رہا پر نہ طیش سے دل بیتاب رہا اسکی آنکھوں سے ستاروں کی نگرینی چہ کیا تپ دل ہی تہ خاک کہ تربت پر مرے چشم سے کیا ترے بیمار کی حسرت نکلی گزرتا ہی جنازہ دیکھنا یہ جان میں کس ترے قربان اتنا پوچھ اگر نقش پر میری گنہ میرا رنگ چہرہ گونا گوں مجلس تہ ہجوم ناز و انداز و اداس دل ہو گشتہ </p>	<p> لفت کو آگ لگیو آخر بھلا کے چھوڑا جو نو اسے چھوڑا مجھ کو دکھا کے چھوڑا بے جراتی دل نے قابو میں لائے چھوڑا ایک ایک پارہ دل آخر ڈال کے چھوڑا تکتے ہیں آسے پر اسکو خدا کے چھوڑا یہ جام کم کسی نے منہ سے لگا کے چھوڑا خون حسرت میں ترا پتا دل نچر رہا کہ مراد سب جنوں بستہ زنجیر رہا گریہ خون ہی یہاں سا گلو گلو رہا تری جتوں کا وہ ڈھب نفع تھر رہا ایک نظر نہ تری چشم سے قاتل ٹپکا سینہ کا جا بجا سے گشتہ رفو ہوا کہولی ذرا تو بس نگرار چار سو ہوا اندازہ نہ لگا تہ نہ سنا لہر ہوا جتنا جلا فروغ ترا شعلہ فرو ہوا رات ہاتھوں میں نہ کیا کیا میں آدب صبح تک جسکا کہلا دیدہ بخواب رہا تمب یا سانج لالہ شا داب رہا کہ شب شکونے ہر ایدہ اجاب رہا ذرا بچان تھا بیمار چشم سحر فتن کسکا شہید ناز ہی پر کشتہ خونین کفن کسکا اشارہ غیر سے کرنا گنہ ہی جان مر نہ کسکا کہ ہی بلو میں قاتل دو لہر تپا میں مر نہ کسکا </p>
--	---

<p>یہ نقش یادگار ہو آئینہ ساز کا چشمہ ہے ساقی راہرواں حجاز کا شب ہما خیال کس نگہ نیزہ باز کا ہر اک شزار نالہ افلاک تاز کا گوشہ اولت کے دیکھو نگہاں کا سینہ میں اس دل نازک کو دوسرے دیکھا ہاتھ سے لینگے دل تکتے ہی تکتے دیکھا ارک ایک بات پر بھی لڑائی تمام شب آئینہ اس نے زم زم میں نہ انہائی تمام شب گشت کو پیہ تر ہے نگہ پر اسے قیامت اصدا د غدا ہے شمر پیر و اسے قیامت آئی ہے قیامت تھا شام سے قیامت</p>	<p>تہا حسن میں رنگ ادا کا نہ ناز کا لے آئینا بیست صتم تیرے ہاتھ سے سینہ میں بر چیاں سی لگا کیں میں صبح کا دامن بچا یوں کہ میسجا ادھر ہے قصد تصویر بت چہائی ہی منوں نے بچہ کا وہ مرانا لہ سنے کیا کہہ دے گل سے ہم نہ کہتے تھے کہ منوں نہ تبوں کو دیکھو کل وصل میں بھی نیند نہ آئی تھم شب کس بے ادب کو عرض ہوں ہر نگہ میں صدا ہے تہ کہاں بوجہ نگہ فرستے قیامت آمد سے تیرے دم پر جو ہونی تھی سوہولی رفقار تری اس دل مضطرب پھر ہے</p>
<p>برق ہوا اپنے نقش میں بیتاد ہم طلیان خون ہوں میں جیتا تیرے دل میں فرس میں جیتا ایا دگر تہا ہر ادل نو کہ فخر دیکھ سکے نگہ قدم رکھتا غری تیرے اذہر دیکھ سکے ہم یہ سمجھتے تھے اپنے آئینے دم بھر دیکھ سکے یسے میں دل ادا ہم لیکن جہاں تاکر ہم دل پہ زخم جہاں شمشیں لگا لگا کر ہر خار سے ہوں آباد امن پہر اچھڑا کر کیوں مسکرا رہی ہو آنکھیں ہر اچھا کر دل چکر نہ کہتے انسو بہا ہوا کر</p>	<p>لگ اگلی آگ نفس میں جیتا یخ زن کس پر رہا تو کہ رہے خونچکاں صید دواں آتے ہیں جان دول ہوں یہ غنایات شکوہ دیکھ خاک میں لوں میں یہاں کیا کیا فنا یہ نہ جانا تھا کہ اس محفل میں لڑا انظر دین و کہتے تھا آنکھیں ملا کر بوجہ ہنچہ اٹھا تھ کس کو ڈرا کر وشت بنو کہیں شکر کیا ہو گیا کرنا میں دل کو فہونڈتا ہوں غم ہی کیا کیا کہتے تھے اہم اتنا منوں کو لے آفر</p>

آہ کسا دل زخمی ہوئے خاک ہنوز	کہ نکلتے ہیں یہ گل جگر چاک ہنوز
کیوں کریں پائتہ سوئے منع مغرور دراز	پاؤں بیٹھے ہیں کیسے ہم طرف کور دراز
زلف سے مانگ مانگ سے مانگ سے مانگ سے	دل کو آیا ہے سفر پیش غیب دور دراز
دل خروشاں پہاڑ کلب ہوش	خیم سر بستہ سار بہر سے ہوش
کون محفل میں اس ہوا سمانی	ہر طرف سے ہی بانگ نوش
واہ طرز کلام مثنوی و اوج	کس قدر دلپسند ہے صاحب ہوش
دیکھو نہ اس ادبی میں ہو جنوں شیدا کلام	بانگ درائے ناقہ پر نالہ سا اٹھا اک طرف
کیا غشتہ کر رہا ہے جید گدہ بار نیم زخم ناز کو	یقیناً پاک جانب ہفتہ مضطرب سجا اک طرف
زلف سے کہانی آج وہ کیا کیا گری ہو ٹوٹ کر	سیح زاہد اک طرف زار تر سا اک طرف
ہو فصل کنگر گڑیا دے ساقی ہو شیشہ	پے نیچ زاہد جام واد کہہ فکر فردا اک طرف
ساقی لہجہ کر گیا دل بہتا بار بار خاک	نہ ہو چکا نصیب مجھے خواب زہر خاک
لہجہ برق میں آویں گے نہ آج جاؤں جیسا	دامن ابراس کے آویں اس شیشیاں تک
نرا م ناس سے طوطی قیامت بجا آں کتب	نہ میرا پر نقشہ نہ پیا کیجیے گا ہر زماں کتب
تیسرے بیمار پر ہونی جو ہوس ہو چکی ظالم	تردد میں دل اجا بے جاں درد سیکھ گیا
نکھت کو سنجیدگی پر صبا اور صبا	کے عطر تیرے تن سے قبا اور قبا
بچے تیرے ہوائے عطر گریں تیرے	گل سے یمن یمن سے ہوا اور ہوا
بہشت پذیر پرستہ پیر و تاسا پیر	شرانہ سے مود و مستی بھلا اور بھلا
آئینہ اس بات کو کہے اکتساب نور	دل آئینہ سے دل سے نہ فنا اور صفا
ہر انداز قدر انداز سے تر سے	ہو ان قدر قدر سے قضا اور قضا
صراط حق تیرے لب میں ہے خودی مگر	ہو نول سے تیرے مست ہوا اور مست
مثنوی کی عجیب خول جسکی مدح سے	عاجزیاں بیاں سے تنہا اور تنہا
ہونے پایا ہرے قاصد کا نہ پیغام تمام	تیا سخن سید پر کہ قائل نے کیا کام تمام
طیش نل نے نہ چوڑا کہ کہی ہم اک بار	اوسن لیلیں کیلئے لب پہ نہ انام تمام

ن دہلا جائے گی جو بس چہل کھڑے ہوتا	کیونکہ وعدہ کا ترسے۔ ورنہ ہوتا شرم تمام
کوسرے دل پہنڈھیں گے ہم	نکو ہی بہت رولائیں گے ہم
میتابی دل ذرا ہلکا جا	نک چاک جگر سلا میں گئے ہم
چاہو جس پاس جا سکے بیٹھو	تم سے دل ہی اٹھائیں گے ہم
ابو ترے در پہ آ کے بیٹھو	جو ظلم ہو سواٹائیں گے ہم
منون جیتے رہی شب با بھر	منہ وصل میں کیا دکھائیں گے ہم
چل بسے قافلہ یاروں کی خبر کو کہیں	دل غفلت زدہ کچھ فکر سفر سے کہیں
چشم گریاں ترے رخسار پر شب بچی کسی	شب نیم آلودہ سا کچھ دھگل ترے کہیں
روسے غیر تو ہنگام سخن رکھتے ہو	ہر تہی پہرتی مری قسمت میں نظری کہیں
صورت نقش قدم مجھے اٹھا جائے کہاں	اس سر راہ پہ بندہ تو رہا۔ چلے کہاں
بھگو ہر بار کبھی جا میرے دستے پیاسے	تو ہی کہہ دل جو کسی کا ہو لگا جائے کہاں
ہے جو احوال ستم دیدہ، جراں کا ترے	وہ کہا جائے کہاں اور سنا جائے کہاں
تہقہہ شیشہ صفت جب میں کہو کرتا ہوں	گرے خون سے لہریز گلو کرتا ہوں
نہ تو نئے دل زخمی کو نہیں لذت درد	ایسے پیر شہر پر زہر فرو کرتا ہوں
نم میں بیٹھا جو فدا طوں تو یہ کہتا تھا کہ ہم	رہ تیری خاک کو میں صرف سبو کرتا ہوں
یہ نفا۔ یہ رنگ۔ یہ خوبیاں۔ جو ہر میں ہیں عارض یا رہیں	

نہن میں یہ نہ چین میں یہ نہ گلوں میں یہ نہ بہا رہیں	
دل ندے یہ ہی کتاب بشری دیکھو تو	نہن میں یہ نہ چین میں یہ نہ گلوں میں یہ نہ بہا رہیں
نک یہ نیسی زنی آہ سحری دیکھو تو	نہن میں یہ نہ چین میں یہ نہ گلوں میں یہ نہ بہا رہیں
سب چلے یہ رفعاے سفری دیکھو تو	نہن میں یہ نہ چین میں یہ نہ گلوں میں یہ نہ بہا رہیں
ایک گالی ہی نہ دی مفت بری دیکھو تو	نہن میں یہ نہ چین میں یہ نہ گلوں میں یہ نہ بہا رہیں
ہم میں شتائی نظر بصری دیکھو تو	نہن میں یہ نہ چین میں یہ نہ گلوں میں یہ نہ بہا رہیں
سنا جایا کرو آواز گاہے ہم اسیر و نکو	نہن میں یہ نہ چین میں یہ نہ گلوں میں یہ نہ بہا رہیں
نہن میں یہ نہ چین میں یہ نہ گلوں میں یہ نہ بہا رہیں	

دو اشاروں میں ہوئے شوق را کیا کیا
 اذلو بھی دکھنے کی نہ دعا کیا کیا کچھ
 کوششیں کی ہیں دم مشوق فنا کیا کیا کچھ
 کیا دیکھنے سلوک ہوں عید حرم کے ساتھ
 سو حشر میں شہید ہو میں اپنے دم کے ساتھ
 صد آرزوئے خفہ صدا ہے قدم کے ساتھ
 یہ رات آشنا ہی نہیں جی م کے ساتھ
 اول کر ہے ہی جھک کو دفن کر م کے ساتھ
 جاتا ہی کجا مرا ہر اک قدم کے ساتھ
 رکنا ترنی زبان کا جھوٹی قسم کے ساتھ
 کہ تہن فائدہ کا فائدہ ہی راہ کی راہ
 کیر پیچ پیچ ہے اس کا گس سیاہ کی راہ
 دلا نظر نہیں آتی ہی کچھ سببہ کی راہ
 کہ شیخ بھول گئے رات خالقہ کی راہ
 جو اختیار ہی ممنوعانے کی گناہ کی راہ
 جو مرے پہلو میں بیٹھے سو جانے والے
 ہم بہر شکل میں اک ظلم اہٹانے والے
 میں ہی اس شہر میں زنجیر بنانے والے
 کہ تیغ تیغ پہ لگتی سنان مناس پر
 لگے ہی دشمن پہ گہ تیغ خوں چکاں پر
 خیال بوسہ میں اس لب دہاں پر
 یہ پیر ہن کہ گراں جسم ناتواں پر
 کہ ہا ہنہ دو دیہ تک دل چاہا پر ہی

اک نظر لڑتے ہی اظہار کیا کیا کیا کچھ
 عہد پیا یہ قسم قول غلط سب سے غلط
 آپ کو خاک کیا خاک کو بر باد دیا
 بیو ستم وہاں ہی تیر کمان ستم کے ساتھ
 شب ہم کو گشت خون رہا فوج غم کے ساتھ
 کون ہے کہ کہ سینہ میں پیدا ہو گئی
 لے چشم انتظار تو اختر شہناہ رہ
 یہ بھی ہی ظلم نہ کہ پے جو ر ناگساں
 یارب یہ کس و چہ دلکش ہی جو ادھر
 سچ تجھ کو بطغ سے کب ہی کہے ہی غصا
 کسی کا دل جو لی لیا تو ایسے چاہ کی راہ
 دلا ادھر کو بنا دیکھ ہو تہ سسرگاہ
 روشن کچھ اور ہی ہنسی میرے طریق میں
 یہ ٹسے ہیں مست در دیر بر مرید آؤ
 ٹیکسی بد قہ لطف پر ہے چشم اس کی
 دل کے یہ داغ ہیں اک آگ لگانے والے
 خواہ پیدا تو کر خواہ فلک خواہ یہ دل
 پاؤں ممنوعانے کے لیے ہیں بہت ہی بڑے
 نگاہ وغرہ سے اس کی ستم یہ جاں بڑے
 پنو چہ کچھ مری راست کہ بن ترے کرشم
 جو خوں ہو طر تبسم سے دیکھ میری
 قسم جنوں کے سبکدستیوں کی تیغ میں
 کہی نہ حالت ممنوعانے ہی یہ یہ دیکھو تو

انتخاب کلیات ملک الشعراء علی

ذکی مراد آبادی معاصر شیخ ناسخ

جیسے حسن جلوہ پر نازان شرف لولا کا
چندی رنگت پہ عالم چنی پوشاک کا
تیر کر نکلا خند نگ ناز اس سفاک کا
لن ترانی گو ہے جلوہ شاہد بیباک کا
سر زمین ہند میں کیا عطر کینچا خاک کا

لقاب لن ترانی گرچہ تباہ پیش نظر پیدا
جو شکنجہ جعد میں اس سیمٹن کی ہو مگر پیدا
کیا دوسرو پائی میں کیا پائے سفر پیدا
جو اپنی خاک سے ہوا لہ تو میں جگر پیدا
ہوئے ہیں بخودی کے واسطے ہم بخیر پیدا
کیا دوسرو دل کے واسطے ہم کو مگر پیدا
خانہ خراب عالم شرم و حجاب کا
آنکھوں میں کک گیا ہے زمانہ شباب کا
افسانہ رہ گیا میرے حال شباب کا
عیش و طرب کے ساتھ مزا و شباب کا
مشاق شوق و غزل انتخاب کا

جو حصہ ہی نہ لے لگیں کا زمانہ شباب کا
دیکھ کر اب زندہ گی میرا تھا شباب کا
دیکھا ہوا کے تخت میں بختہ گلاب کا
آنکھیں بیان کرتی ہیں افسانہ شباب کا

واوہ اصل علی رتبہ حجاب پاک کا
جلوہ کرتا ہے دوبا لادہر چالاک کا
نون کا دریا تھا سینہ میں اپنے موج زن
نار معشوقانہ کو زمیندہ و مشابح حجاب
ریختے میں بوئے معنی پہنچے پیدا کی ذکی

دلوں میں جلوہ دیدار سے دیکھا اثر پیدا
شب تار یک میں برق بجلی جلوہ گر ہوئے
بگولے کی طرح اٹھتا ہوں میں صحرا نوری کو
گل ترنم جگر کا رنگ ہو ہر دلخیزے روشن
تن و جان کی نہیں اصلا خبر آشفقتہ حالوں کو
ذکی ہوں شمع اپنی زندہ گی پہنچے ہی کھٹی ہے

مرزا سوال ہے نہ اشارہ جواب کا
کیونکہ نون ہو مری حسرت بہری نگاہ
ساقی رہا نہ بزم خمر اپات نہ خریف
یہ لطف زندگی کی بہاریا ہیں رنج میں
اس نگاہ ہندو شاہد ناظر ہو فی ذکی

سنت کوہ حبیب چو مشفق خانہ خراب کا
ابا نکلا مرگ سے ہرگز نہیں پتھر کا
چشمہ شرب آب زلال شہید ہمار کی
رشتہ و آوارہ زمانہ کے حال سے

<p>گویا جواب بدہن لا جواب کا خون نہ بہر ہو گیا دل غنا بہ نوش کا مضنون لڑا گیا۔ سے نقاں سروش کا انداز اور آؤ دل خانہ بدوش کا افسانہ گہرا مرے جوش و خروش کا تحریر حال کچھ اشکوں کے جوش کا</p>	<p>ہر پنجہ میں چپی ہوئی اک بات ہو ذکی دیکھا جو سبز رنگ بت سیخ پوشش کا گویا صیر خانہ مجھ سے ہنگام سے شنا فونہ اس بری کے پریشاں جو رفتہ وہ دل نہ وہ بہار نہ وہ چھپے رہے دیر کی سطح پر قلم مورچ سے ذکی</p>
<p>یہ دلبری ہو کہ فقر ہے دلربائی کا بہار پیری مزا تازہ آشنائی کا خواستش یہی کسی ناخن حسائی کا کہ بندگی میں تماشا کیا خدائی کا جو راست اصل کی گذری تو وہ جہانی پتلاک سے تیرے دہر کا ہے بدگنی کا کہ جی تڑپنے لگا بوق لن ترائی کا نشان باقی ہو مجھ کی بے نشانی کا قیامت آئے جو ہوز و نا توانی کا کے دکھائے انداز کلمہ دانی کا</p>	<p>یہ لطف ہو کہ تکلف و آشنائی کا نہیں خیال کچھ اس گل کی بیوفائی کا جگر کا داغ ہو شعل ہلال روز افزوں مرے جہاں کے انہاں یہ خاکسار ہیں ذکی جہاں میں کیا کیا دور نکلیاں ہیں یہ کیا سبب ہے تکلف ہے مہربانی کا سنا یہ شہرہ غری غم نہشتی کا ہنوز دشت جنوی میں غم نہشتی ہے تربیب آہٹے جو دل زار ہیقراری سے ذکی رہی نہ کہیں جو ہر سخن کی گھر</p>
<p>دوست یاری چونا تو گریباں کا لب ساقی کی گرگ ہو تو کھمک اں کا چھوڑیاں کہنے لگا غم نہ پناہ کا شمع اک مصرعہ تو اک مصرعہ پر وار نہ تھا ہا جماع خواہ زلیخا کا جب افسانہ تھا گس مرے پر اتفاق جھمک پارہ تھا بستم ترک و شستہ صوفیہ جانا تھا</p>	<p>نہ نہ اس پر وہ درمی بین ل نا داں کا ہوس بادہ کہاں نشہ مستی کا لے اور ہی بھن نہا ز میں دل کسکی کا طرف ہوزوں رمت صن و عیش کا افسانہ تھا سچ میں تبصرے کے یوسف کو نیند آنے لگی ہے قیامت کیا کی ہو تفرقہ پر دار جوح وان ہو کر دلی نے دکھایا تہہ بہار</p>

<p>یہاں شب تار بعد میں شعل تندی دگئی قاصد کے ہوش گم تھے یہ طرہ ماہوا تھا شکل حجاب کیا کیا اکھوڑ سے رنگ دیکھے وہ پتھر تھیں ابھار کہ آکھہ جھپکی اک بات پر مہناری موی سے ہم جو فریاں سن کر غول دگئی سے اے سست نظم نشا شب طرہ اختلاط ہم دلتا اس سے تھا لانہ نہ تھا رقیب کے آگے زبان پر اگر دگئی نے حقیقت کہ یکسر مٹا دیا حالت میں اپنی گرم فغاں تھا میں ہمہ گیر آتش ترم ہر برق سے تکی بوسے بہین یہ جو دین دکن مگر ہم اتنی جہاں نہیں بغیر اس کے کہیں جو یہاں شد میں دگئی شیشہ سار ہلکو جگر ہم سے لہو کرتا تھا بد دماغ سے ہوا غلط صبا د کور رنج رست نہ جاں اس پر دیکھا کو چیا کی خاطر شب جھلک رہی تو سحر کو اپنا یہ حال تھا یہی ہلے غریب تھی زندگی کہ ہماری تاک تھی تو گئے دن گذر جہاں کے تو مرنے جملے کے مست نہ وہ اختلاط کی گہمات تھی وہ ارتباط کی بات میں حل زار پہ کی نظر تو رہی نہ اس کو بھی کچھ خبر یہ کہنے کے دلیس سلازی گمراہی طبع نہ جیتی تھی وہ غم اس چشم شرکین کا کہ خون ہو دل عزالتی</p>	<p>صبح محشر تک زبان پر زلف کا افشا تھا کہتا تھا کچھ نہ بانی او خط میں کچھ لکھا تھا کیا چشم تر کا ساغر جام جہاں غاصتا نئی طور کی تجلی یا شعلہ حسا تھا کچھ بات اس پر پوچھو کیا جانے وہ کیا تھا خاموش کیوں ہوا تو گر دلیس و صلا تھا دل سے تپاک حرف شہر کا بیت زبان سے تھا فکوحہ جو نہیں اس بیت نامہاں سے تھا ہر چا چو چشمہ کا مری شہر و فغاں تھا شکوہ ہمارے نہ ٹھہر باغبان سے تھا شعلہ بلند گر درہ نرواں سے تھا یہ بھی خبر نہیں کہ حلقہ چار سے تھا مستحکم کچھ ہوا کہ ہمارے کہاں سے تھا مارا حسرت سے کہ نہ بند لگو کرنا تھا میں ہیرا بن چن کو نہ علم کرنا تھا چاکہ بہراہن ہر صفت کو نہ کرنا تھا دل و دہرہ میر نہ غم نہیں تھے کہ یہ خوشیاں تھیں انہیں چاہتے زیادتی تھیں وہ شوق کائنات بانتا ہر سانس سے غور سے تو یہ کہنے مانہ کمال تھا نہ تو دن و نہ رات تھی نہ وہ ماہ تھا نہ وہ سال ہو میں ہر بین آدمی اور تو جواب تھا نہ سوال تھا دلیس اس میں میں غل ذکی تھیں نہ تو خیال تھا وہ جلوہ افشاں ہی نہیں کہ نہ ہوتا نہ جو ہر کا</p>
--	--

نہایت غم سے رمز پائی کہلی تغافل سے کج ادنی
 کہ نہیں اس شکر میں ہیں سے کہ رنگ اڑا تری ہیں
 زمانا پیشیں کا باجراہ کہ عبرت افزایہ بر ملاہی
 چنانچہ خط گماں سے باہر کہ آئینہ ہی دور سے انور
 اگر وہ بلبوٹس میں زری کے دکھا انداز دلبر کی
 ہو ایہ روشن سخن کا جو ہر کہ ہر غمخوار کی زبان پر
 تا مرگ درو عشق نہ مجھے جدا ہوا نہ
 نہ نہ ضعیف دل سے کہاں آئے لب تلک
 کیا کیا محنتوں میں اہٹائیں مصیبتیں
 اب تک فضاں بلند ہی سیلاب کوٹ سے
 اچھا ہوا کہ عشق کی رسوایاں ہو میں
 غریب را قہر فرما کا کاف نہ ہوا
 بہار تازہ کہاں کی خزاں کی آتش نے
 بسے ہوئے سے دل میں ہزار پانیزنگ
 یہ جو ہر ابر بہار سخن کے دیکھ نہ کی
 پھر بتیگر شور جنوں تازہ دم ہوا
 لے رشک حور دیکھ کہ اشکو کے دایع ہی
 طوفان اہیں گے اکجمن حسن و عشق میں
 دل کے دھڑکن سے نفس کا سینہ ہلایا
 مضمون سیاہ مت نہ کھنکے لگے دیکھی

گل چوست دایع یہاں جب پر پر ہوا
 بہارم جوئے لگیا لہر سے پیدا سخن پر
 خنک سے منہ پر سے آئینہ ہوئی طرز صفا

کہ آفت جاں آشنائی تجا بس ہی چشم شریکس کا
 جو خندہ شمع اکجمن سے مز پلنگہ ہی انگلیس کا
 زبانہ یار و سنے رہ گیا ہی جو ذکر باکی کہیں کہیں کا
 دہواں سا ہی شعلہ دار منہ پر عکس گیسو و غمخوار
 تو اڑ چکے ہیں میں پر کے کہ شمع اس شوخ ناز میں
 کیا ہی مہر فلک سے برتر ہوئی نے ہرزہ اس میں کا
 زیر کفن بھی ہاتھ ہی دل پر دھرا ہوا
 منزل بڑی ہو اور مسافر تھکا ہوا
 کس کس کا آشنا دل درد آشنا ہوا
 شیریں جو کہ کن کو نہ روئی تو کیا ہوا
 کچھ سے آشنا تو وہ نا آشنا ہوا
 پیاز ٹوٹ پڑا موت کا ہسپانہ ہوا
 کہ لالہ زار خس و خوار آشنا ہوا
 طلسم ہستی موہوم اک بہانہ ہوا
 قلم سے کرتے ہی نکتہ در نکتہ نہ ہوا

پھر آفتاب حشر کا تیغ عظم ہوا
 شہر چیراغ دامن باغ ارم ہوا
 تر دامن نگاہ گر لے چشم خم ہوا
 لیلے کا نیمہ گاہ سواد حسہ م ہوا
 گویا قلم شہر اسب کی اپنا قلم ہوا

کا شمع پیدا ہو سے کہیو نہ کا بسبب آغا ہوا
 جلوہ آرا جو ہاں رہا شمع آواز ہوا
 سامنے مضمون کہ دور سے قلم انہ انہ ہوا

خون پڑکا دہن غنچہ اگر باز ہوا	خاک سے کشتہ لب کے چمن میں پداثر
کوئی پیدا نہ مجھ سے بلبل شہباز ہوا	ہر چہر اپنا گلستانِ معانی میں ذکی
شعلہ بوالہ بیتابی سے داغ دل ہوا	یہاں بلبلش سے مطلب سرکشگی حاصل ہوا
یاں عیاں آئینہ سے جو ہر سیما ہوا	جلوہ گر چشم سے حال دل بیتاب ہوا
لگنے ابر نقاب رخ ہستاب ہوا	چہپ گیا دل کی کدورت سے طبیعت کا فروغ
قد جو پیر میں دو تا صورت محراب ہوا	سجدہ قبلہ ابرو نہیں زہبہ قبول
دل غور شہید سحر سا غر خون تاب ہوا	دورستی میں خرابی کے جو دیکھے سماں
فیض سلطان منہ روستے جو خنداں ہوا	باغ مہنی کی بہار اب ہر زمانہ میں ذکی
خواب خیال جسے یار نہ ہو گیا	مذکور حسن و عشق افسانہ ہو گیا
دل ہے کہ جان بوجہ کے دیوانہ ہو گیا	ہم ہیں کہ تجھ پر مرتے ہیں اے شونخ جو فدا
انجام دور شیشہ و پجانہ ہو گیا	اب چشمِ دول سے کام کر لہانہ لے ذکی
سینہ غم کے داغوں سے غیرت چھین گیا	جب ترے شہید و نیک کہو مگر گفن دیکھا
زرد ماہتابی سار شہ آئین دیکھا	برق طیشیں جب تک اس نگاہ جاوے
شبنی ڈوپٹے میں بھول سا بدلت دیکھا	صبح شعلہ فانوس گل ہو کہ اس گل سکا
آفتاب محشر کو شمع انجمن دیکھا	کستہ چمن آرا داغ دل ہے بلبل کا
خون دل ذکی ستیہ قطر یا سمن دیکھا	آئینہ میں سمائی ہے جو لطافت اس اثر
داغ دل صبح قیامت کا ستارہ ہو گیا	یہاں بلبلش سے شوہر محشر آشکارا ہو گیا
غمرہ کا فز کا جب بیتاب اشارہ ہو گیا	برہنیاں تری لگیں دلیر ہنکار یار کی
لالہ باغ ارم داغ غمت ہو گیا	شوق آنکھوں سے دکھانا ہر بہار بخزاں
تو ہنسنا اور غنچہ تھویر گویا ہو گیا	تو ہوا گرم سخن او کہل گیا راز نہیاں
رہنمائے کارواں شوق زلیخا ہو گیا	آہ سوزاں پر دل دانا کو متع راہ سے
چاند کے ہالہ آغوش میں تمارا دیکھا	بیش جو ہارے میں دگروش ہست رادیکھا
اس پر کی کو جو کہیں انجمن آرا دیکھا	نیمہ سال داغ ہوا نہایت اپنا دل زار

ہر میں خوشی کے پیر بہن خدار دیکھا
اختلاط اس سے بہت گرم ہزار دیکھا

ہر عجب میں ہر شہر چہ افاں کا تماشا
یا دیکھ چکے کوہ و بیاباں کا تماشا
ہیچ نہ محل میں ہے ہر سنا سنا تماشا
سیر جنتاں ہر پرستان کا تماشا
پہر خاک کریں گے گنبد گرداں کا تماشا

ادھر تو زارتنا فل ادھر گنگا نر ہار
یہ رمنے کہ تکلف رہا رہا نر ہار
ہزار جینے چھپا یا گرجیسا نر ہار
سمجھنا دشمن جانی ہے ہر ہشیار کیا
عشق نے حسن کو ہوا سہرا زار کیا
کہ نہ انکار کیا اس نے نہ اقرار کیا

عزہ کا فوسنے چوری کا ہمنزید کیا
پر اداسی نے یہاں رنگ سحرید کیا
حقیقت جام صبوحی نے اثر پید کیا
اچھا گدے نواسے دل میں گھر پید کیا
پھر ہر عشق نے رنگ دگر پید کیا

نہنے گل کہا کہا کے سو گھرے جگر پید کیا
ہر قاری کے لیے ہو گھر گرجید کیا
نقش پانچ چشم حیراں کا اثر پید کیا
لپنے عالم میں ہمیں گو بنجر پید کیا
صندلی رنگوں کے عم میں درد سر پید کیا

شد نہاں جگر رنگ میں ہر جلوہ نما
آتش عشق کہیں پھر ہو نہ ذکی

دریا میں ہر عکس رخ تاباں کا تماشا
کچھ اور ریاتی ہوں سہ کوہ کن و تیس
ان آنکھوں میں ہر جلوہ گری شدہ خوشی
ہر غم ہے اک طفل پریزا د کے مانند
مترشتہ بگولے کی طرح خود میں ذکی ہم

بگولے جو کسی سے تو کچھ مزا نر ہار
یہ طفر ہے کہ بناوٹ ہوئی ہوئی
اب فقاں سے ٹپکتا ہے رنگ عشق ذکی
بچہ آپ ہوئے بچو خبہ دار کیا
مدد گناں کی زلفاں نے خریداری کی

گو تلو بات ہر کچھ کہہ نہیں سکتا قاصد
چشمک نہاں کی شغلی نے اثر پید کیا
دیدہ خون سے پھر چکا ستارا رنگ کا
اگیا پیری بید پر نشہ افسردگی
ہو کے از خود فرستہ ہم طرہ آشنا ہے غم تو

تمازہ ہر جینے کی طرہ غزلخواہی ذکی
فضل گل نے چاک چاک دلیں گھر پید کیا
برقی کی صورت سد شو و طیش سے کام ہر
جس کی ہمراہ قاصد کے بچاوا انتظار
عالم شغفل سے غم نہایت ہیں خبہ
زہر کہا یا سب زہر رنگوں کی محبت میں ذکی

جب سانسے کہی وہ پر یزاد آگیا
 درینہ شوق شور جنوں یاد آگیا
 مطلب تھا یہ توئی خسرابی سے عشق کو
 چوہ دیوائے اسیر نفس کس خیال میں
 ضبط نفس کی ہونے لگیں دم شہریاں
 ہم بھی چلیں گے آپ سے ہو کر ذکی نجبا
 گزری بہار نالہ و فریاد رہ گیا
 سب ہم صغیر قید سے چوہ لے بہاڑ میں
 ہونٹوں پر آگئی جو مری جان ناتواں
 عشرت نگدے تو دور فلک سے کیسے خراب
 کس کام پہ تو لے دل نہ ناشاد آگیا
 ان محبتوں سے چوٹ کے ترے نیلے مد توں
 لے ولے بخودی کہ خبر ہوگی اس گہری
 طے کر چکا ہے ناقہ عیاں نہ بخودی
 کسویر ہوشش ہو کہ اسیری ہو گہری
 دشت سے رسم دراہ چٹنگی تو لے ذکی
 صاحبہ لونیکا بعد افسانہ نام رہ گیا
 صیاد نے خبر بھی نہ لی مرغ دل کی بیف
 قاصد نے آکے بات زبانی نہ کچھ کہی
 دیکھا جو زور رگی عشاق کا کمال
 فصل بہار میں نہوے ہم تنگفتہ دل
 کیا کیا فرسے اٹھائے حسرتوں نے لے لے
 جادو ہو کہ غم رہے کسی رشک پری کا

دیوانہ پن کہی کا ہمیں یاد آگیا
 یہ کیا خیال لے دل نہ ناشاد آگیا
 تیشہ کے سانسے سر فرسا د آگیا
 ہر شہار ہو کہ موسم فریاد آگیا
 نزدیک عرصہ لب فریاد آگیا
 گزرا کہ رواں نہکت برباد آگیا
 افسانہ وار عہد جنوں یاد رہ گیا
 اک میں اسیر الفت صبا در رہ گیا
 حسرت سے جھگو دیکھتے جلا در رہ گیا
 ویرانہ جنوں مگر آباد رہ گیا
 پھر پھر کے کیا یہ موسم فریاد آگیا
 یہ چہچہہ چمن کا بہت یاد آئے گا
 جب تیغ سر پہ کیٹنے جلا د آئے گا
 آگے جنوں کا درشت عم تھا د آئے گا
 کسکو خبر ہے باغ میں صبا د آئے گا
 کیا کیا تپاک دل کا سزا یاد لے گا
 جھٹھٹھ کا لٹاں نہ لے جام رہ گیا
 آخر تڑپ تڑپ کے نہ دام رہ گیا
 خون ہونے شوق بوسہ بہ پیغام رہ گیا
 میرت میں آفتاب لب بام رہ گیا
 شور جنوں کا سنت میں الزام رہ گیا
 کب تو ہی بزم عشق میں ناکام رہ گیا
 شوخی میں اثر ہوتی کیسے جلوہ گری کا

احسن قسم فصول سازست لڑتی ہیں نگاہیں
 اس کا فریب جسم کو پروا نہیں رہا
 اس نے لف پریشاں کی میں یاد خوشی کی
 محفل میں حریفوں کی دل افروز میں لیکن
 اک برق سی بچی نگہ شعلہ فشاں میں
 غنقا کی طرح نام کو رہا بجائے گا جو صبر
 آنکھوں سے مری صورت حیرت نمایاں
 دزدیدہ نگاہوں میں تکلف ہی زیادہ
 پیری میں ذکی عشق کی رخصت کا سال ہی
 حیرت کی تحفل یا راں عدم میں
 چشم میں ہو جو نگاہ شہر افشاں پیدا
 اگر شہر ریہنوا پہلے پاؤں کا غبار
 دل میں خوں ہو گئیں انوس پہلی پتوں
 کیا گلستاں عدم میں ہیں ہم شادی و غم
 کیا نشاں قافلہ رفتہ کے گاہیں کہ ذکی
 یوں ہوسے دلخ دروں زبر گریباں پیدا
 پیاہیم داغ نمایاں جگر چاک کے ساتھ
 سبز و زرد سار کا محبوب یہ بیو چہ نہیں
 داہ جو پہلی ہی منزل کی خط کیستے
 بیگناہی سی ہیں سنا نہ امیتا کی
 باران فرنگی سے وہ باقی نشاں رہا
 گشتیں بہار پر ہو نہ دل کو شگفتگی
 پایا نہ ایک مہر پرست آہ کو نکوشوں

دہڑکا ہو کر دلی رہے سب جگری سما
 قائل ہوں میں سہ آہ تری بے اثری کا
 کیا رنگ ملا مصرعہ شوریدہ مسمری کا
 پروانے کو ہے داغ چراغ سحری کا
 دیکھا جو بہو کا بدن اس شک پر ہی کا
 چر چاہے جہاں میں جو ہی بے ہنری کا
 آئینہ سے انداز تری جلوہ گری گاہ
 کافر کو گناہ جو مری بد نظری کا
 ہر داغ یہاں جلوہ چراغ سحری کا
 افسانہ سنا جو مری نجی سری کا
 صف فرگاں پر کروں شہر چرخاں پیدا
 اتنے ذرے نگرے ریگ بیاباں پیدا
 اس قنات کہ پہر ہوں نے ارمال پیدا
 گل خنداں جو ہوے چاک گریباں پیدا
 نقش پا ہی نہ کہیں گرد بیاباں پیدا
 جسطح شعلہ ہو قانون میں پنہاں پیدا
 ہوئے خورشید و سحر دست گریباں پیدا
 سہ گستاں کے ورق پڑنے ریحاں پیدا
 سبز و زرد گور ہوا خضر بیاباں پیدا
 چرم ناکرہ کیا ہم کو پشیمان پیدا
 رہا نہ جو تباہی کا رہا رہا
 وہ شورشیں کہانے مزا اس کا رہا
 رہاں کا رہاں اس کے ہم رہا رہا

دور جہاں میں اب ہیں قیامت خیز اماں	نہ عہ زہر پہ رہی سے نہ یہ آسمان رہا
عالم میں فیض لطیف طبیعت کے ذکی	جوں بوسے گل عزیز رہا میں جہاں رہا
شب فراق میں گرم انتہا رہا	دل ستم زدہ پہلو میں بقیہ رہا رہا
مزانہ زلیست کا لے جان بقیہ رہا رہا	کہ یہاں وہ دل نہ وہاں عالم بہار رہا
مزاہین جو گلستاں میں چاروں پہماں	مسافروں کی طرح موسم بہار رہا رہا
کسی نے بھی مری افتادگی پہ کی نہ نگاہ	عدم کے قافلہ والوں کو میں پکار رہا رہا
ذکی فراق کی تاثیر سے مونس رہی	چمن سے دور مرا سبزہ مزار رہا
چمن میں جا کے نفاں سبز بار بار گیا	غم ہزار کیا ماتم بہار گیا
مثال شبنم یہ کی اشک و آہ کی خاطر	کہ سر کا طرہ بنایا گئے کا ہار گیا
نیک کے اشک گرے چشم تر کے دامن	جو خندہ لب سا غنہ شرمسار گیا
کیا جو پہننے دل خستہ جاں کو شوق فراغ	لگہ کو موختہ برق انتہا رہا رہا
شہر گر کے مضاف میں سوز دل سے ذکی	قلم نے صفحہ مکتوب زر نکار گیا
کیا کہا میں نے کہ جہڑ کی کا سبزہ اڑ رہا	بات کیا منہ سے نکالی کہ گنگا رہا رہا
ہینگے بالوں کو جو ہاتھوں سے پھوڑا رہا	شعلہ رنگ حنا زور و ہواں دہا رہا رہا
برتن میں پیچھے رہتا ہے تکلف کا خیال	بات کہنا ہی ترے سامنے دشوار رہا رہا
اکہ یہاں ہو کہ نہیں لطف نگہ سے آگاہ	ایک میں ہوں کہ ترا کشتہ دیدار رہا رہا
بہل ائمہ مزار تہا چمنستان میں ذکی	آکے کہ چہ میں تری صورت دیو رہا رہا
جسہ وقت شور اپنے دم مسرور کا اہٹا	خوشید صبح خستہ ہیں ہتر ہتر اہٹا
انکھیاں یوں سے اسے بجا میں جتا لیاں	شعلہ سائیکے طائر رنگ حنا اہٹا
نہیدار نفس نے فرصت شور و فغان مئی	دل میں تو اپنے درد نہاں بار بار اہٹا
دل مسکینہ گیا ہے زمانے کی سر سے	یہ طائر خیل جہاں نے اُٹھا اہٹا
پنچوں کی پاشنی لب حشر سے لڑکی	یا بوسہ لب نکلیں کا مزار اہٹا
پہننے کیا چشم تصور میں گلستاں نڈھ	خاندانہ آئینہ میں شہر چراغاں بانڈ رہا

<p>صبحِ محشر سے ہوئی سببِ صد چاک کی شہر کیا کہیں قتل پر عشاق کے باندھی ہو مگر چمک چاک جگر و داغِ در و نسیمِ مضمون منہجِ مضمون ہو ذکی زلفِ سخن کا پابند طرزِ سخن مرتعِ نیرنگ ہو گیا جب آفتابِ داغِ تما ہوا طالع کیا لطفِ زندگی تھا بہارِ شباب میں شادی میں حسن و عشق کی ہر نین بچھینیں جیسے نگاہِ پار جو تیرہی ہوئی ذکی یہ بزمِ دہریں ہو احتیاجِ شیشے کا یہ اہلِ دل کو ہے مستانہ و جد سے صوفی</p>	<p>چشم نے نوح کے طوفاں سے دامن باندھا خیر ہے آپ نے کیوں گوشہِ دامن باندھا مثلِ خورشید و سحر دست و گریبان باندھا دامِ تصویر میں آہوے بیابان باندھا کاغذِ طلسم خانہ اُرژنگ ہو گیا دریا سے چشمِ تر شفقِ رنگ ہو گیا ہستی کی اکھن میں عجب رنگ ہو گیا وحشت سے نامزد دل سے رنگ ہو گیا حالہِ ہر انوسلے کی آہنگ ہو گیا کہ جلوہ گاہِ پری ہو مقامِ شیشے کا کہ دیکھتے ہیں قعود و قیام شیشے کا</p>
<p>جا بجا گرم ہے چرچا دلِ خود دانی کا عشق جو رنگِ خاک کو کہ یہ کس خوبی سے حسن کی سیر کو منظور تو رکھئے ہر آن وحشتِ آبا و جنوں میں جو بگولے دیکھے عالمِ حشر میں دل کسا پہلے ہے ذکی سو دے سکار شد زلفِ گہرہ گیسو ہوا پر وار سے کہیں تری دلی کہ ورتیں یکجا ہے جو منزلِ وحشت میں حسنِ شوق دریا میں بیجا ب در آیا جو وہ رنگار پایا سوا نقشِ چیں سے کہلے ذکی آج تو نشہ ہے کچھ اوبتِ رعنا و ترا جو سہ عارض کا لیا پہنے بلا میں لیسکر</p>	<p>ہر زبان پہ ہے سخنِ عشق کی رسوائی کا بوسہ لیتا ہر ترے ہاتھ کی زینبائی کا آئینہ پیشِ نظر چشمِ تما شائی کا لے اور اشوق ہیں باویہ بچائی کا کہ اٹھایا ہے مزا قبر میں تہائی کا جاری جنون کا سلسلہ زنجیر سے ہوا مطلبِ عیاں لپیٹ کی تقریر سے ہوا ظہال کا مقابلہ زنجیر سے ہوا نیرنگ طرفہ چھوہ تو بوسے ہوا ظفر سے غمِ قلم یہ تقدیر سے ہوا انکھریاں بھی ہیں جڑی چہرہ کی او ترا کس تکلف سے ترے حسن کا صدقہ ترا</p>

یہ لہی دل میں ذکی باغ مضامین کی کیا	کہ نکا ہوں سے پرستار کا تاشا اوترا
چل بسے اہل جنوں خالی بیابان ہ گیا	جا بجا الجھا ہوا کانٹوں میں دامان ہ گیا
ہنسی کے لطف آٹھ جو غضب میں آیا	ٹلی جو لہو پہ گلی تو اور پیسا ر گیا
جنوں کے ساتھ میں کو چوین لطف جاننے	ادھر ادھر دل گم گشتہ کو پکار آیا
لنگا کیجھا برکتی نصیبوں کی	کہ انتظار میں ہم مر گئے تو یار آیا
ہو اسے غم سے ہوئے تازہ دلیں داغ ہیں	یہ شکل کہے کہ یہاں موسم بہار آیا
شفق عیاں ہو صبح شب فراق کی	نظر میں خون ہوا لطف انتظار آیا
جو زرد پوش کوئی رشک آفتاب آیا	شکستہ رنگی مہتاب کو حجاب آیا
گرہی دل ہو تو ہوتی ہے متا کیا کیا	لہی آنکھیں ہیں تو دیکھیں گے تماشا کیا کیا
جلوہ حسن تباں شور وں خوبا بہ فشاں	موجزن چشم گئے کوڑے میں میں دیا کیا کیا
صور میں دیدہ و دل سے تو نیا بیت ہیں	دیکھیں اب ٹوٹ کے ہوں سا غنیمت کیا کیا
گردن سے داغ نہاں رنگ کی زردی عیاں	حال پر شید ہوئے آہ سے پیہ کیا کیا
حاشائے سخن اب تک ہی عالم میں کی	دیکھتے آگے زمانے میں ہو چرچا کیا کیا
دیوانہ اس نگلی میں دل زار ہو گیا	سایہ بری کا سایہ دیوار ہو گیا
قامت سے دلہوں کی قیامت ہوئی بیا	فشتہ خرام ناز سے بیدار ہو گیا
تاریک شب میں جلوہ رخ یار نے کیا	مشعل کا کام آتش دیدار نے کیا
پھر لائیں دلو جو ش پر اب گرم چو شیاں	سووا جو تازہ گرمی بازار نے کیا
تا بے بناسے صبح بنا گوشت نے گزرا	بجلی کو برق جلوہ رخسار نے کیا
فضل و کرم پر اس کے ہنسا کام یار پر	کیا دیدہ بند گاں گنگار نے کیا
پرہاں حال کچھ نہ ہوئے حیف ہر صفیر	نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا
جو خط میں نام کو سونہ نہا لیا سیال ہوتا	تو جائے نقش نگیں داغ کا نشان ہوتا
ہنسی ہنسی میں کیا تھے زخم دل تازہ	انکھ چھڑکتے تو ایسا خزاں کہاں ہوتا
شب جمال نہ ترپا یہ دل تو نور ہوا	کہ ہم لو جان سے جاتے وہ بد گل ہوتا

<p>دشمنوں پیار میں آتا تو میں کہاں پہنچتا اپنی تلاش تھی کہ نصیبوں سے تو ملا یوں دلوں کا کہ میں نہ مرے روید ملا ہو کا مقام عرصہ گہ پاسے وہو ملا سخت پیشہ بخاندہ جام ملا نہ سبھو ملا پانی کی جامداد میں دل کا لہو ملا</p>	<p>ننگا ہنڈے ہر کائی آگ دل میں ڈکی غفلت میں کام دل میں ہے جھوٹو ملا ہر طرح جو دغلم روا کہہ پر اسے قسم گدے جو بعد برسی بزم ہم وہاں ق نوستے ہوئے کچھ کسے نظر کا سہ پاسے تحریر حال گریہ ہو منظور تو ذکی</p>
<p>ہم ہی چو کے جو ترا گوشہ دامال چھوڑا رنگ اوڑاسے جو ترے جامہ زینکاری کا اور پھر حوصلہ ہو دل کی خیداری کا لطف اُٹھایا ہے شبے وصل کی بیداری کا نام لوں گریں غم عشق کی بیماری کا حوصلہ رکھتے تھے گر شرط وفاداری کا</p>	<p>تو نے کیا ہم سے علاقہ بہت نادان چھوڑا آسمان تازہ کرے ڈینگ دل آزاری کا اک بوسہ کے طاب پر یہ گراں ہو خاطر خواب غفلت کا خیال آئے غریب میں کیا لکھوں رشک سے زینار نصیب دشمن کیوں ہوئے کشمکش عشق سے دلنگشت کی</p>
<p>مردہ لے شور جنوں سماں رسوائی ہوا بجٹ چٹنا پے غضب لے رخ تنہائی ہوا جلوہ آرائی میں کیا شوق دل آرائی ہوا لطف از خود رنگی کا میں تمسائی ہوا حبسہ مست ناز مصروف خود آرائی ہو پرے نہ سکا نامہ رسال نام ہمارا</p>	<p>غزہ بیاک مشتاق دل آرائی ہوا جان کے جانے کا چریا ریں کچھ نہیں گرم پڑتی ہے ترے نظارہ بازو بہر نظر بس سے دیکھیں لکھریاں متولیاں سنو جلی بے تکلف بنے دیکھا جلوہ حسن لے ذکی وہاں لے تو لگیا نامہ و پیغام ہمارا</p>
<p>کا رشتہ اب شربت دیدار نے کیا یہ کہیت کسکے چاند سے رخسار نے کیا طعنہ چن پوادی پر خار نے کیا روشن چراغ روزن دیوار نے کیا کا رشتہ عجب مہر ہر اک تار نے کیا</p>	<p>جو وجہ دل ساتی سرشار نے کیا مقتل میں بھلوں کے ہر چہرہ شکستہ رنگ گذرے جو گرم ابلہ پاؤں کے قافے اس گل کے جہان کینے سے جو پائی مادل چمکے عوالم کا داغ گریباں میں ہلکی</p>

کہہی تو، نہ یہ ہیں بھی نصیب ہو یا رب
زباں حال سے دشت میں شور ہو گئی
یہ آرزو کہ اس سے کہہ دیا میں نے جہاں
عطا کر پہنچے کرم سے وہ خاطر ہوا
شب فراق میں ہر دم پر ہو جائے ذکی

دل پر فزع آتش دیدار کا سبب
آنکھیں چہرے کے شرم سے بھی سجھائی
آتا ہر فلک اسکو محبت کے نام سے
بیاہر چشم یار سے معلوم کیجئے
حسن سخن سے رنج پر پائی کہ لے ذکی

آشکارا ہو لب ساقی سے پیانے کی بات
طور پر کیوں آشتیاق جلوہ دیدار سے
تم کہو دھم ہمارا بزم حسن و عشق میں
ہم اکیلے روئے ہیں ہر ہم ہوئی بزم نشاط
عمرہ خونریز سے پیدا کیا دل سے تباہ
ہر گھٹی نورستہ کا دل خون ہوا ذکی

ہاتھ سے چوڑوں شب بھر دمن گیسو دوست
ہوئی برباد شاید وہاں ہماری مشت خاک
خاک ہونے سے مرے ہر اسکی خاطر پر غبار
زخم دل کی پہل چشمن منتظر ہی دیکھے
طاق نسیمیں پر لے کیوں کوئی رکھے ذکی

آشتیابی پر مرغ چن کی سخن میں آج
یاد آگئی ہمار جو دیر سہر پہ عشق کی

سے طرہ بہار پریشاں چین میں آج
نعتیہ ہر آنکھ میرے داغ چین میں آج

شاید کیا ہو خون کسی ہیکہ راسکا
ہنسنا ہے وہ کہ ہونو یہ سرخی ہو پانگی
ہیں سب کے زرد رنگ کہ آیا وہ شغلہ و
غبت کی لینے دی ہو خبر جو نسیم نے
سوکتے کیا دماغ پریشاں ہو ذکی

تجھ عیاں معنی اقرار ہے انکار کے بیچ
کرتے ہیں جلوہ غماشام دھنن کا نہ رنگ
بیچ و تاب دل عاشق کے ہوا اور کہیں
ہائیں منظور غم زلف کی خاطر شکنی
بیچ و تاب غم دوری سے ہوتا بزدلی

سوز سخن ہو معنی چاک جگر کی شش شرح
زلف سخن ہو طرہ پیچان کی بزجان
دیکھا جہاں کے ہم نے سیاہ و سفید کو
آنکھوں کے شوق دید سے دل ہو گیا ہوا داغ
جوہر کی قدر کہلتی ہو معنی شناس ہے
تا موت تک عیاں ہوں سخن میں تہ ذکی

نشان زینت جو ہو نقوش آب کے مانند
آہ و فغاں کے ساتھ نہیں کچھ نشان درد
ہوا انجن میں دہر کی چہر ت کا اک سماں
بیکسار غم کو نالہ سوزاں نے آگ دی
جو گل کہلا سوچا کہ بکھر ہی نطفہ بر ۱
وہاں بیچتا ہو تاش فروش جگر ذکی
گہست گئی سے سفر پھر نہ کیا میر سے بعد

شوخی ہو تیر غزہ خاطر شکن میں آج
آتش لگی ہو خرمن برق بین میں آج
بتایاں تھی چھپتے لکھن انجن میں آج
ہو داغ ہر سینہ صبح وطن میں آج
آشفتنکی ہے زلف نسیم سخن میں آج

ہم نہ سمجھے سخن نامہ بریا ر کے بیچ
زلف میں آج بچے میں گلزار دستا آج
تا قیامت نہ کیلے شوخی رفتار کے بیچ
ورنہ ہم خوب سمجھتے ہیں یہ سرکار کچ
جسکو خوش ہے ہوں اس کا کل جدار کچ

مطلع ہے آفتاب کا رمز سحر کی شرح
نازک خیال ہیں کسی موئے مگر کی شرح
ہو صاف صاف نسخہ شام و سحر کی شرح
سننے کے گل ہیں خوبی باغ نظر کی شرح
فہم سخن ہو نسخہ علم و ہنر کی شرح
کہہ موقوف سے نکتہ زلف و کمر کی شرح

تمام آبلہ ہیں ہم جب اب کے مانند
گو یا خموش ہو جس کا روان درد
کہنے زباں حال سے گرد استان درد
سوز دروں نے چھونک دیا گلستان درد
ہے خلبند باغ جہاں باغیان درد
بازار عشق میں جو سنی ہو دکان درد
پاہر زنجیر رکھ میر سے بعد

لالہ رویو نکا جگر غم سے مرے داغ ہوا
اپنی قسمت سے جہاں میں ہوئی تو بیا ب
نہ سنا خاں بیا ب کا زبانی پیغام
سخن اپنا جو نکا شورخوں ہی تو ذکی
اک شور تازہ ہو پیش دل کو دیکھ کر
پھر اگلے خزاں بیا ب قدس کے
میں شمس کے چمکیوں میں اور اتنی ہی کیا کیا

مقصود کا مقام بہت دور ہے ا
مشتوق چاہتے ہیں کہ جا رہے ہیں کی
دیو میں اڑے اُن آنکھوں نے مر رہا ہو کر
یہ کیا قسم ہے کہ جیتے ہو پار میں سکا لی
سے یہ جیتے کیج نفیس میں ہم تو ذکی

کہتے ہیں حیا کر رہو نہ سنا ہے فرما لینا بہار
جہن جہن میں لگ کر گئی سگ پیرا میں ہم
جلوہ افشا نکا عرفان میں جیسے پیر و ملک
لالہ زار اسکے ہر سا کر رہو نہ بیا بیا سگ قسم

خو رو کو کہتے پابندی غرق حسن کی
آشیانہ طبعی کا ہر لہ لہے بنا رہا ہے گنگھو

خاک، ہمد کو کیا نکا شمس، خزاں کا مقام

عشق کی قسم تازہ زب سے لکائی زبیا
پچھلے داغوں سے جگر میں خزاں بانی شو

ان فصل خزاں کی دیکھو سگ گنگھو
ہم گنگھو سگ گنگھو سگ گنگھو سگ گنگھو

تازہ گل باغ محبت میں کہلا میرے بعد
ڈھونڈنا درو محبت کی دوا میرے بعد
وہاں سے آیا نہ کوئی آبلہ پا میرے بعد
یاد پڑہ پڑہ کے اٹھائیں گے مزا میرے بعد

محشر نروب اٹھتے تھے بسمل کو دیکھ کر
آوار گاہ عشق کی منزل کو دیکھ کر

تالاں ہواے گل میں عدا دل کو دیکھ کر
مرے ہیں یا پہلی ہی منزل کو دیکھ کر

پریوں نے غم کیا ہو مرے دلو دیکھ کر
نگاہ برت ہی غمزدہ آشنا ہو کر

یہ کیا غضب ہے کہ منہ سے ہو تم تھا ہو کر
کہ محضیر چلے قید سے رہا ہو کر

تیم یو کو چھوٹے کر کے قربان بہار
آگئی آنکھوں سے کھلا تے ہیں ماں بہار

جان نہ لی بنتی ہی اگلی ہر افشاں بہار
مشہد بنو لہ پر روشن کر شہر افشاں بہار

یو سنا گل کے لیے موزوں پوزن بہار
ایکے ہم سے باغیاں اٹھیں میرا ماں بہار

تا قیام تہ کوئی گروان پہ احسان بہار
چمکیوں میں نوند و گنگھو کو افشاں بہار

دیکھنے لگی برس کو اس کا کھلائی بہار
پھر کے جہاں و پیکھ آخ تو چلا بہار

پھول مستو شگفتہ قرار تو رہا بہار
پھول مستو شگفتہ قرار تو رہا بہار

پھول مستو شگفتہ قرار تو رہا بہار
پھول مستو شگفتہ قرار تو رہا بہار

پھول مستو شگفتہ قرار تو رہا بہار
پھول مستو شگفتہ قرار تو رہا بہار

<p>کیا گریاں چاک ہوتے ہیں آتی ہیں مری ہو عاشق جاننا کے جل جاسے ہر بوسہ لب کی طلب پیچھے ہی پیمانے پر بد توں بولے رہی عم ترے یار اے پر شمع محسوس دیتی ہو پروانے کے چلجانے پر جان کیوں شمع سحر دیتی ہے پروانے پر صیبا نے چھوڑا ہیں سو بار اوڑا کر لیجاتی ہیں آنکھوں میں دل زار اوڑا کر انداز نگاہ بیت خوشخوار اوڑا کر مصنون لیے جاتے ہیں اختیار اوڑا کر</p>	<p>کس جگر سوزی سے داغ عشق مانگا ذکر شمع دوسرے نکل کہا ہے میں پروانے پر ہوتے ساقی سے غل اہری کم ظرفی دل اب یہ سوچے کہ بناوٹ کی لگاؤں تھی بچہ داغ ہوتا ہی غم سے دل زار کہ ہائے کچھ نہیں عرصہ بہت اب وہ مرادور گیا قسمت نے کیا بھی گرفتار اوڑا کر اس شمع جانا کی مشوق نگاہیں جھپکاتے لگی برق بھی سوچ کی نظر کو مٹتی ہو جیگہ نہ ذکی اپنے سخن میں</p>
<p>بھی لولتا ہے غمراہ عاشق فوانہ پر یہ مانہ ہے تو فہرے جان نیا ز پر کیسیچیں شبیبہ دیدہ لطف راہ باز پر ہم میں حقیقتوں پر تو مانی محراب پر فرمائشیں زمانہ نیرنگ ساز پر خوں ہو زبان فامہ مفتی طراز پر دل خوں ہو اور رنگ حنا کو ہنوسہ اس رنگ سے کہ وز دھنا کو ہنوسہ پر ڈھونڈو کہ مفرم وچا کو ہنوسہ یار سب کہیں چین کی ہوا کو ہنوسہ اس رنگ سے کہ باد صبا کو ہنوسہ آئینہ چہرے پر برقعہ شام کو ہنوسہ میں پیش نظر شعاعِ تقدیر کو ہنوسہ</p>	<p>عش و نگاہ شوقیے انداز ناز پر گرد و روش بھی تو قیامت بیاہوئی مڑنگاں کی موتلم سے جمال ببار کی ہم دیکھیں ہیں ہکا غزبہ شکل دوست دل کو ہوشیاریاں تماشا تو کیجئے مصفوف سوز دل کا اثر دیکھنا ذکر پامال غم کی اس کہن پا کو ہنوسہ جوری سے بوسہ لیجئے پاسے نگار کا پردے میں آنکھ لڑائی ہے اس شکسہ سے دل بنگاں الفت صیبا دھیرا سے بنیان شمع کی کو ادا الماسہ ہو کر دیکھئے عیار یارب نقرہ سے کہ ہنوسہ چہرے زہا آنکھوں میں چھوڑا شمع کو ہنوسہ</p>

<p>میں خوب بھجھتا ہوں یہ تو قیر کے انداز ہم پار گئے قاصد تری تاخیر کے انداز بھجھ میں ذکی آپ کی تقریر کے انداز</p>	<p>تعلیم کے پردے میں بنائے ہیں بھجھ آپ کی دیر جو تھی نور ہا محو تماشا سدا باتوں میں لگا لینے کے خوش چاہو سدا</p>
<p>وہ درگوش ہی یا طرہ طرار کے پاس اتو دل بھی نہ ہا شایق دیدار کے پاس خون ہوئی جاسکے نگہ شعلہ خسار کے پاس</p>	<p>جناں لڑنے کا تارا ہی شیب تار کے پاس سراٹنے پار کے کہا جاسیے خالی ہاتھوں برق چاندوز بولے شوق تری گری حزن</p>
<p>مگر گزری ہی جو قربان طرہ دار کے پاس ہماں تو گرم شکوہ ہی اور میزبان غموش ہوتا ہی رنگ قافلہ بے نشان غموش</p>	<p>عالم فورے دور کا تماشا ہے ذہن کی نار ہی جوش پر دل آزرہ جاں غموش اشکوں کے ساتھ آہ نکلتی ہے بے صدا جنوں ناتواں کو نہیں تاب انتظار</p>
<p>اور میں ہوں آئینہ کی طبع درمیان غموش محفل میں بیٹھے ہیں کہیں مکہ ان غموش پھونک دے شعلہ آواز سفر میں آتش</p>	<p>استاد عشق طوطی دل ہے بھ حریفان طرہ سخن سے لطف اٹھاتے ہیں آد کی یزنہ شعلہ زبانی سے دہن میں آتش داع دل یار ازل ہی جگر افکاروں کو</p>
<p>اور پھر کی چین برق بین میں آتش جوں خنارتی ہی پناہ سیرت میں آتش حزے میں آگے دیکھا ہی بہار گلشن قص</p>	<p>سرخ پان سے ہوئی قہر تبسم کی بہار ظاہر شعلہ نشان ہیں سخن گرم ذکی وہ سنچ بوش کرے جب اٹھائے دامن قص ہو گفتگو میں یار کی نکرار سے غرض</p>
<p>انکار سے نہ کام نہ اقرار سے غرض شعر سے کچھ نہ وعدہ دیدار سے غرض بے آبلوں کو ہے فتنش خار سے غرض</p>	<p>میتاب غم کو ہی سر سودا سے انتظار صحر میں دیکھتا ہی تماشا سے لالہ زار بہت کر تیغ اداسے بت بلبل پرستہ شہر سرمہ نیم نالہ ہوئی گھر و حشر</p>

فسردہ دل کو ہنوکچہ وصال یار سے حظ
 جیسے سے اس کی ہوا نشہ شراب طلوع
 ہوا یچ شوخیے برق نگہ سے آئینہ دار
 شکستہ رنگی ہن تاب مو نہ سے ظاہر ہو
 فکی جو روشنی داغ سینہ ہم دکھائیں
 دل ہونگہنگی سے جو عشرت کا خانہ باغ
 عشر نگہ خیال کا ہر سوز غم سے داغ
 گلگشت لالہ زار سے سیراب ہر سنگ
 ہمیشہ طرب بہار تماشا ہر فیاض
 بلبلیں کے زمرہ سے تماشا ہر دستان
 فصل چمن میں کئی تماشائے تازہ سے
 حسن سخن ہر نور پسند ہر ذلی
 ہے آہ سر و خستہ جگر میں بجائے داغ
 بزم حنم میں عشق تیاں سے فروغ سے
 اس مہر کے آگے فاش ہوئیں دل چرنبان
 احوال چشم نہ ہو لب جام سے بہان
 دیوانہ ہوں بہار جنوں کا میں سے آذنی
 خوں و زبان خانہ عقیقہ بہن یہ جوت
 دکھائے رو سے یار پر آتش فکلی گھانگ
 کیوں لے تو کی خوش ہا کہ ہم سے بجا لب
 ہمیں دیدہ و دل جلوہ تنویر کے مشتاق
 لے شور و سر پہلے گزرنے کا نہ کر قصہ
 عشاق کا کہ ہم کام نہ ہو سے نہ سہی

اٹھائے غچہ پر فردہ کیا بہار سے حظ
 کہ چاندنی میں ہو اور آفتاب طلوع
 کہ اکھڑوں سے ہو آتش شباب طلوع
 جو اپنے دل سے ہو خورشید اضطراب طلوع
 جیسے یار سے ہو پیر عتاب طلوع
 وانشہ سے ہونشاط کی سار ازمانہ باغ
 جلتا ہوا دکھائے اپنی افسانہ باغ
 ہی اپنی حوض سیدہ تر کا خزانہ باغ
 فصل چمن شہباز سے ہو درخشاں باغ
 گلکاری سخن سے ہو رنگیں فسانہ باغ
 اس گل کی رنگ و بو سے ہو نرنگہ باغ
 کیا روکش رام ہو پیر رنگیں فسانہ باغ
 رہتا پیر جائے کبریاں چمن سے ہو لے داغ
 نوافوں آستین میں ہی شمع بجائے داغ
 ویکھو شہ رنگی و زحمت سے داغ
 گویا ہوں غم کے دھڑلے سے داغ
 لہری اپنا شاہرہ گلزار چھاندا داغ
 آیا نکھر خانہ رنگیں سخن پہ حرف
 زلف پہاڑ کہتی ہی سوز گہن پر حرف
 کہنے پر نہ گزرتا سخن اکبر پر جسم و حرف
 تیرے ہونے کہ آستین سے تھوڑے مشتاق
 تھوڑے ہی زار آستین پہ گہر کے مشتاق
 ہوا دل تیرا کی تھوڑے ہی مشتاق

کیونکر دل بیتاب پہ لکھا ہے نشا نہ
 شور میں کا زور ہی دل گرم فغاں تلک
 ہونٹوں تک آئے آئے جگر خوں ہو گیا
 ایشک واد جلیں تو نکس جلتے آتش رخن
 غم میں ترس ترس کے راز خوں ہوا
 دلی طرح قلم کا جگر چاک سے ذکی
 عشق کی لاک سے بھر لی ل دنیا چاک
 سوچ میں ایشک کے ہر سوز نہاں شعلہ فشاں
 لب تیرے کے یہ ہر پان کی سہری خیال
 ساز کے سوز سے ہر شعلہ آوار غیب
 اسے ذکی اپنا قلم شعلہ فشاں سے گویا
 تازہ رنگ بھرا سے دل انگار نکال
 دیکے داغوں سے اُٹا برق تبلی کا مزا
 حشر کو مہر سے اور چمکے نہیں تاب پیش
 شکل فرما دذکی کوہ کنی سے آسان
 ہے شوخیوں پر حسن طرہ راز کل
 کیا ہو گئی وہ گری سودا سے حسن عشق
 جا دو نگاہ تاک میں سرگرم میں ذکی
 جو شہر سوز را اُٹھتے تو مذاق مشاعرے دل
 بھجی تلمیحی دیر تو غم زلیست جاں پہ قہر
 کہیں دوستی کا راز میں کوئی آشنا ہے صفا نہیں
 عجز لال حضور کی صبح زن کہ مذاق لعل نہ نکس
 آئی ہے سب کوئی کہ نہیں کہ ہمارا تو نہ کیا کہیں

ہیں مسیحا قدر انداز تیرے تیر کے مشتاق
 نالہ کا شور ہی حسد میں کاروں تلک
 پہنچی نہ در عشق کی نوبت بیاں تلک
 راہ غبار سے مفر کار و اس تلک
 پہنچے نہ یہ خبر کہیں اس بدگماں تلک
 تلک کوئی تو نہایت دوراں کہاں تلک
 برق سوزاں سے لگی خیمہ مسیحا بیتاب
 دیکھ لے جسے نہ دیکھی ہو کہی آگ میں آگ
 کہ بھڑکتی نظر آتی ہو شکر خواب میں آگ
 شکل گھر پر ہے کیا ناخن مضارب میں آگ
 غم سے جو برق لگی ہے دل پر تیش آگ
 چن زخم بگڑے گل انجمن زکال
 حسرت لے سوختہ آتش دیدار زکال
 منہ سے ظالم نہ اچھی وعدہ دیدار زکال
 کہو دکر دے کوئی مطلب دشوار زکال
 بال پیری کی طرہ دستار آن کل
 سن سان کیوں ہی مہر کا بازار آن کل
 رہنا تو ہشیا زخیمہ راز آن کل
 جو خبر ہو چہ ہر زہر سے تو نظر یہ مہر گر اسے دل
 بچھو تب خیمہ ہی رہم کی کہ باہر جاں پہ قہر
 کسی گل میں نہ تو وفا نہیں کوئی کہ کسی تلک دل
 پھر پیاسم یار میں نہ تو وفا نہیں کوئی کہ کسی تلک دل
 شہر میں نہ تو وفا نہیں کوئی کہ کسی تلک دل

ایک گن بن میں مکی دیدہ غنیمت کے پھول
 جلوہ دست نکار پر کا یہ دیکھ سہیزگ
 رنگ بوتازہ پو کیا حسن معانی ست ذکی
 عالم نور کی کیا جلوہ گری کا عالم
 نشا میں چور ہوا وہ ست فلان زہر ست
 کرتی جالی کی تری دیکھ کے لے نہ کیا
 مے ترے لیدہ سے یاں کہانی ہو سودا زندگی
 سادہ رویو مکی بہار و نیکان شاو سے
 نہ امیر ہی رہی رہی کی نہ ملنے لگی تھی
 نہایت بکنہ کیوں حال چشم غنیمت کی
 ہوتا صبار آجین بکین خیال ہارا اور میں
 بچے عارض رشک تکر کی قسم جو شعلہ لگ کر کی قسم
 بچے یوسف یوسف کی قسم جو عاشق غم کی قسم
 بچے کجہ بھی خیال نہ کر کہ ہوا سے ہم میں تیرے جگر
 نکرا تانہ کی لڑائی لڑو خوں کی زلف نڈانوں

رحمت کے امیدوار ہیں ہم
 بیتاب تہ مزار ہیں ہم
 خونین بکریب ہیں ہم
 گرم رہا انتظار ہیں ہم
 پرواز میں جوں شرار ہیں ہم
 مگر دم محبت کا بہرے رہتے ہیں ہم
 ترے رو بہ جلنے سے دستہ ہیں ہم
 بچے لے اجل یاد کرتے رہتے ہیں ہم

ہر چند گناہ گار ہیں ہم
 لے خضر خضر شتاب لین
 ہر حال سے اپنے لالہ پیدا
 لے پیک اجل شتاب چلنا
 اکستان کی زلیست پر ذکی آہ
 ترے ہی بلکہ جوتے رہتے ہیں ہم
 شب وصل جو تجھ کو ستینے نہ چھوڑا
 شب آہ میں قاتل سگ جو رہا

<p>سدا اپنے جی سے گزرتے رہیں ہم نور لگو بہت یاد کرتے رہیں ہم</p>	<p>خیال اسکے دل میں جارا نہ گذرا ذکی تذکرہ شب جو تھا و پاں فافا</p>
<p>قہر آجائے جو غافل ہوں تری یاد سے ہم لیچکے تازہ مزہ عالم ایجا دے ہم</p>	<p>دل تڑپ جائے کناسے جو ہوں نے یاہے ہم برخ و راحت سے عدم میں لہی آگاہ نہ سے</p>
<p>کل ابلاتے ہیں نفس میں اپنے یاد سے ہم چلے آئے ہیں ابی دشت غم آباد سے ہم</p>	<p>بھٹھیر و نکو مبارک ہو تماشائے بہار خیر فائدہ کم شدہ ہم سے پوچھو</p>
<p>اکیونیکار الفت نہ کریں یہ دل زائدا دے ہم کیا دل کے ٹوٹنے کا اہنا سے ہیں مزا ہم</p>	<p>کوئی ہم درد کی عالم فرقت میں نہیں کس شوق سے رہتے ہیں غم عشق سے باہم</p>
<p>ظاہر میں ہیں گو تری خاطر سے جدا ہم چہر کی کے سزاوار گنگار و فاسم</p>	<p>باطن میں تو ہر آن تصور سے ہیں باہم ہاں سچ کی کہ الطاف کے لاین تو ہیں اخلا</p>
<p>شرمندہ وہ ہوتا ہے جو کرتے ہیں گلا ہم سامان پریشانی دل سے بچے خراہم</p>	<p>کہتے نہیں کچھ منہ سے تو ہوتا ہی جگر خوں فریاد و فغان آہ و بیکانہ و زاری</p>
<p>ہاں سچ و وطن میں ہیں کی کہتے ہو ہم کہ چورشتہ میں آلودہ خسا رہوں میں</p>	<p>غربت کی محبت میں سبز و نکو بھلا تری نگاہ کا ساقی امیدوار ہوں میں</p>
<p>پیام حشر ہی جگو کہ بقیہ رہوں میں ہنفتہ راز محبت کا پابسا رہوں میں</p>	<p>لکھا قصائے کہ سرگرم انتظار ہو نہیں زبان حال سے کرتا ہوں بے حد فریاد</p>
<p>ہزار حیف کہ دل کا تیرے خباہتوں میں کہ ہوش باختر رنگ زشتا رہوں میں</p>	<p>ہزار شکر کہ ہوں خاکسار عشق مگر بکوار چمن میں آن کا جہان ہونے کی گویا</p>
<p>یہ غم نہیں کہ جگہ پاشن پاشن رکھتے ہیں بلند زمزمہ دور پاشن رکھتے ہیں</p>	<p>ہیشہ ناخن غم دلخشاں رکھتے ہیں ہزار رنگ سرخ چمن گستاں میں</p>
<p>سخن ساہم نفس غم تراش رکھتے ہیں شمع فانوس ہوا رنگ حسب آئینہ ہیں</p>	<p>جہاں کے رخ سے کچھ غم نہیں ذکی بکھو جلوہ دست نگاریں جو لکھا آئینہ ہیں</p>
<p>قد رشتہ میں پری کہ جیسا آئینہ ہیں یہ بکھو میں نہاں یا تر سے ہونٹوں میں</p>	<p>یہ بکھو میں نہاں یا تر سے ہونٹوں میں</p>

<p>گوہر گوش صنم کا جو تصور سے مدام گرتے ہیں صبح شب وصل جو آنسو شفق اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا لنگتا ہو ذکی</p>	<p>اک سار سا چکنا چور آنکھوں میں لطف نظارہ مگر غنم ہوا آنکھوں میں یہ وہی دل ہے کہ بہتا تھا سدا آنکھوں میں</p>
<p>جب اپنا لطف زبانی کا مڑا با تو نہیں رنگ سو طرح کے تقریر میں بدلے سینے اس طرف دیکھتے سینے کہ میں کیا کہتا ہوں ہم سخن ہوتے ہوئے ہم سے وہ شہرتے ہیں روبرو یار کے کچھ بات بن آئی نہ ذکی</p>	<p>وہ پری وشن نکھلا پڑ نکھلا با تو نہیں آپ مشغول ہیں اغیار سے کیا با تو نہیں بہید چہپے بنے کا معلوم ہوا با تو نہیں آپ کا ذہن دکا دیکھ لیا با تو نہیں</p>
<p>اگر اہل سہل وہ مست شباب پانی میں بدن کے نور سے دریا ہو چشمہ خورشید عیان ہے گریسے نیرنگ روزگار کی میسر اگر تیرے لب و دندان کا عکس پڑ جائے کیسکی یاد میں رویا جو ساری رات ذکی</p>	<p>تو آشکار ہو بوسے شراب پانی میں وہ رشک حور جو بجے حجاب پانی میں بند ہوا ہے طلسم حجاب پانی میں تو آب و تاب ہو کیا لا جواب پانی میں تمام ہیگ گیا جام خواب پانی میں</p>
<p>جلوہ ہی ہو شونکا دل داغ داغ میں زیبا ہی اہل فکر کو پاسبندی عین پروئے ہے لباسِ بستی کی کیا ہمار کیا ہوا پابند تعلق دل نا کام کہیں بید ہرگز کہول دیا نامہ بر پارے راز</p>	<p>کیا چاندنی کی سیر ہے تہ تاب باغ میں آزادگی فروغِ پیاسے فراغ میں آرائشیں بستی کی ہیں حسنِ باغ میں بختہ مفر و نکو ہوئی ہے طع خام کہیں یوں ہی کہتا ہے زبانی کوئی پیغام کہیں</p>
<p>ہلوہ گچا حسن میں شمع بجلی بنگلیں ذکی ہم سہرگہ مشت غم سے خاطر شاد کو داغ نامہ و زاری کہاں آزر دہ جا فونکو کیا فغاں کرتے ہیں کیا ضبط نفس کر رہیں دل و جاں ہیں تو غم عشق کا کہتے ہیں خالی</p>	<p>وہ نشینی انگھریاں میں تاشا بنگلیں ترپ جانتے ہیں جب لکا ترپا یاد کر لیا مگر ہاں شکوہ میر جی صبا دکر تے ہیں زندگی خاک کا اسیر اب قفس کرتے ہیں زیست باقی ہے تو مرنے کی ہوس کرتے ہیں</p>

کیا بنا دیتے ہیں دیوانہ ہم آغوشی کا پھر ترپنے کا ہوا شوق رہائی میں خیال مختل یار میں میں شمع سحر ہم تو ذکی لنگ کیوں جانے ہم سینہ لگا آتش میں عس مجنوں ہو کہ صحرائیں بگولے نہ کر لذت وصل کو جمعیت اسباب کہاں بیقرار یکا ہزا پوچھے مشتاقوں سے خاکساری میں ہی آرام پایا کچھ خاک جو کہہ رہتے ہیں فقیرانہ لباسی کا ہزا چاہے جنگ سیاحی کے چمکا ہیں گنوں اس پتہ سے پوچھنا قاصد مکان یار کو عشق کا جلوہ نہ شے عارض نورانی کو بردورہ داری دل شوریہ کو درکار کیا ہم نوا یاں چین ہو گئے افسردہ و کی زلف کے دیہان میں اشکوں کو جگر گاہ عرقِ غم سے ہو سہر بگو سیباں گل تر جلوہ شہر نش ریدار کا ہر آن نوز دم کو کھڑتا ہو تیکہ دل ناشاد کے ساتھ لطف جان تر بھی کہ غم بیدار کو جا واشد خاطر دیکھ نہ تو شے میں لاساں نہر دیندی نہیں نہ چندہ گل اندازہ کو گرد آئی کیسے جان و ہاں شل نسیم دل شہید کو تار و رشتہ کی سہا	آدمی کو یہ پریراد جو مس کرتے ہیں پھر پروال درست الکی برس کرتے ہیں منہ سے اک آہ جو کہ تپ میں تپس کرتے ہیں زندگی تو پھر ایام بہار آستیں ہیں وجد کرتے ہوئے مستوں کے غبار آستیں دل کہاں جاں کہاں صبر کہاں تا کہاں دل افسردہ میں کیفیت سیما کہاں گو ہوئے سبزہ پامال مگر خواب کہاں انکے دلوں ہو سہر اطلس و خواب کہاں ہم کہاں ورنہ ذکی اور پھر پنجاب کہاں چاندنی کہتے ہیں کس کے سایہ دیوار کو ماہتابی نہ بنا چاندنی پیشانی کو بادباں چاہتے کیا کشتی طوفانی کو خاک ہم تازہ کریں طرزِ غزل خوانی کو زندگی خواب پریشاں سے پریشاں تر ہو وہ بال جو سینہ کے پسینے سے گریباں تر ہو برقی نظارہ عجب کیا ہو سوزاں تر ہو او کی ہنسی میں آتی ہر تری یاد کے ساتھ مژدہ لے دل کہ سیما بھی تو جلا کے ساتھ ہی اسیری کا فرانالہ و فریاد کے ساتھ چاہیے خلق حسن حسن خدا دے کے ساتھ دل لگا قافلہ کہت بر باد کے ساتھ برق پر چسکی پڑا جلوہ گری کا سایہ
---	---

<p>مچو ڈرو کہ پری بنکے نہ اوڑھائے کہیں عین طرہ پریشان بزم سیلے پر یوں حسن سادہ پیچ ہوئی آہ شیباب کی آئی صبح رنگ بہ سحری شہر آب کی دیکھو شکستہ رنگی عشاق کا کمال جو ہر توجہ میں تھے ملکوتی صفات کے کس زندگی پہ کچھ سراں بزم حشر دیوان میں ذکی کے درق داف کے لیے</p>	<p>چاندنی میں تری پوشاک زری کا سایہ کیا پڑا فیس کی شوریدہ سریکا سایہ جوں ہو نمود وقت سحر آفتاب سہر کی مہتاب پر شبیمہ کی آفتاب کی چاند ہی لپٹے گور بہ جی مہتاب کی انسان بناسکے کیوں مری مٹی نہ آب کی مہان چادرل ہیں بہاریں نہاب کی سحری بنا میں ہم شفق آفتاب کی</p>
<p>ایک ذرا تیغ لگے کہ جو اسٹار ہو جائے کست زلف جو بجا ہے وہاں موج نسیم شب کو آجائے جو جھل میوہ رنگ رشید جلوہ نور معانی کا اثر ہو تو ذکی نو بدلی ادھی ہے موج ہوائے بہار سے شاید چلی ہو جنبش دالان پار سے جب یہ سنا کہ پاؤں کو منہدی لگی ہو پا تیرے ہی دل میں جسے کہ درت ہو دیا کیا گل گہلاے دیکھئے اسکا خرام ناز</p>	<p>آجکا نام ہوا اور کام ہمارا ہو جائے خاک صحرائے جنوں عین سارا ہو جائے چاندنی دہوب ہو سار رنگ کدرا ہو جائے حرف خائے سے نکلتے ہی ستارا ہو جائے بجلی چمک رہی ہے فضاں ہزار سے آتی سے بڑے ناز نسیم بہار سے شعلہ ہیزک اٹھا لگے انتہا سے آئینے صاف ہوتے ہیں اپنے بھار سے منہدی کی پر پاؤں کو خوں بہار سے</p>
<p>طرز سخن سے رنگ ٹپکتا ہوئے ذکی نہ وہ عاشق نوازی نہ شوق لسانی ہو پریشان طرہ شکس ہی آنکھوں پر بھاری نہ انداز خود آرائی نہ ناز جلوہ بسرائی درا سوچو تو معشوق ایسے ہی حال سے ہوتے ہیں</p>	<p>خبرہ کے تار اچھے ہیں گیسو کے یار سے گو یا زباں دہوئی خون بہار سے نہ وہ باتیں نہ وہ کہانیاں نہ وہ نطق بانی ہو بدلی چھپی رنگت بہار زعفرانی ہے نہ شوق خود بخائی سے غور لیں ترانی ہے طلبہار و کوئی اپنے ملک کو یہ صورت کہانی سے</p>

مری آنکھوں کے آئینے میں اپنے منہ کو تو دیکھو
 اگر دیکھو تو اس محبوبہ کو دیکھو جو تم سے
 پہلا یوں بھی تھی جو عاشقانہ وضع کو اس
 ذکی کا حال دیکھو عشق سے ایساں با آؤ
 قیامت نہ چھپانے میں دلاستانی ہو
 نہ قاصد پہنکا ہے نہ پیغام زبانی ہے
 یہ حسن سبزی زہر ملا ہے مستہ جانوں کو
 بہار حسن کا سہو سے ہوئی آئینہ کہتے ہیں
 ذکی اس لعل کیسے ہم سخن ہو کر مزا پایا
 دروہنیاں سے ترے یار خبردار ہوئے
 واہ کیا شوق رہائی سے فراغت پائی
 جان ہو بارگراں عشق کے دیباہ کی
 تریانی نگہ کے سزاوار ہوسم ہوئے
 رہتے ہمیشہ غامک کشیں کو سے یار میں
 دیکھو ذکی کہ اب وہ چرانے لگے نگاہ
 رہو میں آہوں کے اٹھے عشق کے ویرانے
 کچھ کی شیکہ خبر عشق کے دیوانوں سے
 کیجئے رنج حجاب کے اگر عید بہار
 اگر مہو اس کے بریں لالہ خود رو کی بہار
 اڑتے ہیں خوبو کی ٹوکریست جو منہ کام غم
 یہ نکست ہو تو کب عہدہ برائی ہوگی
 بیٹوہ و اس گل زلف کا جو بنرنگ نیا
 عید کی شب غم دوری سے میل نہ کرنا

پہلا زیندہ اس گلشن کو یہ رنگ خزانہ ہو
 لے چاہو جسے منظور میر جا نفاں ہو
 بہت بہتر کہ یہ بھی ایک طرز دلستانی ہو
 غزل نازہ سنو ہے جو شوق شعر خوانی ہو
 غور حسن کو زیندہ ناز لن ترانی ہے
 بہار سپرد لگا لگانا بلا سے ناگہانی ہے
 یہ رنگاری ڈوبو اور فتر آسمانی ہے
 خط عارض کسوف آفتاب دلستانی ہے
 عجب رنگیں بیانی ہو عجب شیریں بانی ہو
 سر سودا کے تاشے سر بازار ہوسے
 بے پروبال جو ہم غم کے گرفتاریوں
 دیکھو ذوبے ہوئے جی کہو کے بسکارتوں
 آنکھوں سے دیکھنے کے گہنگار ہم ہوتے
 صد حیف کیوں نہ سنا یہ دیوار ہم ہوتے
 آنکھوں کو جن کے دیکھ کے بیمار ہم ہوتے
 کالی آندھی چلی آتی ہے بیابانوں سے
 حکمت گل نیکل آتی دنگستانوں سے
 کہ ملا دیکھئے یا تو ملک گریبانوں سے
 جوئے داغ جگر آتی ہے بیابانوں سے
 نقشہ انگیز ہوا آتی ہے دامنوں سے
 یہ کہورت ہی تو کیا خاک صفائی ہوگی
 چاندنی عکس کت یا سے خانی ہوگی
 کسے منہ دی ترے پاؤں میں لگا دی ہوگی

<p>خوش بختی ہوں سے کہیں کہہ لرائی ہو بہار عشق کے یثیٰ کجی گل کہلائے تھے حواس باختہ ہیں زیند سے جگہ تھے کہ پچھلی سے صبا بیڑیاں پہنائے تھے جو بوسے گل کو صبا لے چلی اڑا لے تھے ہو اسے شوق لے جائے کڑا آج تھے</p>	<p>طرح نظارہ خوش آئند کی اکھنوس زکی زمین سے لالہ نکلتا ہوا دغ کہا ہے ہوئے کسے ہوشتر میں کچھ ہوش کہنے سننے کا روانہ پوس محل غبار وادی خجند ہو اسے شوق لے شورش کو پر لگا ہیں ذکی مے دل وحشی کو مثل طائر رنگ</p>
<p>گریہ و خندہ جانوز ہم دیکھ سیکے لاکھ بار مجھے سر تا بقدم دیکھ سیکے شعب غم دیکھ سیکے جمع الم دیکھ سیکے جو لے سو بار توے قول توں دیکھ سیکے لب بلب سینہ لیبینہ لے ہم دیکھ سیکے شیم کو صورت نور شبیدھر دیکھ سیکے کچھ دنوں ہم انہیں خوف خطر دیکھ سیکے خوب چاک جگر ویدہ تر دیکھ سیکے</p>	<p>رات دیوانگی شمع بھی ہم دیکھ چکے جی پی چاہتا ہی پھر بھی کہ دیکھا ہی کرتے پیری و عہد شباب آہ خرابی میں کئے اب بھی ہو جاتا ہی بیجاں وفا میں ہو کا اب ہوس کیا کہ آغوش تصور میں لگی شمع سماں داغ جگر پیش نظر دیکھ چکے اب یہ خطرہ ہی کہ اغیار کہیں دیکھ نہ پائیں کہیں واشد کا تماشا نظر آ یا نہ ذکی</p>
<p>کہا ہے قاصد عمر رواں کر باندھے چشمین چین سے تو صبا دباں کر باندھے ہزاروں شام سے مضمون تاجر باندھے یہاں سے جلد کر قاصد سفر باندھے کہ یار و دشمن پہ باندھ تو مختصر باندھے قاصد عمر رواں آئندہ بھر جاتا ہے لے مرکہ چنگ و تختی تو کہ پہچانے کو ہر وقت شک ہو لے لے لے لے لے لے ہم اسیران قفس پھر ہی بیون کہیں لے لے</p>	<p>کہو کہ بار سفر روح جد تر باندھے جدابہار سے ہوں تو ہوائے غم نہ نصیب بند یار ہا جو تری زلف و دغ کا دلیر خیال ہستہ میں جھبت غبت نہ تھک گیا ہوں ذکی مسافر ملک خدا کو بے لازم تر کوئی دنگو چٹا شب کو گھر جاتا ہے میں تر تار بولہ پڑا نیم نگہ کا شوق آر و عشق کی مشکور تر کھلے تو ذکی کئی ہو گا کہ گلستان وطن دیکھیں گے</p>

<p>کتاب دیدار بھی ہونے لگے شعلہ فتنوں طیش دل سے قیامت نظر آئی لگی صفا ماجر ایشام خوبی کا زبان پر لا کر ہیں ہی چاک گریباں کی بہا رس توڑ کی روکش لالہ و گل دارغ دنیا دیکھے لنگہ خوں شدہ کو طاقت دیدار نہیں یہ جن کے خاک میں ہر اثر ہم شک پس نہ نالہ آتش ریز ہر سوز دل ناشائستہ ساتھ ہے باد خزاں کے شور فریاد تیز عشق ہر دیوانہ واری کو تھامی لے لے لے</p>	<p>اس پری کا جو بہو کا سہا بدیں دیکھیں گے راہ تیری اگر لے عہد شکن دیکھیں گے ہم جگر کو تیرے لے صبح و رات دیکھیں گے فکر دے کر دے جگر فصل جہنم دیکھیں گے میں پوچھو کہ جسے عشق میں کیا کیا دیکھے کس طرح میرے تین بلبیل شہید را دیکھے کہ جنوں کی ہر سی پہی ہر گل گل میں تیرا ارتی ہیں چنگاریاں گو بال ب فریاد سے گرد ہی یہ کاروان کہت برباد سے آرزو مند وفا میں کس قسم ایجا دے</p>
<p>آتی ہر طرز سخن سے زلف کی خوشبو ہے شب کو سویا جو ادھر سے یار کروٹ میر کر دست تیرا پایا جو زیر دام بکلی کی مثال انکھ کی مسدخی ہوئی دیکھتا ہوں عشق چادر منجاب ہو تربت کی چادر لے لے لے وہ وانا م خدا حسن طرح داروے کے شب بھر چمے سوختہ جانوں کے نکاح جوئے جوم تیر جاتی ہی سوہمی جو پر بڑا دور کی بال بھرے میں ترے چاند سے منہ پر ایجا دیدہ ترے زلی آہیں ہیں موجیں تہ گور</p>	<p>طرہ تحریر کی مرغولہ کیسو سمجھے اضطراب دے سوچے سیکڑوں پہلو بچے لے اوڑا شوق رہائی بے پرو بازو بچے نشہ کا دورا اسے زیندہ ہی آنسو بچے ہو چسپانہ گور دارغ لالہ خود رو بچے کیا بکلی ہے کہ پر جتے ہیں نظار رو بچے کہ چراغاں ہوے روز تری دیوار رو بچے برق سے ہونے ہیں سایہ بھی ہوا رو بچے ایک یوسف ہوا اور اتھوہ خیریدار رو بچے نخل بھی خاک سے اگے ہیں نوار رو بچے</p>
<p>میری آنکھوں میں ہر دیشو طرح داریری نشہ بادہ گل رنگ سے دیکھا نیز جنگ پر پردہ زکی لکھیاں ہیں یہ لکھیاں گویا</p>	<p>زلف ہی باں پری شعلہ زخیر پر کی انکھیاں شعلہ میں برقی لنگہ یا پری کہ بنا چاہتی ہے یا کی سنسلا پری</p>

دوام تحریر میں منہوں دل آرا ہوا سیر
 گھنٹہ جلوه فرو شوں سے پرستان کی
 ہم بھی ہر آن کے ہیں لطف اُٹھنا ہوا
 ہمارا اختیار کے معشوق اٹھانے جو لگا
 شعلہ غبار کو دیکھا ہوا دہر سے ہر ہم
 دم بخود رہ گئے ہم شش نقہ لطف سخن
 اعتبارات جہاں رنگ پرستیم میں کی
 چشم گریاں سے طبع اکثر نہ بنے اور تو
 سخت جاں ہو جان عاشق کچھ بھی لے جو بچیم
 تیری فکر سخن پر یہ شکست دل دہ کی
 جو طوفان خیز خوں زخم دل بیتاب ہو جائے
 غماز کعبہ ابرو زنی بکینیں ایشیں سر سے
 برے سایہ ہوا اس دھوٹ کا فرش بزم فوجی
 بنائیں گزرتی ہم تار جالتے سار بانسوری
 نشان بیکرنگی تری لے پار جانی تھرست
 منہ چپا ہوا قیامت کشتہ ویدار سے
 خیال رکھتا ہے یوں ہی عالم غریب ستا
 ہے غضب جیسے پڑھیں ہوتا ہستی کے بارش
 اپنے مریع پر ایک سوگم کی ہوئی بھار
 تلخ کالے کو گھن ایسا ہی ہوتا ہے کوئی
 یہ تاشاؤ چھب بزم نیاز و ناز میں
 ایک نشتر ہے کہ دیا ہے جسے جاں کو خراش
 ماضی کیوں نہیں کہتا ہے تو روضہ ہر

پاؤں زلف سخن میں ہر گرفتار پری
 نظر آتا ہر اک شہادہ بازار پری
 اور رکاوٹ میں لٹکاؤں کے بتا بیٹا
 رہ گئے دیکھ کے منہ ناز اٹھنا ہوا
 اور پڑکائے لگے آگ لگے ہوا
 دل اور اسے لگے باتوں میں ڈالنا ہوا
 آنے والے ہی ہو جاتے ہیں جاننا ہوا
 ایشک شبنم دان کو ہریش اور ٹوٹ جائے
 آئینہ فی اللیل تھینے اور ٹوٹ جائے
 حیرت ایسی تیغ خوش جو ہر ہوا اور ٹوٹ جاتا
 تو چشمہ چشم نم کا تھلڑم خونا جب ہو جائے
 حمیدہ جب کہ قمارت صورت مھر اٹھ جائے
 نظر میں چاندنی وہاں چادر مٹا اٹھ جائے
 توان سخن حکم بکھو صورت مظاہر جائے
 چینی رنگت یہ جڑ از غرائی تھرست
 ایک جھلک دھندلے کے نازک ترال تھرست
 حسن کے عالم میں جیش نوجوانی تھرست
 یہ بگڑ جانا غضب یہ بدگلی کی تھرست
 لے ذکی پیرانہ سر مشوق جوانی تھرست
 جاں شیریں ہاتھ سے یوں سخت کٹاؤ کوئی
 منہ چھپاتا ہو کوئی بیتاب ہوتا ہو کوئی
 ایک کا شہ ہے کہ پہلو میں جھوٹا ہو کوئی
 آہ ظالم کیا تری آنکھوں سے نہ دھابا کوئی

یاد آتا ہے جب دل کا حیدر ہوتا زکی
ہر ایک کو اپنے گول ہنسی سے لے لیتے
ہم آپ سے توجا پر ہنسیکے اشتیاق میں
لے آئے خطر اب جمع خبر دلی سے شتاب
پیری میں بھی مزا ہے میرا اگر ہو پیش
رنگیں تن میں سے لے دلی گیا کہیں ہنسی
نالہ آتش ریز ہو سوز دل ناشاد سے
بیقراری ہو ترنیا کی جو کچھ بھی زیر دام
اپنی اس غم پر دلی پر دلی خوش کا تمام
نہایت ہنسی کی ظاہر تاشیر سے
منزل وشت کا دل میں تابی فرخ
جلوہ کہ حسن نظر میں ہے ہما حسن دوست
میرا گول پر وہ ہنسی آنکھ با ابرو غیب
بہر و آواز کی ہنسی سہرہ روز بکا خیال
مطلوبہ صبح قیامت ہو شبہ زخم دل
لے دلی اپوچہ نہ بامش گری آئے مار کا

نکلی شرم نامہ ز کا دہو کا ہوا ہے
کیا کیا اور اسے پہرتی برباد صبا بچھے
پہچان لے جو شہ نامہ ز ادا ہے بچھے
دل جانتا ہے عشق میں ہو جو مزا ہے
اسکے دامن سے کہ پکڑنے کو غبار اٹھا ہے
کہ جہاں سے کوئی پہلے جبر و قرار اٹھا ہے
اب ناکہ تریتہ بچوں سے غبار اٹھا ہے

خوشی نے آئے قبر میں تہ پادیا ہے
میں صحن گلستاں جو اک مشت خاک ہے
کیا قبر لستہ جان دل زار پر وہ شوخ
لطیف پیش سے روح خبر دار ہو دلی
بشو کہ گور غریب سے جو بار اٹھا ہے
پیشوائی کو شہنشاہ کے قیامت ہے
خجہ میں اقصیٰ جگہ ہی گذرا ہوتا ہے

<p>جب بہار وین پہی ابر بہار لہتا ہے پر عیسے سج کے غم سے سروکار نہتا ہے جو شمع ہو گل مرے دفن پہ نہ آئے چونی کو یہ قد دفن کی کہ گردن پہ نہ آئے آشوب کہیں دیدہ روزن پہ نہ آئے گونار گریباں سرو دامن پہ آئے زہار قیامت مرے دفن پہ نہ آئے</p>	<p>شورش گر نہ فرما دکا آتا ہے خیال ہر طرح دلو خوشی و وصل میں چل پڑا کی جو انکس ہو خون مری دامن پہ نہ آئے جلدی پر جو کا فر کو شب وصل سحر کی اس مہر بجلی سے لڑا تا ہے بیگا ہیں نکل نہ ہو س دلی مرے شور جنوں سے میں آپ سے جاتا ہوں ذکی دیکھ خبردار</p>
<p>یا قوت میں نیلم کی تحریر نظر آئی پرواز تصور کی تصویر نظر آئی آلودہ جو کنت میں تقریر نظر آئی جب عمر سر آئی تعمیر نظر آئی ہر تان میں بجی کی تحریر نظر آئی معشوق کے غم میں تسخیر نظر آئی عسدر یور ایسے وعدہ برا بر کیجیے پر کالہ آتش ہیں یہ عتاب کے لکھنے ڈر ہے کہ ہوں دل اجاب کے لکھنے مستی میں کیے جام مئے ناب کے لکھنے</p>	<p>مسی لب نگلوں پر تصویر نظر آئی پیش نظر اس سج کی تصویر نظر آئی وہاں قند مکرو کا باتوں میں مزا پایا ہستی کا نشان دیکھا تو خواب گراں تھا نغمہ کی ہوا بندی وہاں چہائی گشتا بنکر چادو کا اثر کا فر چتون میں کی دیکھا قول پر غیر کے ہکوز پر خنجر کیجیے جوں برق اڑا سے دل بیتاب کے لکھنے لخت بکرا کھو نیسے چمکتے تو ہیں لیکن دل جنوں ہوا غم سے ذکی حیف کہ تینے</p>
<p>دہوم سے افضل بہار ابکی برس آتی ہے جنبش نبض سے آواز جرس آتی ہے کہیں ساونکی گشتا جیسے برس آتی ہے ہوسے لاکھ طرح کے کجا رنگہ ہم انسے چپے نہ آتی ہے ہوا بند کہیں کام روکے ہوائے بہار مے چپے دل میں الفت جسے چپے دل شمع ہوا حرم سے چپے</p>	<p>حسرت اے تازہ اسیران نفس آتی ہے ہر نفس قافلہ عمر سے دیتا ہے نشان روکے ہم پرتے ہیں یوں کو چاہئے کی جو دلو کی کجا وین دیں ہم تو جہا چپے نہ آتی ہے کیا کجی جو خون کی آن ادا تو خیال پر یو کا دلو رہا ابکی دیکھیں ابرو چہ صنم تو دیکھیں کجی خواہش انکی ہم</p>

یہ سن کر زبان چٹکتا ہوا انہیں تشنہ لگ کر کوئی کپڑا نہ
 رہا ہاتھ میں لے کر دھو کر شہم سے صلی میں لگا کر چھوڑ دیا
 چھوڑ کر معنی روشن ہو شمع بزم شہور
 فروغ معنی روشن اگر ہو جلوہ نسا
 ہنسا ہو شمع بجلی جاسب معنی میں
 جو لطف معنی روشن نہ ہو سیاہی میں
 سواد خطا میں ہے نور معانی براق
 کنایت ظلمات شوق برق ہے روشن
 زبان شعلہ ہو گیا مرے سخن کی زبان
 بیاض صفحہ کی آئینہ دار صبح امید
 ہزار شکر الہی کہ مجھے صاحبہ کو
 کریم و قادر و خلاق و رازق و جبار بخش
 ذکی شمع قیامت کی اب رٹم کر مخرج
 سخن میں پائے جو مضمون ہے تاب قلم
 سواد خطا سے تھلی ہو نور کی پسند
 بھاری شعلہ زبانی کا سیکر انداز
 وہ کس طرح نہ چلے سیرنگوں کے لیتا ہے
 پاپا ہوا کی بیوی تھن کہ لکھ نہ سکے
 جسے جو نسبت شہ انبیا میں تازہ سخن
 ستارہ باغ و شاہ کا قوسیت ناسخ نور
 قلم کی بلیدی نہ تھا کے غنیمت جیسے جاس
 چھوڑ کر قلم کی تاریخ خدائی جوتھی
 برا ایک مسطرہ پر شہادت جو جہاں تار

کہ ترستے ہیں تشنہ جو نہیں پو کسی آبلے کے تھک چکے
 ذکی آفت جاہو عشق کا غم کہ خوشی سے چہرہ لپٹے
 کہ جو فروغ سخن آفتاب عالم نور
 زبان خامہ بنے ہمزبان شعلہ طور
 دکھائے جلوہ اور ہاں سخن میں ظہور
 سواد خطا سے نہ آئے شمیم حلسہ حور
 کہ پیکر ستارہ روشن ہے وہ شب بچور
 سواد خطا میں فروغ سخن سے حسن شعور
 مری سخن کی تجلی ہے شمع حوض نور
 بنا کر پاک قلم مطلع ستارہ نور
 دیا ہے جو ہر ادراک سے کمال انور
 نیم و عادل و غفار و کردگار غفور
 کہ بعد حمد الہی ہے نعت کا دستور
 ہو آب خضرے ظلمت میں کامیاب قلم
 ابھارے چہرہ مطلب کے گر نقاب قلم
 زبان شمع کو دینے لگا جواب قلم
 ہمارے نجات سے تعلیم انقلاب قلم
 جناب پاک کی تصویر ہے نقاب قلم
 تو لائے ڈھونڈ کے مضمون آفتاب قلم
 کہ تیری ذات کو لکھتا ہوں آفتاب قلم
 کہ اتنے رصف میں ہی گرم انوار قلم
 کہ تجھ حقل کے دیوانہ کا انتخاب قلم
 کہ تیرے شہاد تو ہر دل سے کامیاب قلم

دیوان واجد علی شاہ اختر

مرحوم بادشاہ اودہ

<p>گنہگار ہوں پر اب کبھی قصور نہ ہوگا ہزار شیشہ دل توڑیں جو چور نہ ہوگا ترے نظار کی قابل جمال حور نہ ہوگا کلامِ بے ادبانیہ ترے حضور نہ ہوگا تو سر پہ سایہ بال ہما صر نہ ہوگا</p>	<p>آبی عشق ترا میرے دل سے دور نہ ہوگا شربِ ساقی کو شر بھری ہی تھیں لبالب کرتے لاکھ بیدل کر دکھائی وہ رخ رنگین غزور ہے تجھے زیبا کہ تو ہی مالکِ عالم لوائی حمد کا سایہ جو چاہتا ہی تو اختر</p>
<p>وہ ترک بھی عاری ہی زہنار نہ ہوگا باروں میں جو اچھیکا زہنار نہ ہوگا فردے قیامت پر دیدار نہ ہوگا اس نرگس شہلا کا ہمیار نہ ہوگا دکان اکھا ڈالو یا زار نہ ہوگا</p>	<p>ابر دکا کوئی مجھ پر آب وار نہ ہوگا بد ہی پہ دل مجھوں کیسوسا پریشان ہے مچھو بھی دکھا دینا آج اپنی رخ رنگیں آنکھوں میں دم اکھا ہی ایک دم میں واں ہوگا ٹٹ پونچھو نکا اختر میخانہ میں مراز</p>
<p>دکانیں سماتا نہیں بازار ہمارا تڑپا قفسِ تن میں گرفتار ہمارا کھڑت ہی اس دور میں شرار ہمارا سوئے نہ کبھی دیدہ بیدار ہمارا شہبازِ نظر ہو ہو طیار ہمارا موجود ہی اختر سا خریدار ہمارا</p>	<p>کیا عشق بجھ لے سمدار ہمارا بیل کی رہائی سے ہوا طائرِ دل صید جس موج می غالبی شیشے تہ و بالا اس چشم کو دیدار اگر مد نظر ہو میں طائرِ دل آج اڑاؤں گا ہوا پر کچھ حسن بھی رکھتے ہو اگر عشقِ فزون ہو</p>
<p>سے یاد صبا خاک دیدہ بارہ ادھر لا</p>	<p>بر یادِ نکرا سکو ذرا اتھ پہ دھر لا</p>

<p>سیا بسی ہے مرتبہ عشق خبر لا نالوں سے اسے خشک کروں دیدہ تر لا امید دل بلبلی نالوں میں بر لا اس اختر غم کی لیے دیدہ تر لا</p>	<p>لیجا دل بیتاب نشانی مری قاصد میخانے میں روتا ہی پریشانی دل ہی منقار سے توڑا کرے یہ آتش گل کو حسرت ہی کہیں حسرت دل کی نکالے</p>
<p>چہلکے برگ میں سے گلزار لیستاجا یہ چار نقش بھی اے شہسوار لیستاجا مجھے بھی سستی سے اے بادہ خوار لیستاجا گنٹلیں میں نرگسی آنکھیں خمار لیستاجا ہمارا دوش صبا پر شکار لیستاجا چمن میں آیا تو کچھ گلزار لیستاجا</p>	<p>میں خار خار ہوں میری بہار لیستاجا ہوا کی طرح دکھاتا ہی حسرتی پر گلابی تھم نہ گلا کالے ایسا رند ہے تو دلا شرا ہے وہ نشہ سے ہیں ست بہت شروع ابر ہے ساتی بنا ہیں لوطے یہ نذر ہی گل داغ جنوں کی اے اختر</p>
<p>فکر رخسار سے مشتاق لقا کھل جاتا خبر ناز سے خون شہد اکھل جاتا میرے ہر داغ پہ یہ نقش و فاکھل جاتا کس ریاست سے یہ غم ہوش ربا کھل جاتا چشم پوشی سے اگر روئے خدا کھل جاتا بیخرو تیرا وہیں ذہین و ذکا کھل جاتا</p>	<p>زلف کی یاد سے مضمون رسا کھل جاتا بستگی ہوتی جو قبضہ میں تیرے او قائل نام تیرا جو گنیں پر ترے کسندہ ہوتا تاؤں ایسا جو ہنگد لا الفت میں تا بہ نظارہ جمال رخ روشن کی کھار حسن اختر سے جو اس عشق کبی تو لڑتا</p>
<p>شعلہ بینک ہو گیا پروانہ رہ گیا عشق زلال نوش سے پیانہ رہ گیا ساغر کا دور ہو گیا استانہ رہ گیا اپنا سحر کے سبزہ بیگانہ رہ گیا لیر نریشک چشم کا پیمانہ رہ گیا اختر خدا کا شکر صنم خانہ رہ گیا</p>	<p>پیریاں تو اڑ گئیں دل دیوانہ رہ گیا حسن خدا پرست سے بیتخانہ رہ گیا یہ جو کچھ نرگس میگوں کا مست ہے پامال ہم ہوئے تیرے چمکشن میں کے ساتھ چاکا دل دور میں کسی رند مست سے تسویر یار دل میں گونجے وہ نہیں</p>
<p>کیا سہل ہے موت کا ترنیا رب</p>	<p>موت تو جیتا رب</p>

<p>آتا ہے رجب کا پھر مینا یارب سوئے پہ کیا ہے مینی مینا یارب توڑوں کیونکر نہ جام و مینا یارب سینہ کیونکر نہ ہو مینا یارب</p>	<p>پھر مصحف رخ دکھائی مجھ کو وہ ماہ دیوان ہے میرا تاقیاست باقی ساقی کی جدائی کیوں نہ بہکا کر مجھے احمد کا جو دیوان دل میں اختر مزم</p>
<p>عوض تارِ نظر آنکھ میں پایا خونِ ناب پیشوائی کو وہیں آنکھ میں آیا خونِ ناب الفی یار میں اختر نے بہایا خونِ ناب ہاں کب جسے ملیں گی مرے پیار احباب</p>	<p>دلِ غنبار نے اشکو نہیں دکھایا خونِ ناب جب سنا وصف لبِ لعلِ صنم کا بیٹے ہاتھ تو لوٹ چکے آنکھ بھی کھو گئی ضرور وہ وطن یاد ہے غربت میں ہمارے احباب</p>
<p>کمال اس گلِ تر سے ہوا چمنِ شاداب ہوا نہ رشتہ ز تار بر چمنِ شاداب کر شمعِ بزم سے ہی سا گر چمنِ شاداب سحابِ اشک سے کیونکر نہ چمنِ شاداب کبھی تو بان کی سرخی سے ہو چمنِ شاداب صلحِ اخترِ نگین سے ہو چمنِ شاداب</p>	<p>جو تیغ سے ہیں گلِ زخم ہائے تنِ شاداب کیسے تارِ نظر سے بڑی ہی مسلمان سمجھ تو آتشِ گل کا کہلا ہوا زہناں آغلوں کا نشو و نما ہو بھی سے لے بیل مسی سے اسکو نہ سوسنِ منطِ سیاہ کرو گلو کہیں خطِ ریحان ہی صاف کرواؤ</p>
<p>اپنے جاسکے نہ پاس ہوئے جاؤ صاحب آنکھ میں بھی مدد پاؤ شخصِ سماؤ صاحب بال کی اوٹ میں جاتے ہو تو جاؤ صاحب آؤ زنگس کی ہے جانا ہو تو جاؤ صاحب آسمان پر سے زمیں پر تو بلاؤ صاحب</p>	<p>شمعِ عریاں کی طرح دل نہ جلاؤ صاحب حلقہ چشم کو پاؤ سی کی حریت ہو بہت کہیں تارِ نظر بد نہ نزاکت پہ پڑے چشم پوشی نکر و باغ میں ہو پیشِ نظر ماہِ روم پر چڑھایا کرو اختہ کو</p>
<p>توڑیں زمین سے کیونکر نہ سمِ گلاب سمجھا ہی خوب اپنا وجود و عہدِ گلاب بہرِ ریفِ عشق تو موتا ہے سمِ گلاب ساقی کے ہاتھ بھی میں سحابِ ریمِ گلاب</p>	<p>گلشنِ بہار پر ہے بنا ہے قلمِ گلاب گلشن میں رومی طائرِ رنگ پریدہ ہوں آؤ آتشِ تین سے گرانی ہے خود مجھے میتوش ہو نہیں شیشہ دل میرا بہرِ گلاب</p>

<p>بھولی زمین شعر میں سطح کم گلاب</p>	<p>اختر جماعت تختے پہ جھڑ سے قلم</p>
<p>شراب خانہ میں لازم ہو جستجو سے کباب نگاہ مہر سے کیوں دیکھتے ہو سو کباب شراب پیسے ہی رند و نکو آرزوی کباب خدا جلانے اسی کو جو ہو وعدہ کباب</p>	<p>سنگھاؤں سینہ سی ساقی کو آج بوی کیا جلے ہوؤں کو جلا کر سیاہ کرے ہو شکار اب بطمی کا ضرور ہو ساقی بتوں کے دور میں سچ کباب لازم ہے</p>
<p>چمن میں آئی ہو ہر شہر کو آج کباب</p>	<p>گلوں سے بابل شہید کا دل جلاتا</p>
<p>نہال مجھ کو کیا آگے باغیاں کیا خوب پہ ہمسے ہستی ہی کہل کھل کز عفران کیا خوب کمر کو بوجھتے ہو ہمسے لے میاں کیا خوب اٹھا ہوا آتش پیدا سے دھواں کیا خوب اگر طے تو کہی گئے شعر خواں کیا خوب</p>	<p>چمن سے ہینکے یا میرا آئینا کیا خوب خبر ہے اپنے ہی رخسار زردی اس کو بڑا ہی پیر ہے جنت نہ درمیاں لاؤ لکھو طامسی پہ اُسے غضب جایا ہے تری غزل پہ ہلائی نثار ہی اختر</p>
<p>وہ اشکی نشہ کی کھیں خار کا اسلوب دکھا سحاب دل اشکبار کا اسلوب دکھایا سنگ میں تینے شرار کا اسلوب چمن میں پانی ہے کب چشم یار کا اسلوب کہیں بھی ہوتا ہی ایسا نکار کا اسلوب</p>	<p>پسند آگیا اس بادہ خوار کا اسلوب ہمیں تو آنکھ لڑانے سے شرم ہی برق شہداتیں نکروای ہو خدا سے درو ہزار گرس شہلا ہی زرد ہو تی ہے کیا ہی اختر ہے پر کو مرنے بکری قید</p>
<p>لکھنے سے خط عارض میں پنا موئی عالیشان کب چکروے پانی نہ سے حوی عالیشان کیا عروس مسخون ہی کیا گلوئی عالیشان</p>	<p>تیرہ جنت کیا پائیں تیرا روی عالیشان شعریری کب جگے شل حضرت آتش فکرتے مرا ہر شعر موتیوں کا مالاسے</p>
<p>سہ سمن کلر خاں تک ساری بہار الفت خانہ خراب تیرا سے روڑ گار الفت مجھ ہو میرا سمینہ روشن ہونا ر الفت دینے لگی زمین بھی غم کو نثار الفت</p>	<p>تا شیر گنجائے بلیل کو خار الفت کس کس کے در پہ رکھتے ہر تہ ہیں اپنا ہر اس ہر و شش کو و ملیں اپنے اگر جگہ دو اسکا گلے لپٹا تیر بت میں یاد آیا</p>

<p>الفت نثار مجھ پر اور میں نثار الفت مطلب اب بیان کرے ہیں تحریر دیکھ ایک ہم باقی رہی میں سائے بچہ و نئے بچہ اک مسلمان بھر کیا ہی دھری شمشیر و نئے بچہ شرح جو اس مصحف ناطق کی تفسیر دیکھ اک ایسی کی شکل ہو ان ساری قصور و نئے بچہ آہ کی طاقت کہاں ہی ہم سے دیکھ دیکھ کیوں دل اختر نہ اچھے کسی تو بچہ دیکھ</p>	<p>آختر یہ میری جہم میں غمگسار اسکا غمخسان ہم بند ہیں اس گل کی تقریر دیکھ سب سے نیک زاد اس کے دام گیسو سے ہوئی ابرو و نئے قتل کرتا ہی تو کا فر قتل کر کر سکوں میں کیا ترے روئے کتابی کی صفت چشم وحدت ہیں سے جب دیکھا مرتع دہر کا چپے کہتے ہیں تم ہم ان بھی کر سکتے نہیں خواب کیے ہیں تری زلف سے بار بار</p>
<p>میں ساغر دل کیوں نہ کروں چور لگے پر سے نور خدا لے بت پر نور لگے پر اختر کی لبونکا نہیں مقدور لگے پر جو پانی پانی یہ سنگین عمارتیں پائیں بہتوں نے روضہ دل کی زیارتیں پائیں شروع خواب میں دلنے بشارتیں پائیں ہر ایک داغ نے تن پر بھارتیں پائیں جو مہ کے ہاتھ سے اختر خاتیں پائیں</p>	<p>آنکھوں سے گرا شیشہ بلور لگے پر کا فر پہ گلا کا شاپہ اپنا مسلمان بوسہ ترا آنکھوں سے قمر لے تو بجا ہی بتوں کی ذات سے کیا کیا شرارتیں پائیں ہمارے سینہ کو درگاہ پر چڑھ کر گل داغ خیال یار میسر ہوا قصور میں حال یار کو سارا بدن ترستا ہے ترے نصیب کی گردش حقیر کرتی ہے</p>
<p>ساتھ یہ بت سفاک کھڑے رہتے ہیں با ادب تو سن جا لاک کھڑے رہتے ہیں ہم گریبان جو کئے جا ک کھڑے رہتے ہیں ہبا گیں کیا لائق فراگ کھڑے رہتے ہیں ہم سے فتنہ تریاک کھڑے رہتے ہیں سپتہ وہ نور کی پوشاک کھڑے رہتے ہیں ہم چپائے نلکہ پاک کھڑے رہتے ہیں</p>	<p>ہم ناز و نہیں جو بیاک کھڑے کہتے ہیں بیقراری کو مری دیکھ گئے اے شاہ سوار صبح غمخسے کہاں کم سے شب ہجر صنم ہنجر و کون ہی اس صید کہ الفت میں مار گیسو کے ہوس ہو کو انہیں خواہش سے شمع چتاب ہی عیانی ہی عین بناء اختر اغیار سے کرتے ہیں جو وہ غنی غلیظ</p>

<p>سہ جگائے بلبلیں بھیجی ہیں خوش اندونوں آبلونکی پاؤں میں پہنی ہی پاؤں اندونوں ہمسرا دہناری ہی میرا دوست اندونوں ہر گستاں نے پہلے پھول کی گونڈ اندونوں صوبت بیل پر اڑاتی ہی مری ہوش اندونوں فرق کیا سمجھیں ہوا کبھی پوش اندونوں یا دیکھا مجھ کو کسے وہ خود فراموش اندونوں</p>	<p>بار عالم میں گل مضمون کا ہی خوش اندونوں داغ سودا کچھلا ہونکا نمونہ ہو گیا سرمرا خالی کیا اے بلبلو چکار گئے صورت معشوق حقیقی کا چمن شقائق ہی پھر گستاں ہی مقابل روی گروسی ہوا تیری موی سیسے طاق ابرو کھل گئے چلوڑیگا کوچہ جانا نکاحیہ اختر ہی ضرور</p>
<p>پہنک دیتی ہی ہمیں بادہباری اندونوں خطا کو لے اڑتی ہی میری بفراری اندونوں میج تیج یار کا چشمہ ہی جاری اندونوں ہر ہوس پر رتی ہی کیسی ماری اندونوں کون اختر کی کوسے اب ہم گم رہی نہ لیا</p>	<p>ایکوا اب ضعیفی ہی ہماری اندونوں طائر مضمون کو وحشت پر لگاتی ہے وہیں زخم کے تھاؤ سے کب بنتی ہی ہدم جو خون حسرتیں مقنول کیس سینہ میں بہنے بیشتر وہ تو ایک تارہ سر بیج السیر پر ہے بتلا</p>
<p>میں ہی یکا رہیں نام ہے ہر کاروں میں بلبلیں لائیکنگی نامہ مرا منتقاروں میں انتہزار کہا ہوتا ہے نگاروں میں</p>	<p>وہ خوشین جو شہور ہی اخباروں میں گل کا عاشق ہوں کبوتر نکرے مجھے غور مناجہ تو مہ پارہ ہی زہرہ ہی مرا طلبیم</p>
<p>پھر گل سے وصال بھی اچھی ہو ور د سی کہیں شام کی بجی ہو تنہ پر جو قبائے گل بستے ہو یہ اور ردیف ہے اچھی ہو</p>	<p>بلبل کی جو جی میں میرا جی ہو اتری نہیں یار کی سلامی غشچوں سے نہ کچ کلاہ اینٹیں ناسخ کی غنزل سچی ہے اختر</p>
<p>شع کو محفل عشرت میں زلاتے نہ چلو سوئے فتنہ کو تم لے یار جگاتے نہ چلو چٹکیوں میں گل بلبلیں کو اڑاتے نہ چلو قد و بالا سو قیوں خاک اڑاتے نہ چلو</p>	<p>جگر عاشق دل سوز جلاتے نہ چلو اسم رنوار سی مردیکو جلاتے نہ چلو تقص تن میں مرا طائر دل بھڑکے گا ہو گل سے تہا لا ہی نسیم خسری</p>

<p>غزل اختر خوش لہجہ سستا نہ چلو مٹا سکتا نہیں انسان ہاتھوں کی لکیروں کو مری آہیں بہت برباد کردیگی فقیروں کو شرارے آگ کے ہیں بت نہ بہکاؤ شہر و نوکو دے ہیں لٹ پٹی دستارے کیا داغ چیر و نوکو سیاہی کا لگیگا داغ اختر ان وزیر و نوکو</p>	<p>باغ میں آئے ہو گلزار تو ذرا لیل کو نکالوں کس طرح دے تری مزگا کی تیر و نوکو یہ حق ہو یا سہ فقر پر کیا نقش دکھلائی نہ جاؤ نا صحو اس سر دھری پر نہ سجاؤ شگفتہ ہو گیا ہر گل تری رنگین ادائی سے بڑا پیاج اپنی شاہ کا کیونکر سفیدی ہو</p>
<p>تنگ ہوا سپر ہن آرزو سرخ رہے یہ چمن آرزو قطع ہوا سپر ہن آرزو خالی ہی سپر انجن آرزو صبر ہو ناوک فگن آرزو</p>	<p>دھپ نہیں سکتا بدن آرزو خون شہیداں کی دکھلاؤ بہار ناز کا انداز وہاں اور ہاں تیری تصور سے ہوں غلط فہم کیوں نہ یہہ صیا دے اختر لڑا</p>
<p>آتی جلی ہو گلشن دل میں ہمارے کچھ باقی ہیں پر گلے میں گریباں کے تار کچھ بیزنگ ہو گیا چمن روزگار کچھ روشن ہو اٹھے نور سے ابلیس ناز کچھ اختر بتو نکا عشق نہیں پائدار کچھ</p>	<p>کانوں کو پہر خوش آتی ہو صوت ہزار کچھ مہرب کی صورت سے دل ناساز ہو فگار کچھ پھر آمد بہار میں کتنے ہیں پر مرے ساتی نے اپنے دور میں محروم جو رکھا دار و مدار دار فنا میں خدا پہ ہے</p>
<p>اُسکے ناموں کا ہے سبب باقی سبب شہبہ ہو مگر شفق باقی آسمان کے ہیں اب طبق یہ باقی کسی گل میں نہیں عسرت باقی ہاں اگر ہے تو نام حق باقی</p>	<p>دار فنا میں عشق حق باقی پان کسا کر جسمانی ہے مستی خوب چہاڑی زمین شعر و غزل کیج لیپتا ہوں اک نظر رہ میں تیری مغز میں فنا ہیں ای اختر</p>
<p>برق کو بھینسا کر کرتا ہے ہمہ تن انتظار کرتا ہے</p>	<p>سوز دل جب گزار کرتا ہے چشم بینا ہوا ہے ہر اک داغ</p>

<p>کیوں شکار آشکار کرتا ہی داغ کو لالہ زار کرتا ہے کون اختر شمار کرتا ہے</p>	<p>اپنی آنکھوں میں رکھ مجھے صیاد باغ پر کیوں نہ بلبلیں پہو لیں ذرہ خاک سے ہی کمتر ہوں</p>
<p>جو بگولا خاک کا اٹھتا ہی شور انگیز ہی رونگٹا ہر ایک میری تن پہ تیغ تیز ہی ہی رقیب روسیہ یا مرغ شب آویزی</p>	<p>میرا صحرانہ جنوں سدرجہ درد آسیر ہے تیرے شرکاء کا گزر ہو گانہ لے ناوک فلن کیسوی شب بگول میں ہی ہر لٹکا پانکر</p>
<p>کاسہ چینی شراب سُرخ سے لہر زبہ یہ زمین صاف اس اختر کی آفت خیز ہی</p>	<p>عارضی رنگین نہیں اس دور میں میٹھ جو تخی بوڑے سے کہے انداز دھقانہو</p>
<p>دل مرا سُرخ پوش ہی اور دایع ہوش ہے پھول سمجھ کر بیچ لے اسکو چوگل فروش ہے سہ سکندر ہی ہو دل سینہ میں ایسا جوش ہے باغ میں گل کیلیں ہزار تیرا دہن خموش ہے حسن بلا جی شیم ہی لغتہ بلائی گوش ہی</p>	<p>خونچکا تہیں جوش ہو آہ کا بھی خروش ہے داغ جو میری لے سکی ہارو نہیں تیری گوندہ لے میری چشم علی تل آنسو دلتی ذرا تو دل سروچھن ہو مثل دار کی ہی قد کا انتظار مصرع تریہ درد کا اختر زار ہی بجا</p>
<p>دل خوش شید میں آئی سیا ہی سفینہ پر مری آئی تبا ہی لکھوں خواہی نخوا ہی عذر خواہی زبا میں کاٹتے ہیں بے گواہی کرد اختر بس اب یاد آلی</p>	<p>رخ روشن جو دلیکا صبح گاہی بہی سہ سکندر موج گیسو پڑ ہی تحریر خط عارضی یار بدل جائے شریعت قاضیوں کی بتوں کا عشق چوڑو آئی پیری</p>
<p>معتوق جو رہتا ہو اسمیہ شہر ابی ہے ہر غنچہ و لبستہ بلبل کی گلابی ہے گردون کی مرے غصے یو شاہک ہی آبی ہے پہر پہر لوں کا گلشن میں جامہ جو گلانی ہے جو شعر ہی دیوان میں گویا وہ گلابی ہی</p>	<p>لے کہہ دل تیرے سینہ میں خرابی ہے قری کی خرابی ہی ہر شہر و شہر ابی ہے تھا قیس کچھ ماتم سے لیلی کا سیہ خیمہ نوروز کی ریشمی بلبل کو اڑانے کی دیکھا نہیں بلبل نے اختر کا جو میٹھانا</p>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان مولوی سید

علی محمد صاحب طباطبائی نظم لکھنؤ

کہ عالم عالم اجسام میں ہے بقدر اروس کا
 کچھ ہاتھ بہر کا ہو گیا امید واروں کا
 یہ مقتل نیزہ بازوں کا وہ دفن تاج داروں کا
 سمجھتا ہی اگر تو ایک مرجع سبب شاروں کا
 گلوں میں پتیر نشوونما ہوتا ہی خاروں کا
 غبار او پچا نہو جائے کہیں ہم خاکساروں کا
 شب تاریک ہی اور کاٹنا ہی کو ہساروں کا
 پتہ روئے زمین پر تو نہیں ملتا ہزاروں کا
 کہ ان کرتا نہیں مارا ہوا تیرے اشاروں کا

مسیحا و خضر پڑھنے لگے کلمہ شہادت کا
 کہ دل رکھتا ہی انسان وردن ہی ایک آفت کا
 جو عاقل میں یہاں اگر بہت لیتے ہیں حیرت کا
 وہ باتیں اگر زمانہ کی میں قصیدہ کہ میرے کلمہ کا
 جد ہر دیکھ ادھر یہ فنا کا ہی ہے شمشک کا
 عدم کا اٹھ گیا پردہ جو دامن تا کمر الٹا
 ادھر دیکھ قیامت ہو گی پیچہ ادم اگر الٹا
 ہوئی اکہن بڑا آزاد دل الٹا جگر الٹا
 کہ پردہ شام سے چھوڑا تو نہنگام مگر الٹا

نظر آتا ہے ابراہیم گزرا کو ہساروں کا
 کیا ہے دست گیری کا جو وعدہ تیری تے
 گلستاں ہو کہ خارستاں ہو دونوں جاہل کا
 نہیں ہی شرک سجدہ کی جہت شرف یا منبر کا
 کرم ادنیٰ پہ اعلیٰ سے زیادہ ہی تعالیٰ اللہ
 نہ شوخی لے صبا کرو وضع میں افق آتا ہی
 ضلالت میں گھرے ہیں اور علانی ناع عرفا
 ہوا میں انکے ذمے ہوں تو ہوں چونا کو گرنے
 کلا دیتی ہے سرمہ کیا نگاہ شرف میں تیری

تجمل دیکھ کر تیرے شہیدان محبت کا
 فرشتہ کی طرح سے پاک دامن ہو تو کیونکر ہو
 ذرا سن تو ہی کیا شور سی شہر خوشاں میں
 شباب اس طرح سے گزرا کہ اب معلوم ہوتا
 فغان آبشار و اشکابرو گریب شہنم
 مسادی نے ہستی بہت تینوں کو اگر الٹا
 نگاہ ناز آئینہ میں کہتی ہے اثر الٹا
 ہمارا آئی اپنے بادل چلے صحر اکو دلو انے
 نہ ہو لینگی کسی وہ ملک تیں وہ وطن کی بلندی

سوؤن نے اذان مغرب کی دیکھی تھی
وہ بل کما کر انہیں قتل کر دیا
صبحانی خوشیوں پر رشک کیسا جھکو آتا ہے
جسے میں غیر کیا کیا وہ جو خلوت سے میری نکلے
جواب آیا نہ مرغان چین سے میرے نالوں کا
بہار باغ دونی ہو گئی یہ مینہ ہر سنے سے
جو بھی بات ہو اسے نظر دے پہلو میں رہتی

شکستے جاؤ تم اچھا کئے جاؤ ستم اچھا
یہ تیغ جاں ستاں ہی خوب یہ تیر ستم اچھا
زمانہ بھر سے اچھا اور ترسے ستم اچھا
مجھ کو لیت و لعل اچھی مجھے لاؤ نعم اچھا
ملا پھر راہ میں ہر گناہ دیر و حرم اچھا
نہکا لاسیر کا وقت لے ستم صبح دم اچھا
وہ جو کچھ حکم فرمائے ہیں کہہ دیتے ہیں تم اچھا
زباں اچھی مضامین خوب ہاتھ اچھا قلم اچھا
تو کھل جائے کہ تی تو را راچی یا قلم اچھا

شکستے جاؤ تم اچھا کئے جاؤ ستم اچھا
یہ تیغ جاں ستاں ہی خوب یہ تیر ستم اچھا
زمانہ بھر سے اچھا اور ترسے ستم اچھا
مجھ کو لیت و لعل اچھی مجھے لاؤ نعم اچھا
ملا پھر راہ میں ہر گناہ دیر و حرم اچھا
نہکا لاسیر کا وقت لے ستم صبح دم اچھا
وہ جو کچھ حکم فرمائے ہیں کہہ دیتے ہیں تم اچھا
زباں اچھی مضامین خوب ہاتھ اچھا قلم اچھا
تو کھل جائے کہ تی تو را راچی یا قلم اچھا

خدا و جور کی حد پہنچی تھی
ملکہ میں نوکرا جی ہی سے امیر ویرم تم اچھا
نفر کی انداز آئینہ میں اپنا بوجھ لے کر ستم
جواب صاف دیکھ تو لے کیوں کر مرد لگو
سے گھر و مسلمان منزل مقصد سے بیگانہ
نفس نریدہ جانا خواب کا ہو نہیں جینو کی
لحاظ اتنا ابھی تک حضرت ناصح کا بانی کی
نہ پایا شعر ہم نے دفتر میں ویرم کچھ
روانی کو کلام نظم کی انصاف کی کہیں
ادائیں سادگی میں لکھی چونی فی حل ڈالا
کلمہ دوپہل بیلو فر کے آئیں تو فی حبیب لیر
نہ اگلی سی محبت نہ اگلی سی مرو تے
فلک کو دیکھ کر شکوہ کریں ہم بھلا یادہ تا
ہم اہل پاؤں سے زنجیر پتھر دور کی ستم سے
طی کی گنج مٹی اب بھلا کیوں نہ لکھ لکھ
علاؤ ہمیں ہندیا کیوں جاوہر کا قند

آپ کی محفل میں اگر دل کدر لیچلا
دیدہ تر لیچلا آنکھوں کی چادر لیچلا
اگے بیٹھنا میں ہم ہستوں کو پہلو تلے
پس گلے لیٹنا تو یہ کج چکیاں لینے لگی
میں تو سمجھا تھا ہم سابق بھی لاحق بھی
کاروائی گل چلا آخر ہوئی فضل بہا
وقت آخر آٹھکا اچو گئے نسب لکواغ
دیکھنا یونہی دیکھنا نظر نہ آتا کسی کے

کون سا اس عشق بازی میں نہ ہنر نہ کیا
چوٹ کر تیرا سکی ٹپک سے یہ دینا ہی صدا
کلی کے کاجل نے کیا آنکھ کو نیلو فر کا پھول
جس زمین شہر سے لپٹی حری فکر بلند
جنہیں ابرو فقط کافی تھی میرے قتل کو

ہے ستم مرغ بن شور جانا تیرا
حوصلہ رہ گیا لے فصل جوانی افسوس
یوں نگہ پیر لے وہ آنکھ ملا کر مجھے
بے مروت کوئی بھر تجھ سے ملے کس دے لے
لے جنور بیچ بڑ گلا کاٹ کہہ جانا تھا
حسرت تیرا نہیں ہی ہو جو ہو پیر و بال
تیرا کہہ سوتے سے نہ بڑا تو بوجھ فرما تے ہیں
دل تشاق نے کروٹ نہ ایندیں لینے دی
تیر لگتا ہے کیلچہ پہ کسی دل پہ کسی
تیرا کیا شہر غم و درد خوار احمیت

آئینہ لایا تانا میں ستر کند لیچلا
میں جد ہر اٹھا بسان مہج بستر لیچلا
کس طرف او اور دریا بارش کر لیچلا
بوسہ مجھے حسین کندھے کا گوہر لیچلا
ہائے پھر تیری کی تممت کیوں لگا کر لیچلا
سبزہ خود دروچن سے اپنا بستر لیچلا
خود میں اپنے قبر پر پہلو ملی چادر لیچلا
آنکھ جس لڑکھی ساتھ ہو چکر لیچلا

آہ کی فریاد کی نالہ کیا شیون کیسا
آفریں کیا کام تو نے لے شکار افکن کیا
جہم کے مٹی نے لبوں کو غیرت حسن کیا
اس زمین نے اطلس گرد کو پیرا بن کیا
اس قدر جلا دیر لے ترک کیوں تھک گیا
زخم دل پر ہے نیک ریز ترانا تیرا
دلو لے دل کے سوا کم ہے زمانہ تیرا
لے اجل خوب سمجھتا ہوں ہسانہ تیرا
آج گسدا یاد ہی وہ دل کا دکھانا تیرا
خوب ہوا ہوئے کتنا جو مانا تیرا
جیتے دیکھنا سے نشانہ کو اڑانا تیرا
ہر کی کیوں اور ہی کم نخب ہکا نہ تیرا
وہ پھر کہتے رہی دکھ جائے گنا نشانہ تیرا
شہک بڑا ہے نشانہ یہ نشانہ تیرا
پھکیاں لگائیں سن سن کے فنا تیرا

زیست میں چار طرف مرگ کا طوفان کیا
 تھکے پایا نہ قدم طولی ال کے ہاتھوں
 رشک ہی جھکوتری جامہ دری پر سے موج
 عالم و جد میں کینچا تھا ابی دامن یار
 شکت دہر میں لگی ہوئی ہے ویرانی
 تو کنارہ پہ کمر اہو جو رہا چھوڑ کے راہ
 کچھ نہیں جانتا کیا بجز میں گزری چہر
 قہر تباہی کے لگا رہیں کا وہ تو کہ یوں
 کشمکش تہا کہ نہ تہا نظم نہ معلوم سگر

پیر و عقل ہو دیوانہ نہیں دل ایسا
 بہر گیا بھولوں سے دامن نظر جیب سے
 گو میں ہی نہیں طوفان حوادث مفر
 میں سمجھتا ہوں کہ شادی کا سر انجام ہی
 بخش دے خلد کا گلزار و ایسا ہے کہ ہم
 تیر و جب تجھے اپنے ناقہ لیتا بھیجیں
 جہاں میں کوئی نہ کوئی عد سے جاگ کیا
 جد ہر سے قافلہ گزرتے گا خاکساروں کا
 گنگا ہو کات کے مر جائے تو یہ ڈر ہے
 شکار اس سے جو پیری تو مر متا دل زار
 نہ اکو ڈھونڈتے ہیںے جانا ہی کیا کیسے نظم

کما تہ شہ دل تاجہ ہو رہا ہے کیا
 یہ نظم کہ نہ تہا ہوا ہے نہ تو کوئی
 ہمارا کو پتہ کیا قہ کو لہ لہا ہوتا ہے

تند آمدی میں چرخ تہ دامن دیکھا
 کاسے کوسوں پہ مناسفے شہستان کیا
 جسطرف ہاتھ بڑھا اپنا گریبان کیا
 اگیا ہوش نوا اپنا ہی گریبان کیا
 میں نے ہر خاک کے ذرہ میں کیا کیا
 تو نے لے لے سرو و چمن کس کو خراب کیا
 آنکھ کوئی تو طیبوں کو ہر اسان کیا
 نقشہ حشر کو ہی خون میں غلطان کیا
 قتل کے بعد تھک کر کوہ پشیمان کیا

کار ناداں نہیں کرتا کوئی عاقل ایسا
 اس قدر کثرت گل شور و غنا دل ایسا
 موج تو ایسی بلا خیز ہے ساحل ایسا
 مل رہی ہیں کف افسوس جلاجل ایسا
 اک پر گاہ کی پیش کرے جاد دل ایسا
 دیکھ لے قیس لے پیر و ہچکچایا
 ہوا بہن میں نہ لگیں تو باغبان ہو گا
 سپر ناز کش گرد کاروان جو گا
 کہ سب کا اس ستم ایجاد پر گما ہو گا
 خبر نہ تھی کہ یہ ایسا مزاج دال ہو گا
 ہر ایک جاوہرے کا جو بے نشان ہو گا

یہا کہ تو نے کیا کیا تصور میں سے کیا
 تہہ تو نے کیا اور ضرورت میں سے کیا
 فساد میں سے اناسے تصور میں سے کیا

جہاں کہیں ہوئی گزشت رہا میں آپ سے دور
 رہوں میں سسر بگیاں پھر امر تہا نہ پور
 خدا نے منہ میں زبان دی بائیں لطف سخن
 جو مجھے رکھتے ہیں اسے ظلم سخن احباب
 میں پاس کے اس سے عفو کا پروانہ چھڑ گیا
 کیا حال پر طلال شب غم پیاں کوں
 آئی تھی اسبہ فرسے پکائی بناسب کی
 کس رستہ ناقہ لیلیٰ کو سہلے چلا
 مستی میں ایک کو نہ رہی ایک کی خبیر
 کا جل انکا کے لاش پہ روئیکو اسے تھے
 لواضطراب شوق ہی سٹلا حریف بزم
 قابوئے کس کو نکلنے ہی نہ دے
 دیکھا فریب حیرت بزم وصال سکا
 دی انکے کیا نیم نے حیرت فرا خیر
 تہا ہل روح و تن نفس واپس تلک
 احسان یہ کیا عرق انفعال نے
 واعظ تبا مجھے کہ یہ کس کی نظر لگی
 زاہد جو شہر چوڑ کے سھر ایشیں ہوا
 رکھا گیا وطن میں اس نے ظلم خان
 سر ہی پیاں نہیں ہی جو سماں نہ تو گیا
 تہا نالیم ہا ہڈر کہہ کے قسم کہ گئے ہیں وہ
 لایا ہے نہ نہ ساتھ نہ لیا کہ گور گیا
 ہوا لایا جسے ہاں نہیں لگتی جاسپ کی

جہاں ملی سہیے ظہور میں سنے کیا
 یہ سہل تھا کہ گزریاں کو دور رہا نہ گیا
 اس ایک بات یہ کہنا غریب نہ گیا
 تو میں مجھتا ہوں کچھ کہ نہ ہو کر گیا
 اہل خرد و سر میں سگمے دیا انچہ پت گیا
 ظلمت و تاریکی کہ تھی نہ چھوٹ گیا
 کہ رہ لطف سے عفو کا پروانہ چھڑ گیا
 لے سارباں قیسر کا پروانہ چھڑ گیا
 نیشہ سے بزم خیر میں پیا نہ چھڑ گیا
 اشکیں سے نہ گھر گھر مستانہ چھڑ گیا
 چنگی میں اس کے بیچ کی پروانہ چھڑ گیا
 پھر شیر سے جو یہ سگ دیوانہ چھڑ گیا
 دست فرہ سے نہ جھجھجھ دایہ چھڑ گیا
 ہر نشان گل سگ ہاتھ سے پیا نہ چھڑ گیا
 دم بھر میں ایک بڑ کا بارانہ چھڑ گیا
 دامن سے لے کر یہ مستانہ چھڑ گیا
 ہونٹوں تک آگے ہاتھ سے پیا نہ چھڑ گیا
 اس کو ہی قاتی چہ کہ میخانہ چھڑ گیا
 ہوا اس لیے اداس کہ ویرانہ چھڑ گیا
 داماں نہ تو گیا بڑ گیا نہ تو گیا
 بد عہد کے سگ نہ نہ تو گیا نہ تو گیا
 دولت و اسرار کا ہاں نہ تو گیا
 تاج ہر داغ پر گیا نہ تو گیا

<p>کیا لے فلک ملا ہمیں باز درہمیں کہتے ہو جو بڑے کی نصیبت امانیں گے مانا کہ تو نے غم کیا نظم ایسا حال پرشش جو ہوگی تجھے اجلا دیکر ریکا دل سے گئے پوچھنا ہی تو کسا شیفہ ہی لے نظم جس کو چاہی وہ ہے پشتِ دین</p>	<p>ظالم متاعِ دہی ارزاں نہ تو کیا لیکن وہ ظلم کر کے پشیمان نہ تو کیا معلوم اسکو حال پریشان نہ تو کیا لے خون میں نہ پشیمان تو یا دیکھا گوسے گا ہو لا ابی سے ظالم ہر باد کیا کرے گا غرور کیا کرے گا شہاد کیا کرے گا</p>
<p>کعبہ کو ہی گہرتی ہوئی دیوار نے کینچا جیسے کسی چھوڑ کو مختار نے کینچا اس شوق میں چلے لب سواہر نے کینچا کس بوجہ کو موئے گریا نے کینچا نالہ کسی یازیب کی جہنگار نے کینچا محشر میں گریباں غم و دلا نے کینچا کاشا جہانپاؤں میں خودیا نے کینچا سو بچ کی طنبوں کو دل زار نے کینچا آہو سے حرم طرہ طرہ نے کینچا نقشہ دم طاووس کا گلزار نے کینچا آغوش میں بے ہوش کو بشار نے کینچا</p>	<p>پر کا لہ دل گر یہ سہ شہار نے کینچا یوں جھگو سو سے دشتِ دل زار نے کینچا ایسی ہے ترے ہاتھ کے بوسوں کی تمنا کن کن غروں کو قدموزوں نے سہ سال بگڑے کسی چپکے ہی سے گیسو شہ صلت چپ چپ کے ہی رو یا تو گنگہ گارہا میں مجنوں کو مری شہرت نور دی پر حسد ہے جب آہ کی اک داغ محبت اوہر آیا چو رنگ لگانے کا جو بڑو ہو اشوق لی ابر ہاری نے پر داغ کی رنگت دور سے گل رنگ رہا شب کو بیا تنگ</p>
<p>اب دامن میں لائے ہو تو آزاد نہ کرنا تم اپنی طرف سے کوئی ایجا نہ کرنا وہ میرا ترپنا دہرا یاد نہ کرنا دیکھو ہر سے ایسا ہے ایراز نہ کرنا یونہی اگر مول تو آزاد نہ کرنا تاکہ مجھے بھول کے ہی یاد نہ کرنا</p>	<p>کیسو سے رہا تم دل ناشاد نہ کرنا میں پوچھیں گناہوں کہ بیدار نہ کرنا ہوا نہیں فرقت کا زمانا مجھے ابنا کرنا گنبد کی صد ابن کے نہ پائے میں مضحکہ بندہ تو اس اقرار پہ بکا ہے ترے ہاتھ اور وعدہ خلاف پنے غافل کی گم گم</p>

نے نظم عجب لطف دیوانہ دل میں

کبھی تیوری چڑھاکے دیکھ لیا
دیکھ سکتے تھے آنکھ سے نہ جسے

پہول سے میں سُبک قدم لگے

حال اس شیخ نے مجھے دل کا

مر گیا میں سمجھ کے پتھ اسکو

ایک ہی ہاتھ کا تھسا راجہاں

دل کی چوری ہی اہل کی سبیا

نہو داغ کا جواب اسے نظم

دم کیا شوق جستجو نہ کیا

لے اور ا مرغ نامہ بر خط شوق

اُڑ رہا ہوں غمسا رہو ہو کر

تھا جو جھکوکا خط قاتل کا

نظم اس سال ہی زیارت کو

سنا ہے احتیاج کا داغ البتہ کب

سستی کو خیل جا تو سعادت شکار سے

ہرگز گمشائے عشق رہے تقیم کا

کب ہوگا بر طرٹ مرا اندوہ لے کریم

تو ہی تو ہم کاب تھلے شوق کو یاد

نعلیک کا دل سے نظم کے کیونکر غم حقیق

یادوں پہیلے ہیں داماں کی طرح

ترے عاشق کا چھو دل تھا نا ظالم

سہر جبکا کرنے اُٹھایا ہم نے

ہاں ترک گئی عشق پری زاد نہ کرنا

اور کبھی مسکر کے دیکھ لیا

اسکو دل میں چپکے دیکھ لیا

میں نے انگلیں بچھا کے دیکھ لیا

کیا نظریں سما کے دیکھ لیا

کیوں بہانہ بنا کے دیکھ لیا

ہاتھ ہم نے اٹھا کے دیکھ لیا

آنکھ تھمتے چرا کے دیکھ لیا

طبع کو آزما کے دیکھ لیا

دل کیا داغ آرزو نہ گیا

دل بیتاب سا ہتھ تو نہ گیا

زور پر وار جستجو نہ گیا

اُڑ کے دامن تلک ہو نہ گیا

ہاں نہو لے تھے لوگ تو نہ گیا

ادھر زہ کار آگ بھی ہی ہوا سے کب

خالی ہے اس پہاڑ کی چوٹی ہمارے کب

سہر کا یقہ آفتاب خط اسٹو اسے کب

پانی سفید برے گا کالی گشتا سے کب

پیچھے میں رہ گیا ہوں جد کے در سے کب

جہاں ہی رنگ لعل سے سرخی تھا کب

ہاتھ کیپتا ہے گر بیباں کی طرح

توڑ ڈالا جسے پیمان کی طرح

تین آئی تری احتیاج کی طرح

خاک اور قی ہے بیاباں کی طرح
 کہو دیا اسکو بھی ایماں کی طرح
 چمک رہا ہے ستارا سا ماہِ کامل پر
 کہ پس گیا گلِ نغمہ کفِ جلا جل پر
 کہ چو بچی شامِ غریباں سوادِ نزل پر
 کہ روؤں بیٹیم کے میں ناہرادی دل پر
 تیرے پی میں جو گر کر کے شمعِ شعل پر
 اُٹا سکے راہ سے میں۔ یہ ڈر کیا دل پر
 یہ آرزو تھے اس حوصلہ پہ اس دل پر
 اس گنبد بے در سے کل خطے کیمن اور
 کتا ہوں میں بس بس تو وہ کتا جس میں اور
 وعدہ ہے کیمن اور ارادہ ہے کیمن اور
 ہے قہر کہہ دیتا ہے ہوا دامنِ زیں اور
 کیسو ہو سے برہم تو کھلا نا قہر میں اور
 ان لوگوں میں باقی کب اک نظمِ خرب اور
 رستہ ہی جل تو سیرۂ بیگانہ چوڑ کر
 جاتا ہے شمعِ کشتہ کو پیرہانہ چوڑ کر
 جائیں گے ناتمام یہ افسانہ چوڑ کر
 کو سوں کھل گیا دل دیوانہ چوڑ کر
 کیونکر جیو گے شربِ زندانہ چوڑ کر
 سو جی ہے دل گئی جھجھے دیکر دیکر
 گہرا گئے وہ دفن میں تارِ خیر دیکر
 زلفوں میں روئے یار کی تصویر دیکر

پر کہ ورت سے مراد دل ایسا
 نظم کے پاس تھا کیا دل کے سوا
 پتے نہکا نہ کیوں رھے یار کے تل پر
 نو لے شادی و غم دونوں ہی ڈھنڈا
 کیا تہا میں نے اسی طے نہ وادیِ غریب
 ملی نہ غمکہ دہریں جگہ اتنی پتہ
 طوافِ شوق کو کیسے انہیں تنگوں سے
 ملا طریقہ و فائیں کوئی جو سنگِ گراں
 کجا وہ جلوہ گہ ناز تو کجا لے نظم سے
 کو چہ کوئی نکلے جو رگِ جاں کے تریں اور
 اللہ سے ساقی کا بچہ ہو کے پلا نا
 اس چیمڑ میں کوئی جو نہ مر تا ہو تو مر جائے
 اوڑنے میں لیکن میں ہے شمعِ بڑاؤں
 خوشبو سے یونیس ہوش با وصل کی شربتی
 وہ محفلِ ارباب صفا ہو گئی برہم
 احسان لے نہ ہمت ہر دانہ چوڑ کر
 مرنے کے بعد پھر نہیں کوئی شریکِ حال
 طولِ اہل پہ دل نہ لگانا کہ اہلِ بزم
 بہروں ہمارا آپ میں آنا محال سے
 تو بہ تو کی ہے نظم نہا ہو گے کس طرح
 بت نہتے میں کسی کہی تصویر دیکر
 پہلو سے دو گہری جو سر کئے تھے کہی
 سناہ کے ساتھ دھوپ بھی شہر کے ہٹ

سمجھے مری دیکھو ملک زو بان عشق
خراب تو دیکھئے کہ خیالی تنہا جیس سن

ہائیں کہتی ہے او ہر کا کل پچاں دوچار
گیسویں میں ہی شب وصل کا نقشہ باقی
میں ہوں وہ شمعِ تحریک کہ لحد پر میری
الاکوں صد سے ہوں مگر عشق کا ایسا ہی
غم ہے جو زہریلے کدو کہ تماشا دیکھئے
اس میں کاہی اشعار میں صاف لے نظم

دوش پہ میں کہی افعی کہی رخساروں پر
بہر کی پتی لب جاں بخش کا شہرہ من کے
بائیں گردن میں مری ڈال دے دیکھئے
ہوس لذت بیدار نہ پوچھو مجھ سے
لطف میری ایسی کبھی نہیں اس نے تلوار
ہو گیا مستوں کے جہر میں جو خوشی نہ ہو
سختیاں عشق کی جھڑپ بنے جھیلیں گے
میرے نالہ کو جو کوئی نہ اُسے دو کے

سرو قد خستہ اٹھا قامت دل جو ہو کر
صبح ہی کے شبِ عشرت ترے صبر ہو کر
دل نہ دینا سے لگا یا کہ میں آزادہ روش
مجلس پیر مغاں سے نہ انیس گے ہرگز
قدر لے نظم کسی نے ہی نہ جانی میری
جنوں میں اک ولولہ جو آیا بار گل کی انگلی
ہمیشہ کچھ و مقام اپنا رہا ہر خضرہ طریقت

پہم صد و نالہ شبگیر دیکھ کر
سودا اہو اب مجھے وہی تصویر دیکھ کر

مار لیتی سیسے دہر نرگس قفاں دوچار
کچھ گند ہی رہ گئیں زلفیں تو پریشان دوچار
اڑتے پر تے ہیں جینوں کے گرمیاں دوچار
کہ ہزاروں میں ہو سے ہوئے نگہ بیاں دوچار
رنگ بدلے گی ابی گردش دوران دوچار
آسمان بھر میں ستارے ہیں رخسار دوچار

خود ستارے ہو غایت ہی ستاروں پر
چشم قفاں نے چہری پہر دی ہماروں پر
منہ چوچھوئی تو ل کر تے رخساروں پر
دل جو آتا ہی تو آتا ہی دل آزاروں پر
ٹوٹے پڑتے ہیں گتہ گار گتہ گاروں پر
سرخ میں رنگ شفق چو لی ہر رخساروں پر
ہنے دیکھی ہی تجلی نہیں کہساروں پر
چاندنی بن کے وہ رہ جائیگا دیوروں پر

فلتے بیدار ہو سے نرگس جاو ہو کر
ڈھانک لے چہرہ خوشید کو گیسو ہو کر
چمنستان میں بسے ہی تو بسے ہو ہو کر
پاؤں اب توڑ کے بستے ہیں روز اول ہو کر
دامن دشت میں مہکا گل خود رہ ہو کر
تو دل میں نہادہ درد ہو کر چکر چکر ہو کر
رکنا تو میں سنگ میل بن کر چلا تو آواز نہ گز

<p> لبوہی رندو کا دیکھ لینا ہمارے لالہ نکلا کر کہ رنگی میرے دل کی حسرت شہید تیغ درگاہ نکلا کر وہ نکلا تیرے آگ بیکہ پرکا منہ دی رنگ نکلا کر </p>	<p> جواب کی مینا ہے مگر توڑا جلیسے تلوو جھپٹے اُنہے تے تلوو اور کینچ کر تم کو پھر تال نہ جاسکے بہت دنوں بعد بھلو جھپٹے تیرے ملا دی دل جگر کا </p>
<p> گل داغ جنوں کو سہہ کی تلاش چارہ گر کو سہہ چارہ گر کی تلاش حجاز سے اب بڑھ گئی بشر کی تلاش ہے جو ایک شونق فتنہ گر کی تلاش گئی خالی نہ ابر تر کی تلاش مصرع قد تمارات بہر کی تلاش دو پہر تک رہی سحر کی تلاش رگ جاں کو نیم شب کی تلاش چو گئی ختم عمر بھر کی تلاش </p>	<p> خار حسرت کو سہہ جگر کی تلاش عشق میں تر سے ہے جہاں بیمار اپنے دل میں خدا کو ڈھونڈ لیا میں دعا مانگتا ہوں محشر کی نہ میکہ سے کو ہمارے ڈھونڈ لیا ایڑیوں تک پہنچ کے شہ کی زلف دو پہر تک تہا انتظار اس کا ترجیحی نظروں سے دیکھ لے اک بار مل گئی قبر کی جگہ اسے نظم </p>
<p> ساقی نظر فیض ہو ساقی نظر فیض اک وادی اسراف ہر اک رہنما فیض تہمتے نہیں رکھتے نہیں شوریدہ سر فیض لے اڑتے ہیں طوبی کی طرف بال فیض ہم کو نہ سر فیض نہ ہے درد سر فیض توبہ کا ہو در بند تو کھل جائے در فیض بسی حسرت کی نظر دیدہ درباں کی طرف کوہ سے دوڑ گئی آگ بیاباں کی طرف اسکے دامن کی طرف میرے گریباں کی طرف کیا گستاخو صحرے کی شکستہاں کی طرف دیکھ لیتے ہیں کہی خنجر براں کی طرف </p>	<p> کچھ ابر نے اوڑتی ہوئی دی ہر خیر فیض کانٹوں پر بوجہ راہ تو آنکھوں پہ بیستہ آئینہ دریا کی روانی میں بھی فرق طوبی لکھ لے اہل کرم واہری رفعت کیا اہل قناعت کو غرض اہل غنی سے زاہد بچے کیا اس کی گری سے عجب ہے نظر شوق کہی ہے درجائوں کی طرف دیکھنا لالہ خود رو کا لکھنا ساقی بات چیتی نہیں پڑتی ہیں گاہیں سب کی سینکڑوں داغ گندہ ہو گئے رحمت تری میری جانب نہ غیظ کہی کرتے ہیں </p>

<p>سہ سہ تہہ کی سہ تہہ ترسہ خط فرمانہ کی نظر اٹھا کے گداغ چٹل یا رخ روز کار سے ہم نیکار کیساتھ ہیں دام آبشار سے ہم نکالیں آب بقا ملکیت مزار سے ہم پیادہ ہو کے نکل جائیں گے سوار سے ہم کہ دیکھتے ہیں انہیں چشم انتظار سے ہم نشان نقش قدم خاک رنگاں میں نہیں مزاج پوچھو چہ جرات مزاج داں نہیں یہاں شراب اتر شیشہ فغاں میں نہیں سنا ہے ایسے شہرہ کشاں میں نہیں کوئی شرار تو سے سنگ آستان میں نہیں کہ ہوشیار کوئی دور آسمان میں نہیں</p>	<p>سہ جہر کا سے ہو سہ نظم زبان خامہ نہ پاسکے نکل مقصود اس سہار سے ہم اترنے رو سنے کیا ہر اک ہمارے سن اسیر فنا ہوں یوں کہ ملے بعد اسکے سحر ابد رہیں گے عورت جیسی نہ راکا ہستی میں وہ آسپہن نگر ایسی ہیں بے بے خبری چو چل بسے نہیں انکا پتہ جہاں میں نہیں وہ مہر کے آسپہن کی کو جمال عوض نیا وہاں غارت خاں سے سر گرائی ہے فلک کو رشک ہے اسکے طراز دامن پر وہ کاش سائل دیدار کو چلا دیتا براہ دان چوچہ کسی سے بے نظم کسی سے بیکہ امید کشود کار نہیں</p>
<p>کہ جا تڑتا ہے تاب انتظار نہیں تمام ہو گئی شب او سچے قرار نہیں جو تو نہیں تو نہیں بلکہ نہیں نہیں ذرا ہی گرد نہیں راہ میں غبار نہیں کہ رنگ و بو سے جن کا ہر کچھ اعتبار نہیں وہ کوں شعر ہے جو دستا ہوا نہیں جو پاؤں کاٹ کے بیٹیں تو جھوٹ نہ کریں کسی کا منہ نہ کریں پاس آبرو نہ کریں کیش یہ ہاتھ جواب بعت سہو نہ کریں دہن پر صر یہ کی ہے کہ گفتگو نہ کریں</p>	<p>جواب نامہ کا قانعہ مزار پر لایا یہ کہہ کے اٹھ گئی ہائیں سے میری شمع جو تو ہو پاس تو جو روضہ سب کچھ ہو عدم کا قافلہ کہا جائے کس طرف کو گیا خزاں کے آئنے سے پہلے ہی تھا مجھے معلوم غزل کی کہی کہ موتی برائے میں لے نظم جواں کو میسے کہیں نہیں تو آرزو کریں کیس ہزار میں حق ہم وہ تیغ عیاں ہیں بننا سب کچھ کے زہر و زہر کو دیکھ لیا قلم میں کیا کروں وہاں سے لب ملا ہیں</p>

<p>نکل گیا کسی صحرائیں نظم آخند کار بہ دماغ سجدہ چاند جیس نیسا ز میں آتی تھی بوسے ناز جو عرض پناہ میں کچھہ کھل گئے ہیں ببا خواب ناز میں پھانسی لگا رہی ہے اجل کیا بری طرح وہ حیدر شکستہ ہوں پانی ہے پرورش</p>	<p>جو یوں گیا سستے ہانے دیں چہن کر چٹکی ہے چاند نی سے دل یا کھیا میں خاموش مثل شمع ہوں سوز و گداز میں نقد وصال ہے گرہ نیم باز میں الجھا کے رشتہ دارے امید ہزار میں میں نے ہلے بال پر شاہ باز میں</p>
<p>اور دل کے ولولے ہیں کہ دور آجاتی ہیں جتنے حسین ہیں سب یہ وہی چٹکاتی ہیں اور پاؤں مائے خوف کے تھرتھراتی ہیں ایسے میں کچھ نشاں قدم پائے جاتی ہیں چاک داماں سحر چاک جگر سے کم نہیں ہوا اندھیرا اور آج لا جسطح تصویر میں</p>	<p>تو ر قدم قدم پہ مجھے آسے جاتے ہیں وہ آئے یزم میں کہ ستاروں میں آفتاب باریک ہی جو بال سے درمیشی وہ راہ سب فافلہ نکل گیا سے نظم اتو جو ک صبح فرقت کی شعا میں نیست ہے کہ نہیں یاس و امید اس طرح ہے خاطر دیگر میں</p>
<p>ایڑیاں رگڑیں تھکے نقل ہو گئی ہاتھ میں لاکھ زبور کا مزہ ہلکی سی اک زنجیر میں زلف بیکل میں لکھی الجھی کہی زنجیر میں دیوں چکے انہی سے جیس روشنی ہوتی اسطرح خورشید کی تیوری چڑھتی نہیں بصر کو ہو ٹوٹتا جب شب کی سستی ہوتی نہیں</p>	<p>سرجو نگہرایا تو دیواروں کو نہیں کر دیا مائیں پوٹاک میں رخت عوی کا پسین کھل گیا جوا تو بند تھا کیا میجھت ہو گیا وہ دل سے عشق کی سب پر کی ہوئی ہیں سو کے اٹھنے کا ترسے کچھ اور ہی انداز جھلنے والے جل کے رہ جاتے ہیں کسٹھ</p>
<p>ناز ہوتا ہے اسے شرمندگی ہوتی نہیں رشتہ ہستہ ہے کہ اتیکہ طقی ہوئی نہیں قیمت اجزا ای تک نشی ہوتی نہیں نظم اہل ذوق کو میری رہی ہوتی نہیں چہرہ انہیں سہی تکرار سے کچھ کام نہیں</p>	<p>شکوہ پیدا پر کیا ہو تلافی کی امید دولت کو نین ملتی ہے جو خالی ہوئی ہیں آسیرے سحر ہے مدت سے اور عظم ہیم اس زمیں میں اور کچھ اشیاء نہ رہتا آپ کو میرے دل زائے ہے چہرہ کام نہیں</p>

و غلط کہنے کو چلے آئے ہیں میٹھا دل میں
 شعلہ شمع نہیں ہوں میں ہوں داماں شمع
 کٹا کر رازِ نساں آتش جاں سوزہوں میں
 تیغ کیلین ہوئے ستر ہی ادا ہر لحظہ
 اسکے جاسنے ہی غلی چاندنی تہی گہر سے جسے
 زند آتی ہے تو پیکر کے چلی جاتی ہے
 میں جگر بیدار ہوں شمع لے لے نظر
 کچھ غبار دل اشدا کی خبر ہے کہ نہیں
 نرم عشرت سے ترے ساتھ فری میرا
 ہی شب وصل کے ماتم میں فلک ہو گئی شیش
 ہائے افسوس نہ کنہ مرا مانا جیسے سدا
 خیم کسو میں دل ناز کو ہم دیکھتے ہیں
 پھر چمک لے نہ کہو نہ کہ نازک میں
 کھر لپیرا اسکے جو سفائن نظر آتا ہے
 نظم اب ترک محبت کا زمانہ ہے فریب
 نفس کے ساتھ نہیں دو دو پہر اکوٹ
 اسیری میں بار آئی ہے فریاد و فغاں نہیں
 حینوں کی بہار حسن ہی مہمان روزہ
 غرض ہی کسب عذراں مجھ کے تیرا نہیں
 چو اہب نامہ لکھنے میں کوئی مضبوط چلے
 نہ آتا ہے اہل تجھ کو شرمی وقت آخر تک
 ہواست ضبط کی گریہ وہ ڈار کی لینا چاہتے
 عجب کیا کرتیں فلک و تر سینہ میں تیرا کٹا

شیش کو خانہ خمار سے کچھ کام نہیں
 تجھ کو خانہ سردیو اس سے کچھ کام نہیں
 اور زبان کتنی ہے اظہار سے کچھ کام نہیں
 ہتے ستم بھ کہ گنہگار سے کچھ کام نہیں
 کہ مجھے اسب درو دیو اس سے کچھ کام نہیں
 کہ مجھے دیدہ بے سدا سے کچھ کام نہیں
 پھر ہندو جگر سے کچھ کام نہیں
 نظر او آئینہ پرواز ادھر ہے کہ نہیں
 دیکھنا رات کچھ لے شمع ستر ہے کہ نہیں
 دیکھ لو چاک گریباں سحر ہے کہ نہیں
 بار کیوں ہو و محبت میں حشر ہے کہ نہیں
 اسے شاخ میں گنہ گار کو ہم دیکھتے ہیں
 ہر طرف حسن کے انبار کو ہم دیکھتے ہیں
 کس نظر سے درو دیو اکو ہم دیکھتے ہیں
 اور چاہب نگہ یار کو ہم دیکھتے ہیں
 ہندو ہر تاسہ جھٹکا تاننا تیاں کر لیں
 نفس کو خوش فشاں کر لیں کویں ستاروں
 اور میں گریباں کر لیں کویں خیال کر لیں
 دینور شاد فاق اٹھانا پڑے جو چاہیں کر لیں
 صناسب ہو قلند آپ سے کویں کر لیں
 ابھی کچھ عمر باقی ہے استغنیٰ ایگاہ کر لیں
 نو اسلے برقی تجھ کو آشیان میں ہم نہ کر لیں
 دوناو کر چہ تیاں معنی خاطر نشان کر لیں

<p>جوں ہو تو اجل کو کچھ دنوں ہم سہماں گئیں تماشا کے گل رجاں باغ و بوستاں گئیں جو اس مغل میں آئے ہیں وہ کچھ اور کچھ ہیں رگ ہو دایں کیا کیا ڈوب کر نشہ نکاتے ہیں عجب انداز پایا ہے عجیب تو رہ سکتے ہیں مرے نالے بھی پر کہ پیچ کر خیر نکلتے ہیں ای تیر ہو تیر نگہ کے پر سکتے ہیں خبر ہی ہے کہ اس رستہ سے غارتگر نکلتے ہیں</p>	<p>تجسس میں کہ جہان بخ کی حالت میں ہی اچھا خزانے خوف میں مرے ہیں یہ نظم بہتر ہے ہر اک موڈ ہونے دیتے اپنا دل مضطر نکلتے ہیں ہمارا آئی اٹھا ہی خوش خون لالہ و گل میں کسی کے مطلع اب کو ہم نے پڑھ کر کیا ہے مری فریاد اور الٹی گلا میرا دباتی ہے بنائے جاتے ہیں کا جل کے دہماکے دم تیر متاع جبر ہو سن لے نظم تو بیٹھا تو سی لیکر</p>
<p>زمین شہر سے ہی چٹہ کوثر نکلتے ہیں انہیں میلوں میں ہم شہر سیلوان نکلتے ہیں یہ کتا ہی کوئی پردہ اسے ہم باہر نکلتے ہیں یہ تیر سے چند در ہم لے فالک جھپکتی ہیں رستا ہے جس طرح بادل میں چپ چپ نکلتی ہیں کسی کے شہر سے جوف آرزو کو نکالتے ہیں</p>	<p>شائے ساقی کوثر میں شہر نکلتے ہیں ہوئے دیدے آرتی ہے تختہ ہو کہ کوثر ہو صدائے جنگ سے جھکوئی آواز آتی ہے اتنا ہے میں جہاں میں رخ جو گر نہ ہو لگا گزر جاتے ہیں یوں روخیہ راہ بہت پر دل سے آرزو جس طرح اسے نظم حیران ہے</p>
<p>کہہ لیں دوڑتی ہیں نلکت گل کی سواری میں کہہ لو سے اعتبار آئی ہے امن اختیار میں نہ کی بھربات ہی مجھ سے غور شہر یاری میں کہ گزری خانہ بردوشی پریشان و زکاری میں خدا جانے کوں کیا عالم ہے اعتبار میں اس طرح سے غافل کوئی نہ سوتا ہے سفر میں دو دن تھے گویا برطاوس نظر میں وہ شمع کا جلوہ نہ رہا راستہ ہی بہر میں ورہے مگر آواز نہیں حلقہ در میں</p>	<p>ہوئی یہ کثرت نشو و نما فعل بیماری میں جہاں بکھڑاں ہم یا سہرا ب شہر کچھ میں تو بوشیاں ہوں کہ کچھ کو متاہ خواب کیوں نکلتے ستا کہ جاہ تھے دلوں کے دل کیا لڑنے لیا ہے اس سفاک کا ہی سامنا تختہ ہے اندیشہ ہی نہر کا ہی ہر راہ گزریں انکھیں مری یوں محو تماشا ہیں ونوں افسانہ رہا مغل عشرت کا ہمیشہ رہا یہ شہر خوشاں میں گئے جہاں کے نکلیں</p>

<p>فنی تہیں نہاں پردہ برگ گل تر ہیں تلوار لگا دی ہے نزاکت نے کمر میں اڑا کر سہلے چلی مچ نیسم ہوشاں جھکو سر سے اس لیے کئی پری پر دستا جھکو کہاں سے حسرت دیدار سے آئی کہاں جھکو</p>	<p>کس طرح غنادل کے گلے میں اتر آئے ہے اس کی ادا قاتل عالم دم رفتار بنایا ناتوانی نے سلیمان زماں جھکو مری بانوں میں کیا معلوم کب سو وہ کب جا لکھ سے عرصہ محشر تک آیا ناتوان ہو کر</p>
<p>نہو جب دروہی یارب تو دل کیا ہو چکر کیا ہو یہاں اس وقت تو اک عید کی قہم جا کر کیا ہو ابھی سے مر گئے ہم دیکھئے اب عمر بھر کیا ہو یو سح سے ناز میں ہو خوبصورت ہو طم کیا ہو جو وہ سفاک سن پائے تہا لے چارہ کر کیا ہو</p>	<p>یہ آہ بے اثر کیا ہو یہ نخل بے ثمر کیا ہو بخل گیر آرزو سے ہیں مرادیں کار و نجسے مقدر ہیں یہ لکھا ہے کئے کی عمر مر کر مروت سے ہو بیگانہ وفا سے دور ہو کر لگا کر زخم میں لائے نصا تیری نہ اجائے</p>
<p>یہ مانا ہم نے مر جانا تو ممکن ہے مگر کیا ہو کہا اس نے اگر مر جائے تو میرا ضرر کیا ہو کہا اس کی اجازت ہی نہیں پھر نہ کر کیا ہو کہا اس نے بڑکائے اگر سوز چکر کیا ہو کہا انگلیں کوئی تلو و سنسے مل ڈالے اگر کیا ہو</p>	<p>قیامت کے بکھرے پڑ گئے آئے تی بنائیں کہا میں نے نہ نظر جھٹلا کر تا ہے حسرت میں کہا میں نے کہ ہی سوز چکر اور افسانہ کی تا کہا میں نے کہ دے اسکو اجازت آہ کرنیکی کہا میں نے کہ آنسو آنکھ کا لیکن نہیں تمنا</p>
<p>کہا منہ پھیر کر اتنا کسی کو در دسر کیا ہو کہا جب دل ہو چکر کا تو پتھر پر اثر کیا ہو کہا نا عاقبت اندیش نے پکھ سیج کر کیا ہو کہا مر جائے چپکے سے تو پھر جھکو نہ کیا ہو ہوں قد آدم غبار کاروان لکھنو</p>	<p>کہا میں نے قدم بہر پرستہ و صورت کماؤ کہا میں نے اثر مطلق نہیں کیا سنگدل کی تو کہا میں نے جو مر جائے تو کیا ہو سیج تو لیں کہا میں نے خبر ہی ہے کہ دی جان کی گشت کر جھکو جمہویا دگار رنگا رنگ لکھنو</p>
<p>رہ گیا ہے اب یہی رنگیں بیسان لکھنو میرے ہر نالہ میں ہے طرز فغان لکھنو ہے نشان لکھنو باقی نہ نشان لکھنو</p>	<p>خوں حسرت کہ رہا ہے داستان لکھنو میرے ہر آنسو میں ایک آئینہ تصویر ہے لکھنو جن سے عبارت ہتی ہوسے وہا پدید</p>

<p>کما گئے ان کو زمین و آسمان لکھنؤ چاہئے تھی تیغ اردو کو فسان لکھنؤ کوئی تو اتوں میں ہوتا نور خواں لکھنؤ خاندان اپنا تھا شمع دودمان لکھنؤ سجدہ کرتے تھے اسے گردن کشان لکھنؤ پچھنے میں میں نے جیسی ہے زبان لکھنؤ تجربہ میں اک چلا وطن آوار گھان لکھنؤ</p>	<p>اب نظر آتا نہیں وہ مجمع اہل کمال پہلے تھا اہل زبان کا دواں گردش میں ہیں مرثیہ گو کہنے لکھتے زمانہ تھے یہاں یہ عیار نا تو ان خاکستر پر وانہ ہے گمشدوں چلا آتا جب پہلے یہاں طغیان عہد پیرانہ سہری میں کیوں نہ شیریں سخن بوسے انہ آتی ہے جید خاک پیاویج ہے</p>
<p>شیشہ کی مست بیٹھتے ہیں بسے اختیار ہاتھ ساحل نہا ہاتھ بھر پر لگا تے جو چار ہاتھ بہ قہر سے ہر کو پوڑ کہ زانو پہ مار ہاتھ لفز شہسب میر سے پاؤں میں اور شہسب میرانہ ایک ہاتھ نہ اس کے ہزار ہاتھ جھنگل میں میر بن کے گئے خاک چان کے اکسارتک پہنچ گئے ہاشی نشان کے گویا حجاب قدس یہ پردے میں کان کے شہرے اگر تو سایہ میں اوٹے مکان کے کب تک اٹھاؤں ضعف میں صد تکان کے خنجر کی طرح چل گئے فقرے اذان کے</p>	<p>انگڑائیوں میں پہیلے ہیں بار بار ہاتھ ڈوبے ہیں ترک سخی سے افسوس تو یہ ہے شما تبیں نوشتہ قسمت کسی طرح ساتی سنبھالنا کہ ہے لہریز جام سے میں اور ہوں علایق دنیا کے دام میں آئی بہار اور حقائق جہان کے کو نڈایہ کہ رہا ہے کہ ہے فی گل قریب اب تک میں من رہا ہوں صلے الٹ کو احسان سر پہ لے تو کسی باوقار کا بہتر ہے تو ہی لے نفس واپس نہ آ جید شب وصال میں بسمل میں ہو گیا</p>
<p>یعنی جو چاہیے تو حقیقت میں چاہئے ایسی طناب پردہ قدرت میں چاہئے عرصہ طلوع صبح قیامت میں چاہئے ہونس تو کوئی عالم و حشر میں چاہئے مہرہ ضرور دیدہ جہت میں چاہئے</p>	<p>اس بات کا خیال محبت میں چاہیے کلا حرم قدس رگ جاں کے متصل مرقد میں داد خواہ کریں کب تک انتظار جہت سہی امید سہی آرزو سہی انکوں میں پر کے تھی ہے یہ خاک شگال</p>

پہلو میں لہری آرزوئے پار کے لئے
سب موعے تن کرے میں تیا کے نوح
اب کے عجب نہیں ہی ہوائے بہار سے
اللہ سے ذوق دید کہ خود آپ آئینہ
صحرا کی آرزو میں رگڑتے ہیں ایڑیاں
یاد آتی ہی ہوا ترے کوچہ کی خلد میں
جیندہ کو سلسلہ تھانہ ان گیسوئے کچھ

نشہ میں سو جیتی ہے مجھے دور دور کی
اسے اگر تو سیکڑوں فتنے اٹلے کے آپ
پڑ پڑنے سے میرے خط کے بھی ہکو جاتے
گشتی حری بند ہے بچے مانی میں ہر آن
سجدہ ہلا ہوں کو میں کرتا تھال تھالا
لو اس کے سامنے ہی میں بتایاں وہی
سجھ میں آئینہ سے جو ہوتے ہیں غروب
خون کر دیا ہے فندق رنگیں نے لعل کو
گلشن کو دیکھتا ہوں میں ترگس کی انگہ کی
جھکویہ آسمان کی دورنگی سے ہی یقین
اس سال گرہا کی جو خصیت ملے مجھے
لے لے نظم دیکھ لیجے گا ہم جو کہتے ہیں

حسرت سے دیکھنے پہ وہ ایسا بدل گئے
کتنی ہیں مہروماہ کی جلوہ فروشیماں
ہم دل جلوں کے حال کا پروانہ سے گز
کیا دڑ ہے کاتبانِ عمل کا ہزار میں

انکس ملی ہیں حسرت دیدار کے لیے
شاہد ہی بال بال گنگا رکے لے
اترین سیح ترگس بیمار کے لیے
لہرار ہا ہے سہرہ زنگار کے لیے
ترنداں میں سر ٹپکتے ہیں کساکے لیے
دل لوٹتا ہے سایہ دیوار کے لیے
لیکن الجھ پڑے ہیں ہیر کار کے لیے

ندی وہ سامنے ہے شراب طہور کی
بیٹھے اگر گیس تو شرارت ضرور کی
انکس کہلی ہوئی ہیں جوین اسطور کی
گرداب غم کی فکر نہ موح سرور کی
تصویر ہے بھی ہوئی تیرے خود کی
نیکلے گی آج لاش دل ناصبور کی
بیٹھے ہوئے بنا مٹی باتیں فتور کی
ساحل نے پیر دی ہے کلائی بلور کی
سننا ہوں گوشت گل سے کافی طیور کی
دن آسے میں عیش کے ایتیں سرور کی
سیح کاٹو اب اندھکرونگا حضور کی
پہر اس سے بات اپنے کی اور ضرور کی

آخر نہ قتل کر کے ہی تیری سے بل گئے
کہوئے درم ہی عالم فانی میں جل گئے
پہنچے قریب استہداس کے کہ جل گئے
ساقی وہ رنات بدلتی پھر سے بدل گئے

<p>او جیلہ گر ہنسی تجھے آئی ہوئی سی ہے کچھ گرد آسمان پہ چائی ہوئی سی ہے ملواری لمو میں نہائی ہوئی سی ہے اور اکٹھہ آئینہ کی لگائی ہوئی سی ہے لیکن بڑی یہ دل میں سمائی ہوئی سی ہے</p>	<p>صورت عتاب کی یہ بنائی ہوئی سی ہے رشاہان سرفراز کا اتنا تو ہے نشان رنگیں سے میرے قتل سے دامن ہی یار کا اس بت کی دید کو نظر پاک میں ہر شرط آسان ہر نظر ترک ملاقات خلق سے</p>
<p>وہ ہرزہ گرد ہوں کہ پری خانہ ساقت ہے کچھ دھوم ہے کہ سینکڑوں دیونہ ساقت ہے پھر مشورہ کو آئینہ و شانہ ساقت ہے اور ہر قدم پر جلوہ جانانہ ساقت ہے جب تک کہ سہرے سجدہ شکرانہ ساقت ہے</p>	<p>شائین ہوں گرد دل دیوانہ ساقت ہے ہنگامہ اس پری کی سواری کا دیکھنا دل میں لاکھ طرح کے چلے بھرے غم سے جو بے لصر ہیں دھونڈتے پھرتے ہیں دُور سیکھا ہوں سیکھہ میں طریق فروغی</p>
<p>اس کارواں میں ہیں ہم حسین درائیں ہیں تم آئینہ سے پوچھو میری خطائیں ہیں کہو یا گیا خود ایسا جسکا پتا نہیں ہے</p>	<p>خاموش ہیں فغاں سے لب آشنائیں ہی حیرت کا میری باعث جلوہ ہی خود تمہارا نظم آج دھونڈتے ہیں کو اسکے چلا ہٹا کر سے</p>
<p>ہم ایسے سایہ دیوار سے ہی رگڑے جو گیسو سے شب بیکو رہتا مگر گڑے جنہیں ترے خم گیسو میں رات بھر گڑے نہ اس طرف سے کسی صاحب نظر گڑے یقین ہے میرے گناہوں سے وہ ہی گڑے</p>	<p>نہ اترے بام سے جب تک دو پہر گڑے کند آہ کو پتلیوں میں بام گردوں پر تارے غچہ دل سے وہ پھول ہی اجیر گم سمجھ کے اٹھائے خاک سے ہم کو مجھے برو ساری لے نظم آہی رحمت پر</p>
<p>یہ سنتے آئے ہیں کمر قضا نہیں آتی کہ جب سے ہوش میں باد صبا نہیں آتی کہ دردِ دل کی کسی کو دوائیں آتی اجل ہی ناز سے کس سے جا نہیں آتی توجہ جہوم کے کالی گناہیں آتی</p>	<p>لگ کے چلتے ہیں تیر اور اصدائیں آتی یہ کس اداسے پریشان ہوئے تھے کیو بلا کسان غم عشق کو مبارک ہو جواب صاف ملا ہر طرف سے قاصد کو جو منع ہوئیں بیسیاں بہار میں نظم</p>

جو نرم انس میں ہیں تجسے لو لگائے ہو
 لنگ پڑا آجکل تو سپکروں فتنے
 کہیں چپا سگے چھپتی ہے شب کی چوابی
 بھر کرے کوئی ان کو مری سیر کی
 حساب ہم سے یہ روز شمار کیسا ہو گا
 جنوں نے دیر کار کیا ہیں نہ کب سے کا
 انیس سے ریشک حسینوں میں دیکھ چکے
 بروز جن میں لگا منزل پوچھوں گا
 بیالہ پیتے کو بیٹھے ہو کر تو ہاں رہو
 چلے ہو نظم کہاں کش مکش میں یارو کی
 جس میں ہو سکے بخت خضر و روتا ہے
 ہر اک قطرہ میں دریا ہے کوئی کیا جانتے
 وہ ظلم اور بی کرتا ہے مہرباں ہو کر
 چہیں نہ ریزہ مینا کی طرح کیوں مرگاں
 میرا ہے دہر میں ہر کون آٹنا کس کا
 جنوں نے کینچا ہے دامن مرا او دہر آٹنا
 کہتے تھے ذرا پاس آسکے بیٹھ گئے
 یہ نرم بادہ کشوں کی ہر زحمت واعظ
 ملک سے کیا طلب مدعا کرے کوئی
 وہ اب کہاں پڑو پہے تباہی پر عالم
 میں آدھ تازہ تپاؤ کا مگر صیاد ہی
 اسے تو خال پر دفا کا وہ ستم ایسا وہی
 کہ لکھا ہی اس قدر سہل تھا فی اس قدر

تمام خلق سے بیٹھے ہیں منہ پر اسے ہو
 انہیں گے دامن حشر میں منہ چپا ہو
 نکالیں کٹی ہیں جادو میں ہر گناے ہو
 جو ہیں ہو اے پین کا فریبائے ہو
 کہ چند روز ہیں وہی گئے گناے ہو
 ٹرکانے جوٹ گئے گئے لگائے ہو
 لگی ہے آگ کہ پھر نہیں تلا ہے ہو
 ترے عوعدہ پہ ہیں اعتبار لائے ہو
 نظر سے ہر مغال کی نظر ملائے ہو
 بغل میں شیشہ دل بکڑا پچائے ہو
 ادا میں فتنہ ننگہ میں فتور ہوتا ہے
 وہی سمجھتے ہیں جن کو عبور ہوتا ہے
 ستم کا جوش گرم نکا و نور ہوتا ہے
 کوئی ہی نشہ میں اسطرح چور ہوتا ہے
 کہ صبح و شام ورد و صددور ہوتا ہے
 ہر ایک خار جہاں نخل طور ہوتا ہے
 نگاہ پیر کے بنوری چڑھائے بیٹھ گئے
 غضب کیا یہ کہاں آپ اس کے بیٹھ گئے
 در قبول پہ پرے قضا کے بیٹھ گئے
 کہ ہر بار مضامین امان کے بیٹھ گئے
 پلکیں ناکی میں تو سی دینا لیبیادی
 ظلم ہی ہے رحم ہی ہر دادی بیدا دی
 اس کے ہر ہم کے ہی ہو گئے آزاد دی

<p>پہر ہر لک اگر نور انا زو اداسے پوچھ لے مر نفع بعد رکائی وزمانی ہو جائے جو س قافلہ اک برگ خزانہ ہو جائے پہر جو پتھر کی طرف دیکھنے پانی ہو جائے پاس واعظ کے جو بیٹھے خفا فی ہو جائے دیدہ دل مرا صرف نگرانی ہو جائے صرف زندوں ہی پر زور ہمہ دانی ہو جائے گر دھڑکے تجھ پر دیمانی ہو جائے</p>	<p>پتھر کی بانی کا دعویٰ ہو چلا ہے نظم کو دل اگر ہر وا قلم معانی ہو جائے جائے عہد ہی کہ یوں کو بچ کرے لشکر گل اک دراشتگی شوق میں تاثیر ہے شرط کبھی مرنے کا ہی مذکور کبھی حشر کا ذکر کہ گیا پھر جو وہ آنے کو تو منظور یہ ہوتا کشتہ جو سن ہے واعظ کیس ایسا تو نہو راہ مولیٰ میں اگر نظم کو آجائے اجل</p>
<p>جان دیکھنے کی نامی کوئی تیر ہی ہے دل میں اک ترغیم ہی زینم میں تیر ہی ہے ابھی پردہ میں مرنے قبل کی تیر ہی ہے نہیں معلوم کچھ اس خواب کی تیر ہی ہے قابل قتل ہی ہے لایق تیر ہی ہے</p>	<p>تیر ہی اس کی نگاہوں میں ہے شمشیر ہی منہ سے شکوہ تو میں کرتا نہیں دیکھ لیں کپ آئینہ رکھ کے ہی منظور آئے آرایش ہی نہیں کھلتا سبب غفلت اہل عالم چاہ کر تم کو گنگہ گار ہوا نظم حسن میں ہو گیا دام کا خطرہ ہی فراکش مجھے میں نے کہتے ہوئے کعبہ کو سنا ہی اکثر کہ رہا ہے ہی نقش خط پیمانہ جسم</p>
<p>کہ تری یاد نہو جائے فراموش مجھے شب گیسویں ہوئی جھج بنا گوش مجھے کہ سیماں کی خط لے کرے اور اپوش مجھے اس کی درنگا و طابا شہ نظا پوش مجھے اشک بقیات ہیں آنکھوں سے نکلنے لینے نام سانی کا لیا کر کے سنبھلنے کے لیے ہم کو بیٹھے تھے بڑی دیوہ چھپنے کے لیے</p>	<p>ہو جو ممکن نورگ جاں میں گرہ سے کہوں عیش کی غم ہے کوتاہ نہیں شک میں بادشاہی ہی گہائی در سے خانہ کی پر سمش حشر سے لے نظم بجا لیل ضرور غم ہے بے صبر کیلچہ مرانے کیلے یاؤں ہکا تہا مگر لہ میں بکی نہ زباں موت ہی نے شب بھراں میں بستی کی خیر</p>

یہ مجھ کو سر پہ ہم نے بنایا سے مزار
 پیچے تاروں کی سفیدی خبر مرگہ زوال
 مرزہ بخش لیے یاد تیرا آتی ہے
 راستہ دن کا فلک عمر پہ سر گر خم سفر
 انگلیاں کانوں میں رکھنے تو صدا آتی ہے
 موسم گل میں ی جامہ میں سمانا مشکل
 شہوا بھو تو کوئی شوق تو ہونسنزل کا
 دشتِ غربت سے پلٹنے کا جو ہوتا خیال
 بے چینی نہ کر اوخانہ بر انداز بہن
 وہ چلا گور غریباں کو خدا خیر کرے
 آنکھ سنب پر پڑتی ہے دنیا پر تو برتی ہو
 نظم آزاد ہے اب اور وہ کچھ گلشن
 پاک کر لکھنا نہ لے شاہد کو بھی ہے
 برجیاں مار کے اور درجہ جاگہ نہ کر
 سب بڑے دشت دعا جانبہ ساقی ازل
 نظم سب نرم ہیں شاہو صابن گل
 رنگ بول سبک ہیں گہرا نظر آتا ہے مجھے
 شوخیاں کیا ہوئیں دختانہ بر انداز حجاب
 اس کی رحمت کا ہی جوش اپنی گناہوں کا
 کچھ عجیب ہے کہی جو ہے اس کی تصویر
 کشتی ماہ لگا دے لب حوصلہ ساقی
 آج وہاں دھوکے کے تھکے ہیں دوپٹا آبی
 سن نہ سہارہ نفس باز نہیں کی آواز

تم کہی تو نکل آؤ گے ٹٹلے کے لیے
 دھوپ جڑا ہوتی ہے سر کو پہ ڈٹنے کیلئے
 سارے گل ہیں سب سے بڑا رہا آتی ہے
 دل دہر کتا ہے تو آواز در آتی ہے
 شور کہتی ہوئی اک سیل قناری ہے
 تھکاتا ہے گریباں قناری ہے
 سینکڑوں کو سن سے آواز در آتی ہے
 سانس جرت نقش کف یا آتی ہے
 کنج گلشن سے دہائی کی صدا آتی ہے
 لوقیامت سر خاک شدہ آتی ہے
 جب ریچہ کوئی کہتا ہے ہوا آتی ہے
 باد صحر نہ جہاں باد صبا آتی ہے
 ہاتھ نازک ہیں ترے گرم ہیں آنسو جیسے
 پردہ دا حرم شوق میں پہلو میرے
 ہر گز بادہ مقصود سے جلو میرے
 دل سے خالی نہیں مصلحت کے ہی جلو میرے
 لوح دامن پر کلیجہ نظر آتا ہے مجھے
 اب تو پروا تیرا اگر نظر آتا ہے مجھے
 ایک ہیذا لب دریا نظر آتا ہے مجھے
 نہ اندھیرا نہ اجالا نظر آتا ہے مجھے
 سچ کے آئین میں دریا نظر آتا ہے مجھے
 آسمان رنگ بدلتا نظر آتا ہے مجھے
 جان دینے میں ہی کتنا نظر آتا ہے مجھے

وہ آئی فوج گل وہ برق چلی
 نہ دیکھ لے نقش پا ان شوخیوں کو
 فلک دکھلا رہا ہے لالہ و گل
 مجھے غش میں پڑا رہا ہے بہتر
 ہمارے دور میں ہی ہے وہی جام
 عطا چھپ جائے تو چھپ جائے لیکر
 حذر لازم ہے بدگوئیوں کو اپنے
 میں ہوں تہہ و ناس اس کے جو چہرے کی نظر
 سکھاتا ہے غور حسن یوں عاشق کشی کو
 دستان وفا سے پڑے کہ یہ دو حریف ہیں
 بہت سے ہیں غمناک و آہستہ
 قبح کش نظم ہی لیکن ایسا ہے عطا
 حرارت اسے ظالم کو نہ پوچھ شرم و حیا
 گزار دیکھا وادی سستی میں سیل آسا
 میں کیا جانوں گنہ لے کا تباہی کتنی
 عنان گیر لے کے تو سن کا ہو جذبہ عشق اتنا تو
 تلون کی ہی حد کی گنہ اتنے کرتے ہوں
 ترے گنہ سے میں توبہ تو کر لیتا ہوں
 ہوا سرد مہری چل رہی ہے سہاگہ اس
 فسانہ کی عوض لے داستان گوڑہ کو انیس
 ملانا آنکھ پر مونہ پیر کر تیوی چڑیا لینا
 نگاہ شوق کے چلتے گیا مہر و قرار آخر
 نہ لے وہ مگر اور بار اس طرح سے کرتے

وہ اڑتی آتی ہے بیرق علم کی
 تری آنکھوں میں خاک اس کے قدم کی
 یہ لائیں ہیں شیدان ستم کی
 ہوا ہے گرم دامن کرم کی
 خرابی کی ہے جس نے ملک جم کی
 ادا چیتی نہیں اہل کرم کی
 کہ کی کالی زبان میرے علم کی
 میں احسان عمر بہر مانوں و احسان بہر کے
 زینت پاؤں کیوں رکھو کہ وقت و نہر کے
 کسی کا ہور ہی خود یا کسی کو اپنا کر کے
 سنا سنا ہے عجیبی ساتھ اپنے نام پر ہے
 شہر اب کمر و تخت شینہ توبہ میں پہر لے
 جو چہرے لے تو سیدہ بی بات کا لڑا ہے
 جناب و بی کے ماتر ہم پادر رکاب ہے
 یہ جگڑے اس سے کہ جسکو حساب آفتاب ہے
 غبار نا تو اس نا حلقہ چشم رکاب ہے
 جیا ہے جناب لے غضب لے فنا ہے
 رہا جاتا نہیں پر جو کہ جسم عجب ہے
 نہ تہرانا ہوا وقت سحر کیوں آفتاب ہے
 اتر آئے یہی شینہ میں گر آنکھ پھر رخاب ہے
 یہ مطلب ہی چہری وہ مارے اسکا تو اب ہے
 اسی سستہ سے شاید کار و ارج نظر ہے
 تریب کر برق زبجائے کہ کہ کہو سبحان ہے

گزرتا ہے کچھ اس انداز سے لشکر جوڑا
 بقدر یک ٹکے مہلت نہ دے جیسا نظر اڑکا
 بہت اصرار کرنے سے انسانی ٹوڑا
 پنسا دینگے غم الارنِ حرم اپنا گلہا پہلے
 طبیعت میں کہاں تھا وہ پستی کا فر پہلے
 نہ تیرے ہم پیش ازیں آگاہ حال عشق بازی
 بہار آئی ابھی میں تہمہ بلبل نہیں سنتا
 تہہ لے جنوں اپنا ہی کوہ و بیاباں گل
 ابھیں تہیا میوں نے اس کے کوچہ کو کھلایا
 چاہا ہے اُسے کیونکہ نہ شہنشاہ کے دوہمہ
 اڑا کا لگ شیشہ سے ہے گلگوں کیسی ہے
 بہار میکشی آئی جن کی رت بدلتی ہے
 وہ دیوانہ ہے جو اس فصل میں فصد لکھوا
 قرار اک دم نہیں اُٹا ہے خونِ بیگنہ پی کر
 یا چھا شعل و حشت میں نہ کالا تو نے اے چند
 ہوں جو ممانِ رات بہر کے لیے
 جتنے عشوے تھے چشمِ ساقی میں
 کیوں لگا ئی بکڑا ب۔ کافی تھا
 ترع میں میں نے ہر طرف دیکھا
 نگہ التفات جس کی ہو
 ہجر کی رات ہر پیرات اے نظم

کہ اڑ کر سہ پہر گردوں کے خیار اقطاب
 تو مشکل سے بقدر یک قرہ آگاہی خباب
 مگر جنوں یہ کہتی ہے کہ اے اور چاہا ہے
 وہ پیکیں تو کمند طرہ زلف رسا پہلے
 بھلا آئینہ کب تھا قبلہ ناز و ادا پہلے
 نہ تھا معلوم دل اُٹا ہے پہلے یا قضا پہلے
 مہار کیا دکی بے شیشہ تو بہ صدا بنے
 چلے ہم ہی بنگل جانے دے یہ کالی گنہا پہلے
 کہ ہاں سے ہی اٹھایا پردہ دولت سر پہلے
 کسی کی آنکھ بڑتی تھی نہ حیدر رجا بجا پہلے
 شہر آبی جمع میں بیچنا نہ میں تو پی اپنی ہر
 گناہستانہ انٹی ہے ہوا مستانہ طتی ہر
 رگ ہر شاخ گل سے خون کی ندی اُٹتی ہر
 کہ آپ تو خود بخود تلوار رہ رہ کر اگتی ہر
 گریباں میں اُچھنے سے طبیعت تو بھلتی ہر
 حشر برہا کوہیں سحر کے لیے
 اُنہی سا خراب کر کے لیے
 ایک جھلا تری کر کے لیے
 آپ اُسے نہ لمحہ بہر کے لیے
 اس کا نہ ہوں عمر بہر کے لیے
 منتیں مانیںئے سحر کے لیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
انتخاب دیوان شاکی

میر تقی معاصر غالب

آئی ندا کمال نبوت کا اب ہوا
شیریں لبوں سے شاہ کے شیریں طبع ہوا
موبار لاکھ بار وہی منتخب ہو +
معشوق پیش عاشق صادق طلب ہوا
یہ بھی نوگی ان کو خبر حشر کب ہوا
شاکی و گریہ منت ہیں جاں بلب ہوا

موج شہرستان ہی یہ سب شور و کوشہ اپنا
آتا ہے مگر نامہ ہر خوش خبر اپنا
سر پیٹ لے لے شوق پریشاں نظر اپنا
اور وعدہ انصاف رہا حشر اپنا
سچ یوں ہی مٹانا ہی تھا بد نظر اپنا
دھونڈتے ہر شہنشاہ دل بے بال و پر اپنا
کچھ سوچتے تھے قادیان نفع و ضرر اپنا
احسان نہ رکھتے میرے سر پر ہر اپنا
از بسکہ پھرا پاسے طلب در بدر اپنا

محتاج - فو دا من صحرائیں ہوتا
پر دل وہ بلا سے کہ شکیبائیں ہوتا
آغوش ہم آغوش تنہا نہیں ہوتا

جب رہائے خلق رسول عرب ہوا
زنگین رخ جناب سے زنگیں ہر دو گل ہوا
اُسے قضا نے جب ورق دفتر وجود
کس شان و اچھٹام سے کس ہوم دیہ ہوا
خانہ کلاموں کو تشویش باز خواست
سب طبع کیلئے اسے شرب و کماست

ہوتا نہیں سرگرم اقامت سحر اپنا
کیون تنہا عرک کو ہیں دوست فراہم
اب رو بقضا ہیں غلط انداز نکا ہیں
غزے کو ملا حکم دل آشوبی عالم ہے
کیا سچے بد آموزی غماز کا شکوہ
دو رخ گف خاکستری جنبت مٹ خام
پہلی ہی نظر سلسلہ جنبان جنوں تھی
اس لطف سے دیکھو کہ لہجوں کی کہیں دیکھو
مطلوب سمجھتے ہیں سبھی آپ کو شاکی

دیوانہ اسیر غم دنیا میں ہوتا
کیا کیا تم عشق ہوا کیل نہیں ہوتا
محبت حراں سے تصور بھی ہوا محو

<p>کوشش اچھی ہے کہ نہیں لب لب جام دردِ مٹتا ہے سینہ میں پرایسا نہیں اٹھا شک کی بجھے بدگو کی شکایت نہیں یعنی</p>	<p>جب پی گئے اندیشہ فردا نہیں ہوتا ہوتا ہے جگر چاک پراتنا نہیں ہوتا جو آپ کو اچھا لگے اچھا نہیں ہوتا</p>
<p>زورِ فلک سمجھ کے نہ محو طرب ہوا بے قصد گھر غیبوں کے آتے نہیں ملے واں الوداع ناز بہاں الفراق شوق سختاباں الکفایت ہے افتادگی مری لو حالِ دل نہیں گئے وہ دشمن کے سامنے اصلی نہیں غزروں کی ترے سینہ کو بیاں ہو گی بقدر ربط بد آموزی رقیب نا کامیوں کے ساتھ تھا انہو پر آرزو شک کی کے اتفاق کی کیا پوچھتا ہی تو</p>	<p>یانتک تمھارے ملنے کا جھگو غیب ہوا ایسے مرے نصیب کہاں کیا سبب ہوا کب ہوشیار سر خوش جام طلب ہوا محبوب درکنار فلک بے ادب ہوا ہم کو تو بھیر خوشی تھی کہ خنجر طلب ہوا ما تم کدے میں عالم بزم طرب ہوا آنا تو فتنہ تمام را جانا غصہ ہوا افسردہ دل نہ وصل میں محو طرب ہوا دودن میں چار دن میں اس وقت ہوا</p>
<p>نہ داد جو نہ فسر یاد خو بنیالا نکچہ ان کی زلف کی بہت کچھ آہ دلی کشش شکر مری کا برا ہو کہ میرے قتل کا حکم زب سے نہ پڑا ہو کہ میں نے نہ جانیں بنا زونا رکھا میرا گام نہ نہ تھا نہیں ہنرا شکر کہ بخت سعید شاکر کو</p>	<p>ترے شبیہ کو محشر عیبٹ اٹھا لایا عجب طرح سے انھیں بخت نارا لایا ملا رقیب کو تسلیم میں بچا لایا خط ان کے نام کا جا کر انھیں سنا لایا ترے زمانہ میں رنگ آسمان بنا لایا کشتان کشتاں سو سے درگاہ مصطفیٰ لایا</p>
<p>اس طرح آگے رنگ بھرا جاتا تھا پھل بھول نام کو نہیں مانگے چارو اک دیدہ ہر آب کی کیا بود کیا نمود بدتر ہے مرگ سے غم اجابہ ضرر ہے کیسا ہر داں مرگ غناں بر غناں گئے</p>	<p>سبح کہ خدا کہ خون و قار انھیں نہ تھا کیا گلشن جاں کا کوئی باغیاں نہ تھا ساغر حریف گردین چشم تباں نہ تھا رمز آشنائے زندگی جاوداں نہ تھا جر گرد اور کوئی پس کار و اں نہ تھا</p>

<p>تسک کی نوالہ ایک بھی بے تنہا نہ تھا واں زبانیں ادھر انہوہ زباں دانو نہ کہاں کہاں تھے ڈھونڈ اکھاں کہاں دیکھا نہ سُخ ہوا کا نہ اندازہ بادیاں دیکھا نہال شوق کو آخر مشرفشاں دیکھا متاع حسن خود آرا کو بے دُکاں دیکھا امید جو سے تسک کی کو شادیاں دیکھا</p>	<p>کیا خان روزگار پہ ہم روزہ کھولتا تشہ ہر جزو بدن ہے ترے پیکا نو پیکا پھرے مکاں میں سدا سے لامکاں دیکھا سینے کو ترے لطف و کرم پہ چھوڑ دیا گرے ایسروں کے سرخاک پر قلم ہو کر اگرچہ ڈھونڈتے پھر تے میں سیکڑوں کا پکا نوید قتل سے بے صبر مر ہی جائے گا</p>
<p>موا سے یار جو کچھ تھا فدا سے یار کیا وقار نے پہن دنیا میں بے وفا کیا ترے ستم نے مجھے تجھ سے شرمسار کیا بناے قیصر محبت کو دستوار کیا کہ صورتِ شرنے بھی نالہ ہزار کیا کہ نونے بدہلیل کو شکر کیا اُسی کرتے نے ہلکوی بے دیار کیا تمہارے آنے کا کیا کیا نہ انتظار کیا</p>	<p>تباہیں کیا نہ کیا اور کیا نہ ساز کیا اس احتیاط نے سب کو ندیم یار کیا اگرچہ میں دو دل کے ایک ہی لڑا بلا سے جان گئی کوہن مگر تو نے جن طراز سے کس گل کی نکبت آد رہے نہ صبح کو تیرا نشان آئے شبنم جو لے گیا تھا کلیم خدا کو وادی میں بدیر شمرہ میں تسک کی آئے خیر تو ہے</p>
<p>اجسام بھی منونہ آغاز ہو گیا پروانہ کس دلیل سے جانا ہو گیا گلگون اشک اور سبک ناز ہو گیا نظار حسن کو پر پرواز ہو گیا یعنی مزاج اور بھی ناساز ہو گیا نظارہ کو یہ ناز کہ ممتاز ہو گیا تاریخ مرگ جلد قلم فاز ہو گیا</p>	<p>اندوہ عشق با طرب ساز ہو گیا راتیں فراق کی نہ جفا میں فیصہ کی ندیکہ شوق بھی کیا تازہ بانہ ہے تاب نگاہ گرم نہ لایا جمال بار تقدیر بھی مری تری تدبیر چارہ گر اُن کو یہ احتیاط کہ دوسری نقاب تسک کی فدا ہوا ترے قدم خوش نصیب</p>

خوف اثر رقیب کے دل سے نکلیگا
 کہنے ہیں جن کو ریح جانناں کے برابر
 اس عشق مودب کا براہو کہ مرے ہاتھ
 نازش ہی نہ کچھ علم پہ سے غرر عمل پر
 اُن آنکھوں نے مارا نہیں اُن آنکھوں نے مارا
 جب تک نہ ترے حسن کی جلوہ نمائی
 کس کی نگہ میں بھر کر دیے ساغر
 دل کتا ہے شاکی کہ لکھو اور بھی لیکن

دام گیسو میں پھنسا تل دیکھ کر
 رنگ لانی بدگانی فیس کی
 کس کی حیرت تھی طلسم ناز دوست
 مٹ گیا اندوہ تنہا ماندگی
 برج کو تھا کس طرف ہوئے خطاب
 رنو بتوں سے بھر گیا حیرت کا سنہر
 کچھ تو رعب قوب سے پس پا ہوئے
 اپنی طاقت پر مجھے رحم آگیا
 بچہ تنہم آیا نظر شاکی وہ سنہ

سے جان و دل و دیر اہل و فادیں ہیں
 کچھ تو آرام لب ہرزہ سرا دیتے ہیں
 بھی انساں نے آئینہ بنسایا ہو گا
 یاد رکھتے ہیں دے یاد نہ کرنا سیرا
 کیا اچھیں ہی میرے قاتل کا پی شہوہ ملام
 غافرت سوز پانی تاکارہ پسند میری

اُن کے محل میں نالہ دل بچن گیا
 قرآن کو سمجھتے ہیں گلستاں کے برابر
 حرکت جاتے ہیں جا کر ترے داماں کے برابر
 کیسے ہے ہمارا کرم عسزد و جل پر
 طو فال ہے تقدیر پہ پخت ہی اجل پر
 گلگونہ نہ تھا عارض زبیاں ازل پر
 دلغے گل رنگ ہی داماں ازل پر
 ہنر ہے عمل کشہ تاقل و دل پر

گرسے ہیں اے طائر دل دیکھ کر
 پردہ رنگین محفل دیکھ کر
 جو تھی محفل کی محفل دیکھ کر
 انفات فیض شامل دیکھ کر
 کیوں تھے سوئے عناد دیکھ کر
 سنس پڑے وہ رقص سن دیکھ کر
 رہ گئے کچھ لعلہ منزل دیکھ کر
 اضطراب مناسل دیکھ کر
 کعبے پہنچے چاہ باطن دیکھ کر

اثر کار بھی دست دعا دیتے ہیں
 کان وہ جانب نسر یاد لگا دیتے ہیں
 آپ انساں کو آئینہ بنسا دیتے ہیں
 داد دیتے ہیں مگر دار حفا دیتے ہیں
 تہنیت ریح کہ لاکھوں شہسہ دیتی ہیں
 آسمان دارو نیا سرخ بنسا دیتے ہیں

<p>جھونکے پیغام پہ پیغام فنا دیتے ہیں بوسے دشنام میں لپٹیں تو مزا دیتے ہیں صلہ لغت رسول دوسرے دیتے ہیں</p>	<p>دستِ جیش الٹ دیتی ہے بادِ سحری وقف ترکیب ہی ترکیب امور عالم چلو شاکی جلو دیکھیں نہیں کیا ملتا ہے</p>
<p>کیوں کر کہوں کہ نالہ دل میں اثر نہیں ہر ہاں تری بلا سے قیامت ہے ہر نہیں سب جانتے ہیں اُن کے دہان و گز نہیں کیا شہر میں ہیں کوئی لنگر نہیں منزل پہلے ہوئی تو پھر آگے سفر نہیں</p>	<p>یہ بھی تو ایک اثر ہے کہ اُن کو خبر نہیں نئے وصل میں قرار نہ آرام تجھ میں وعدہ کریں تو کیا جو ملاقات ہو تو کیوں چاہیں تو پتہ تری وضع کریں ہم بھی اختیار شاکِ کھدیں سوئے چل کر بہت پھرے</p>
<p>کچھ جواب آنا میں شاید جواب آنا نہیں گنت پر میرے ندامت سے سحابِ ناہن واغلو میری سمجھ میں یہ حساب آنا نہیں راستے میں جاوے راہِ صواب آنا نہیں</p>	<p>کب نہیں جاتے خط اُن کو کب پتہ آنا نہیں دانہ دانہ ہے سرِ شیک دیدہ بجا صلی بے حساب انجام دینا عاقبت لینا حسنا منزل ہستی خطا کا رستہ طبع کرتے ہیں طے</p>
<p>مجلو تو ایک موجِ ہوسم بھی کم نہیں میسرے یہ حوصلہ کہ مجھے کم بھی کم نہیں خنجر میں عکسِ ساعد جاناں سے دم نہیں کیا تک وہیں لطفِ حسیع جسم نہیں</p>	<p>طوفانِ نازِ کیسا ہے جو ہر رنگ کم نہیں اندک فزوں ہے تیری عنایتِ عجب اب اے شوقِ قتل تو ہی چھری بن کے ذبح کر کو تا ہے نظر سے دکھائی رہو دراز</p>
<p>گشتِ امید قابلِ ابرہم نہیں وہ جانتے ہیں تم ہی مرے حق میں تم نہیں لہیِ زہرِ بیدارِ غمِ حیران نہیں</p>	<p>اے برقی باس تو ہی کہیں اس کے خاک کر زہرِ نگہِ دروغ نہیں جھم سے بے سبب</p>
<p>میں وہ زند آلودہ داماں نہیں قیامت کی نقوشیں چنداں نہیں جو گر کر اُکٹے مردِ میداناں نہیں نظرِ شہِ علمہ لطفِ پشماں نہیں</p>	<p>کیا ہوا ہیں بوشادِ کامِ ناس جسے زہر و تریاق یکساں نہیں قباحت ہی البتہ دیدارِ عام ندا ہے سرِ چار موئے وفا زبانی جہت گر میاں استعد</p>

<p>وہ مردار جو تم بہ قرباں نہیں مقرر ہے زینا رتاواں نہیں یعنی یہ بول چال یہ طرز سخن کہاں بسے آسماں سپید صبح وطن کہاں سوئے عمل ضرور مگر سو رخن کہاں ساختہ نو نہال عمر وہ رقم کین کہاں پیوچا کہاں سے اڑے ہمارے کہاں</p>	<p>وہ منصور کھینچا جسے دار پر سخن قوت شکی حسد رزق غیر یا قوت لب سے سبب لعل بن کہاں غبت کی شام سے مری آنکھوں کا خون تو بہ نہ کی کہ نیری غنایت کا تھا یقین نئے نامہ نے پیام نہ قاضی نہ گفتگو شکی نہ احترام از دروں ہو نہ کوئی ہمت</p>
<p>جلوہ سے خود نقاب نہال ہے نقابیں سمجھا کہ پاسے عمر ہے بیشک رکاب میں نگلش بلا میں ہیں کہ جنہم خد میں ہوتا ہے امتحان محبت عتاب میں دور فلک کا طوطہ دور شد اب میں اب دیکھنے کو اُن کے ترے ہیں غلاب میں جن پانچ تن کا وصف ہی جا رہا تھا میں</p>	<p>پروے سے انقلاب نہیں آب تاب میں دیکھا جس اہل دید نے اُس شہسوار کو گو فیصلہ ہوا مگر خدا خبر نہیں تم کو نہ مجھ سے بچ نہ تم سے مجھ سے ولے ساغر ہماے نام کے نذر رقیب ہیں بے جن کے نیند چشم و فا کو تسلیم بحق شکی کرین شمشیرِ رحم سے رہا تجھے</p>
<p>سرستے ہیں جوں سمیع جلا کر تن دیر کو توڑا تری شوخی سے تصور کی لہر کو چھڑ کو مرے چچالوں پہ طباخیر بحر کو ہوئے پیر عجیب رنجِ محبت میں لبیر کو کشتی مری طے کر گئی گودابِ خط کو محذوف کیا لب نے ترے کافی بحر کو باں دیکھ چکے ارزنش کا لالہ سنہر کو اس بجلِ جواہر کی تمنا ہی بھر کو دل بند ہی ہر قافیہ دُشمن ہے ہر کو</p>	<p>دینے نہیں رہرو حرکت پاسے سفر کو چھوٹکا ترے جلوے سے نہ پروا نظر کو سہر گرم فغاں ہی لب فریادِ شبِ غم اندیشہِ عزت کہی اندوہِ ملا مست اے فوجِ کموں کیا برکت بے خطی کی مقطوع کیا قد سے ترے قافِ فلم کی اب گرمی بازارِ قیامت کی سودا اکیر ہے خاکِ در شاہِ منشا نہرِ لب شکی تری کیا بات نموں کی کہ غزل ہی</p>

نظر بردارہ ہو پروانہ گل ہو گل تاشا ہو
جہاں موسیٰ ہو موسیٰ جلوہ ہو جلوہ تجلا ہو
خسر سودا ہو سودا شانہ ہو شانہ سولہ ہو
سم آفت ہو آفت فتنہ ہو فتنہ دو بلا ہو
شہ آب آنسو ہو آنسو دانہ ہو دانہ ثریا ہو
قلم شتر ہو شتر دشنہ ہو دشنہ لکھو
کے دیکھیں جن آنکھوں نے تری صورت کو دیکھا ہو
اسپر کیا دشت پہما ہو گرفتاری کو سودا ہو
قیامت ہے اگر فرمانہ محشر بھی تم سا ہو
نہ طغیان تنہا ہو نہ طوفان تاشا ہو
ہیں کیا بعد مر جانے کے غیر نکھانوا ہو
حلیح دروبے پایاں وحشت ہو تو کیونکر ہو
سپاہ غم دیا دل سے رخصت ہو تو کیونکر ہو
فجھے اس بات کا سودا کہ خجلیت ہو تو کیونکر ہو
بشر دنیا میں کوئی بے مروت ہو تو کیونکر ہو
اگر آئے پر نہ سے مہر نہوت ہو تو کیونکر ہو
بہر آئے ہر جہ با دابا دیر بسن ہو کہ ہو محشر ہو
کہ جھکو ہو نہو دل کو تری نقسیر باور ہو
کہ ہم بتر سے بتر ہیں ہو ہم بہتر سے بہتر ہو
کہ رک نقطہ جو ان کے نام لکھوں ایک دفتر ہو
تم ایسے سر و بالا ہو کہ گیسو کے برابر ہو
لگے کیا آنکھ اُس کی جس کی ہرہر رگ میں شتر ہو
ہمار آئے نہ جس گلشن میں واں دل خزان ہو

<p>ہماری ناتوانی غم اٹھانے سے غلط ٹھہری نہجک پاش ملاست ہوں گے زخم دل پہ طہینت نیم صبح گاہی ہوں اقامت کیا میاحت کیا وہ ہی اک بلبل خونین نو اسے شاخ ناکامی</p>	<p>ہمیں عذر نراکت ہی تو اتنے سرگران کیوں ہمارا خون ہو لیکن بغیر امتحان کیوں ہو ہمیں خاکِ جو جوشی کی حد و میرا جہاں کیوں ہو لعقب شاکی کا تیرے طوطی ہندوستان کیوں</p>
<p>ناسور منڈل نہوا عمر بھر نہو جائے بلا سے جان کوئی پردہ در نہو کیا کھائیں تم بعد نہیں کار کر نہو ہی امتحان رحمت ناستحق نواز فرصت قلیل قتل کے لاکھوں امیدوار شب کی ہزار تیں تپ غم کی حرارتیں شاک کی کے انتقال سے کتنے وہ نوحی ہو</p>	<p>لے چارہ کر خدا کیلئے میرے سر نہو خوش ہوں کہ شام غم کی نمایاں سحر نہو شاید دعا کی طرح دو امیں اثر نہو لے میری بخش پہ تو نوحہ گر نہو قاتل بخیل ماوار کد جہر ہو کد جہر نہو کیا جانے جس کی جیب قیاس شہر نہو پر سیر ہے اگر غیر معتبر نہو</p>
<p>دبا جو تیری چشم زبوں لکیر سے نہو بے مصلحت ہی کہ جہنم میں بھیج دیں ان کو بھی کج میری طرح شوق وصل ہی لے شوق غیب داں ہی خدا چپ ہی کہیں زخم زبان خلق سے بچنا برا نہیں آخر نہیں تو چاہیے فی الجملہ احتیاط اندیشہ فراق نے محکوم ڈبو ڈیا کرتی ہی پنجو دی مری تدبیر سے طلب شاک کی اگرچہ قابل رحمت نہیں عمل</p>	<p>قصہ تمام شجر و شمشیر سے نہو کوئی سوال آپ کے دلگیر سے نہو یہ بات ہی جدا ہی کہ تقدیر سے نہو حشر میں برہی تری تقریر سے نہو مانا کہ اور فائدہ تدبیر سے نہو گو مجھ کو بچا خیمہ سر کی تقریر سے نہو کتابوں سر جدا تری تمیز سے نہو جو کام چارہ سازی تقدیر سے نہو نوبہ جد شمشیر و شمشیر سے نہو</p>
<p>ہنگام نزع قاتل طرف تعابٹھاٹھے لے نور نالہ دل میں معتقد میں قاتل جو بات دل میں گزرتے لاؤ وہی زبان پر</p>	<p>میں جھگڑو دغاؤں تو جگاؤں بہاٹھے باختر کو اٹھاٹھے یا بخت کو جگاٹھے لے سادگان ہر فن ہم آدمی میں ہاٹھے</p>

<p>یا عشق کو اٹھائے یاصن کو مٹا دے اٹھ کر نہ دست قاتل ان کو گنگے ملا دے قاتل کو میں دعا دوں قاتل مجھے دعا دے ممکن نہیں کہ ہم کو نظر دے تو گرا دے نالاں عبت دخل ہی دولت جسے خدا دے</p>	<p>سے صانع دل و جان کب تک میدہاں تیغ ستم کشیدہ حلقی حسیں بریدہ چو جاے کچھ یہ عالم سے لذت طیبیدن کیا اعتبار پایا بے اعتباریوں سے شاکی کی یہ غزل ہی حیرت بے بدل ہی</p>
<p>کن فتنوں سے جان ترا خاکسار دے قاتل ثواب جان کے صدقہ اُتار دے وہ آسمان کہ موت نہ بے انتظار دے کوئی تو داد محنت شہمے تار دے کیا جانے کیا جواب وہ نخت شکار دے غم بھی برا نہیں جو خدا انگسار دے جان آرزو دے تیریں نیر انگار دے سائل کو ایک نان کے بدلے قطار دے</p>	<p>اگر تو نوید لطف دم احتضار دے سر ہے عذاب خنجر زہر ابدار دے ناکاہ اور ہیں خبر وصل پار دے وہ آئیں حشر آئے اجل آئے صبر آئے اندیشے سوطح کے ہیں قاصد کو ہیجہر سم بھی مضر نہیں اگر اصلاح ہو سکے نمکین شکوہ ناز ہے لیکن نہ استعد شاکی اُسی کے درکا لازم ہے جو سخی</p>
<p>بے صبری دل سے کبھی بیتابی جاں سے ان سب کی دو اصر سو آئے وہ کہاں سے پڑ جاتی ہے تقریریں جاں تیرے بیان سے بدظن ہی زیاں سودے اور سود زیان سے کاکل کھنچ تیغ بھی کھینچی ہے بیان سے خوب سیراب ترے نشہ دیدہ ابرہہ سے وصال سے چھٹکرتے گیسو میں گرفتار ہوے خوش وہ تہمے ہوے ہم نہایت سے یلہر ہوے شکوے اتنے تھے کہ مہرب اظہار ہوے آج مذکور تھا سے مہربانہ زار ہوے -</p>	<p>جدم حلقہ جاتا ہوں بچے کوں و مکان سے جو رفلک و کاہش جان و غم جاناں ہر بات میں ہوتی ہی رقیبوں کی ترقی اللہ سے گراں مانگی جنس محبت ہے کیا کم ہے مٹا دینے کو یہ شیعہ شاکی غرقہ آب دم تیغ شہر بارہوے حسن مطلق سے رہا دل کو نعلق برسوں رشک ہوتا ہی محبت میں نہ اتنا لیکن نہ فریب نظر یار نہ بے رحمی ضعف چہ تباؤ ہمیں قمرات کہاں تھے شاکی</p>

<p>ما نہ اجمارِ حجت کا یقیں دل میں ہے گر نہ ہوتے خاکساری پردہ تر دامن ہنسکے تھا آنکھوں میں شاکر کے جمال احمدی</p>	<p>گھر میں تھے اور کہتے ہیں غروں کی محفل میں ہے موج دیا بار کیوں بابوس ساحل میں ہے شام سے تاصبح ہم دردِ منزل میں ہے</p>
<p>نئی پال آسمان بادِ بجا روز چلنا ہے نہ صبح و نہ شام سے نیرنگیاں اتنی عیان ہمیش الہی وہ نہ آتے تھے نہ تکتے ہیں نہ آئیں گے حجت کی بساطِ خاک پر ہی مجلسِ افروزی ترسے لایق نہیں گرد و شاکر ان توانی کو</p>	<p>نہ حادث اُن کی جھٹی ہی نہ رنگ پنا بدلتا ہے کوئی معشوق دو نو وقت پوشا کیں بدلنا ہے پھر آئیں منتظر کسی ہیں پھر دل کیوں بھلتا ہے فروغِ شمع گردوں سے کہاں پروا بھلتا ہے نکلنا ہی ٹھنڈا ہے اُلتا ہے مست ہے</p>
<p>دونوں میں کیا کشاکش بے اختیار ہے اپنی ہوا میں آپ ہی پروا نہ جل بھما شاکر کی شکایتوں کا نہ نام شکوہ کر</p>	<p>دل ہی نہ ان کے بارِ سناں دل کے بار عشق ہو س فروش کا انجام نار ہے انکا خیال مونس شب ہاے نار ہے</p>
<p>سرخ لالہ کو نہ کیا خیال تیرے سرفِ خالیہ فام ہے کوئی اس بنود پہ کیا مری کوئی اس بہار کو کیا کر مری نقشِ رنگ سے گر لگی کہ خطا سے بے خبر تھا دل شیشہ میں نظر آتی ہے ہمیں زاہد و جو بیخ شے نہ طواف کعبہ کا شوق ہی نہ حرمِ قرب کی جستجو</p>	<p>ہی دیں ہی کسی کفر ہی صبح ہی شام ہے نہ نیم گل کو قیام ہے نہ سرورِ گل کو دوام ہے جو رہنا ہو شاکر کی خوش بیاں ہی بے نصیب کا نہ ہے ہی حرم کی چشم و چراغ ہی صبح عارفِ عالم ہے مر کا کام خدمتِ میکہ مرا نام رنگِ انام ہے</p>
<p>جسا جو نازِ کنساں جا بجا نکلتی ہے نہ حسرتِ دل اندوہ زان نکلتی ہے اُداس شمس سمجھتے ہیں پایہ گنگنا رہے</p>	<p>کبھی بھی ترے کوچ میں جا نکلتی ہے نہ تن سے جاں بلا آزا نکلتی ہے سخن بہ جاں سخن آشنا نکلتی ہے</p>
<p>صبح بھگتی ہے خود دارِ سحر ہوئی ہے تیرے زلف سے باز آئیں فدا کی تاثیر سرمہ ہو جاتی ہیں آنکھوں میں نگاہیں جگر آستنا چاہتیں شاکر کی نظرِ خدا رہے</p>	<p>حالتِ کشتہ غم نوعِ دگر ہوئی ہے قطعِ سر ہوئے ہیں پھر قطعِ نظر ہوئی ہے سرخ جاناں پہ کسے تابِ نظر ہوئی ہے یا علی کہتے ہی دشمن پر نظر ہوئی ہے</p>

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 انتخاب دیوان شمس العلماء نواب سیلہ دہم صاحب
 اثر عظیم آبادی

فیکری میں مجھے بخشا نہ انے اب سلطان کا
 نوڈ شکل سستی کن دکاں کی کار سازی کی
 گنگاروں کی انگلیں قلم انگ نہ رفتیں
 اٹھک آئینہ داری جو مر ویاں کی کرتا ہے
 کسی کی دید پر موقوف اپنی زینت ہی نا صبح
 چھپے گا دامن محشر میں خورشید قیامت بھی
 نشان نقبش قدم کا بھی نہ پایا تا دم آخر
 وصل تیاں میں خوف فراق تباہ تھا
 پیش رقیب پریش دل تمنیہ کی
 عبرت والا چلی غنی ہماری سنم کھنکشی
 بگڑے ہوئے رقیب سے وہ آئے پیر گھر
 سرشار بیچدی تھے اثر بزم یار میں
 تیرا بیکان مرے سینہ سے نہ تنہا نکلا
 ہم مسلمان میں گل ہے بلا کا کافر
 اپنی پوجن سے نکر محفل رنداں بہر ہم
 شوق سنے حسرتی دید ہنسا یا کس کا
 تول کر رہ گئے نیم شب دو دم کیا معنی
 تجلیں تیر فرخہ دل سے بجائے پاے

گدا جھکو بنایا آستان شاہ مردان کا
 ظہور ہر دو عالم سے اشارہ میرے فرمان کا
 بنیں دستوار سے زاہد چھٹانا داغ عصیاں کا
 شفق ہی کس خون آلودہ رخصتا شہیداں کا
 مرا تار نظر انداز رکھتا ہے رگ جان کا
 غضب ہو گا عیاں ہونا ہمارا داغ پناہ کا
 جھٹ بٹنے کیا بیجا اثر ہے کہ براں کا
 گویا کہ اپنے سر پہ بھی آسمان نہ تھا
 دشمن تھا پردہ دار نہ تھا راز داں نہ تھا
 مطلق شب وصال عدو شاہ داں نہ تھا
 اس حسن اتفاق کا کوئی گناں نہ تھا
 کیا جانیں ہم رقیب کہاں تھا کہاں نہ تھا
 بخت ہائے دل مجروح کو لینا نکلا
 ہم کیس بھر آئیں جہاں ذکر تو نکلا نکلا
 تو ہی سے شیخ بڑا حق کا شناس نکلا
 شعلہ طور ہمارا داغ تنہا نکلا
 حوصلہ اس میں متسرا نہ ہمارا نکلا
 پھر کہاں لذت ایذا جو یہ کائنات نکلا

اپنے مرنے سے عدو موردِ پیداوی اب وائے تقدیر کہ اس دشمنِ ایمان کے حضور مر گیا ہا سے اثر چھوڑ کے سر ہتھ سے جاں دینا عاشقِ جاں باز کو مشکل ہی کیا مر کے کجگویری تیرے لبِ شیریں کی چاٹ خط میں لکھتے ہیں کہ آئیں گے کہیں تو تو دل چسینہ میں کہ یہ سیلابِ بہاؤ آتشِ اثر	بچے سے لے مرگ بڑا کام ہمارا نکلا میں بداندیشِ عدو چاہنے والا نکلا عشقِ لیسوے صنمِ جان کا سودا نکلا لیکن اس سے بیوفا تو ہی بنا حاصل ہی کیا سچ بتا اس انگلیں میں زہر بھی شامل ہی کیا اس عنایت میں مرادِ غیر بھی شامل ہی کیا ماہی بے آب ہی یا طائرِ بس ہی کیا جبرِ گزری کہ تو خدا بنو ا
تیری جانب سے مجھ سے کیا بنو ا کیوں ترا آشنا عدو مہر سے مر کے اس کی لگی کی خاک ہوا مار ڈالا مجھے عدو کے لیے لے اثر تجھ کو پھر گلا کیا ہے	جب ترے غم سے آشنا بنو ا میں فنا ہو کے بھی فنا بنو ا حیف تو صبرِ آزا بنو ا جب کسی کا وہ بیوفا بنو ا
نخلِ الفت میں غم دار مگر کچھ بنو ا غیر کی شب کو شبِ قدر بنایا تو نے کرے غمِ بنا بہ فشانہ بھی اگر دل چاہے لاکھ سجایا اثر کو کہ ندے عشق میں جان	بار و بارِ باغِ جہاں میں یہ شجرہ کچھ بنو ا تجھ سے میرے لیے لے رشکِ فکر کچھ بنو ا اشکِ ریزہ سے تو لے دیدہ تر کچھ بنو ا ناشنو بھاتے کہنے کا اثر پچھ بنو ا
جموئے وعدوں پر تہائے جائیں کیا پرستش اپنے فتن کی ہونے لگی پے پشیمانی میں تہہ دارِ خطا آئیں گے پھر بھی وہی عشرت کے دن دل کو کھوئے ایک مدت ہو گئی	جانتے ہیں تم کو دہو کا کھائیں کیا داورِ محشر کو ہم بتلائیں کیا قتل کر کے جھگو کو وہ بچائیں کیا انقلابِ دہر سے جبرائیل کیا لے اثر اب ڈھونڈنے سے پائیں کیا
مقدور میں زباہ جو تھا مل گیا اُسے جانِ شیریں کی پروا نہیں	مجھے تو بتوں میں خدا مل گیا جسے دردِ دل کا مہرہ مل گیا

<p> کدھر جا کے یہ بیو فال گیا مجھے خوب یہ مشغلہ مل گیا مزا پتر کے شعر کا مل گیا ہے وہ بھی لے یار کیسا زانا تھا اُس سے بیکار دل لگانا تھا آپ کو تیغ آزمانا تھا ورنہ اپنا کہاں ٹھکانا تھا لے اتر دکھ میں اٹھانا تھا </p>	<p> ذرا دل کو دیکھو تو لے ہمدرد جدائی میں رونا ہوں آنھوں پھر ترا شعر کوئی سنا جب آثر میرے گھر بھرا انا جانا تھا جو نہ سمجھے کہ عاشقی کیسا ہے اُسے تھے بخت آزمانے ہم تو نے رہنے دیا پس دیوار دل نہ دیتے اُسے تو کیا کرتے </p>
<p> نہ اندیشہ ہی گلچیں کا نہ ہے صیاد کا دھڑکا تماشا ہی بچھانے سے یہ شعلہ اور بھی بھڑکا ترا توں جو لے قاتل ہماری قبر ہی بھڑکا ہر اک فرغ قصص کیا کیا ہے پیر جن بھڑکا جوا لو میں جواں بدحوں میں بد حال لو میں بھڑکا </p>	<p> میں لے بلبلو وقت اناں موسم بہت چھڑکا نیا کچھ رنگ نکلا روئے آتش ناک دھوپ سے ہم اپنی زندگی میں شیر میدان مجھت تھے صبا سے آید فصل بہاری گی خبر سن کر اتر تو لے بھی پایا ہے مزاج حضرت آتش </p>
<p> جو لطف کہ لب سے ترے ساغری اٹھایا غل پڑ گیا سرفقہ محشر نے اٹھایا لے گل جسے میرے دل مضطر اٹھایا الزام کمر زلف معبر نے اٹھایا ہرہ سے نقاب اس نہ انور نے اٹھایا انداز دنیا یا رے تیرے اٹھایا جو رنج علی کے لینے بود نے اٹھایا </p>	<p> شیشہ سے کہاں بادہ احرار اٹھایا عشاق کے آگے جو ہوا یا ر قد آرا اُس داغ کی صورت بھی نہیں لالہ کی دیکھی انگشت نال سے بھی ان کی نزاکت کیا چاندنی چٹکی مرے گھر میں جو شب وصل اب دیکھئے کیا تازہ بلا آتی ہے میرے مومن کے سوا اور اتر کون اٹھاسے </p>
<p> ہے عینمت ساقیا عالم شب حساب کا ہر ستارہ میں ہی نقش دیدہ بچھاب کا بانو نہر دیوار کے سر مارے ناسیلاب کا </p>	<p> چاندنی میں دور ہو جاوے شراب ناب کا کس کو اسے نیند میرے نالہ مست بگر سے سرکشوں کی عاجزی وہی ہے جیسے لے اتر </p>

<p>دلغ ہاے تن موزاں کو چراغان سجھا گہر نے گہر مسلمان نے مسلمان سجھا دست قائل کو جو دیکھا تو نکداں سجھا اپنی ہستی کو عدم کا سرو ساماں سجھا جس نے دیکھا اسے دیواں کو نکستہاں سجھا</p>	<p>شکل تکلیف کو بھی عیش کا ساماں سجھا مجھے دیکھا جو کبھی دیر کبھی مسجد میں دل مجروح ہے کس درجہ حریص آزار یہ حقیقت نظر آئی جو ہفاے موہوم گلہ خوں کے لکے اور تصاف یہاں تک کہ آتہ</p>
<p>کیا درد لا علیح ہے آزار عشق کا کب قابل سزا ہے گنہگار عشق کا روحانیو سے جب نہ اٹھا باعشق کا چھوٹا جہاں کے غم سے گرتا عشق کا لے دل نہ نام لیجو رہنا ر عشق کا کاری لگا ہی دل پہ اثر و عشق کا</p>	<p>چنگا نوحہ صبح سے بیا ر عشق کا سن لو تو یہ جرم خدا کو بھی پسند ہم خاکوں کے سر پہ یہ بار گراں گرا دل دیکے قیدِ رخ سے آزاد ہو گیا دونوں جہاں کے رنج و الم کا ہی نام عشق انکھوں سے خوں جو آٹا ہی اس کو کیا لکھ</p>
<p>کار گر غیر کا ستم نہوا غم ہی ہے کہ تجھ کو غم نہ ہوا پھر نہ کہنا کہ جام جم نہوا</p>	<p>غم اٹھانے سے عشق کلم نہوا اپنے مرنے کا غم نہیں مجھ کو جام جم ہے اتر ترا دیواں</p>
<p>جو یوں پایا لو کیا پایا نہ پایا نہ پایا جیسے پایا ترا دیوانہ پایا نہ پایا نہ وہ تھے جیسے انہیں ویسا نہ پایا دہان یار کو غفانہ پایا نہ پایا نہ مزا سوز محبت کا نہ پایا نہ پایا نہ مگر ہم نے اُس سے دیوانہ پایا</p>	<p>انہیں پایا مگر اتنا نہ پایا جسے دیکھا ترا سرشار دیکھا جب آئے نو نکر دشمن کے گھر سے غلط پر دازیاں ہیں شاعروں کی جلی لے شمع لیکن تو نے کچھ بھی بہت ہیشا ر سننے تھے اثر کو</p>
<p>ہم پر وہ ستم ہے کہ کسی پر نہوا تھا صحراے طلب میں کوئی رہا نہوا تھا گو بہر بھی کبھی قطرہ تھا گوہر نہوا تھا</p>	<p>دم بھر کا بھی آرام مفد نہوا تھا جز خیر ہننا دل وحشی کو ہماے نا چیز کو افتاد بناتی ہے گرامی</p>

<p>دار انہوا تھا کہ سکندر نہوا تھا آرام کی خاطر دل مضطرب نہوا تھا ہوا ہوس گئے اسے یا مگس جام شراب ہوں گے آخر ہی فریادیں جام شراب درد ہو یا کہ ہو خاشاک جس جام شراب ہیں آتی جو صدائے جس جام شراب لے اتر خوب ہین ہین دس جام شراب یا نصیب بخش دشمن ہو گئیں شب پا دوست دل جسے کہتے ہیں اہل دل ہی جا دوست خاک ہو کر بھی ہمیں رہنا ہی رہا ہے دوست اپنے حال دل سے واقف ہی دل کا دوست شش جہت میں ہی عیاں حسن ہمارے دوست تھپے آئی ہی صبا بوسے روں ناز دوست مرگن پر وہ فرما میں زبان سے دوست پردہ دل میں سناں ہی چہرہ رہا دوست کچھ تو لازم ہی خیال غمت فدا ہے دوست</p>	<p>لے تاجوڑتا جو بر عرصہ گیتی کیوں شکوہ تنکلیف اثر لے زبان پر دل میں اہلکے بھری ہی ہوس جام شراب محبوب توڑ نہ یوں شیشہ دل زندہ کا ساقیا رہ نہ بلا لوشن ہوں پی جا و نکا محبوب راہزن قافلہ عیش ہوا یار چہ پیٹے کو کتاب ہے پس و پیش نکر یا تھے ہم راحت گزین بہر دنیا دوست عوش اعظم کیا ہی پیش تہ والے دوست نہ نہیں گر کشہ دشمن کرے تو اے فلک آستانے لب کروں کیوں راغمانا جھڑپ چاہی نگاہ شوق نظارہ کرے بار پایا لاج کیا تو نے حریم یار میں شاہ کیا ہوں رشک ہے اپنے حراج کی بات دیدہ باطن سے گھر بیٹھے تماشا کیجئے دا کا طالب نہوا لے اتر و زجرا</p>
<p>دل کی گمانی اس کو سنائی کی طرح آورہ پھر سی صبا بھی حری طرح تو بھی ہی پھر اس سنگر حری طرح مومن کی ہوتی ہی جو نکالی ہوئی طرح دعاوی سمہری نہیں جگلو کسی طرح عادست نہیں کہ پھر کالوں کوئی طرح</p>	<p>چھٹا نہیں چھوڑا سے ظالم کسی طرح بھمانہ میرے درد کو ظالم کسی طرح وہ گل کہاں چہا ہے کہ جس کی تلاش میں حب سے لیا ہی تو نے دل مضطرب مرا شاہ کو پیش آئی ہیں کیا کیا نہ دقتیں ابتداء کی غزل پہ غزل کیا کوئی لکھے دشمن نہ ذوق کا ہوں نہ ناسخ کا دوست</p>

<p>کافر ہوں اس میں ہو جو مجھے شک کسی طرح کوئی غزل سرا نہوا میر کی طرح</p>	<p>غالب کو مانتا ہوں کہ استاد دوسرے کا لیکن اثر جو دیدہ حق میں سے دیکھنے</p>
<p>نازاں ہوں اپنی طاقیت دیدار دیکھ کر پھر ہنسنے لگے دیکھ سیتے ہیں ہر بار دیکھ کر</p>	<p>موسمی نہ لاسے تاب نہ بخ یار دیکھ کر سیر کی نہیں نصیب ہمیں تیری دید سے</p>
<p>اُس دلکن کو دے لے آزار دیکھ کر نہ کہنے کو محسوس کریں کیونکر</p>	<p>بھر دل کو ذوق لذت ایذا ہوا اثر شعب فرقت بسر کریں کیونکر</p>
<p>میری جانب نظر کریں کیونکر اُن کو اپنی خبر کریں کیونکر</p>	<p>اُن کی تیغ نگہ کا مارا ہوں کچھ ہم اپنی خبر نہیں رہ سکتے</p>
<p>اس کا شکوہ اثر کریں کیونکر ایسی کوئی دن وادی جوں میں گذر کر</p>	<p>شوریدگی قیس کے عالم پہ نظر کر پھر مرے دل کو ہوئی وحشت بیابان دیکھ کر</p>
<p>تلوے چھلانے لگے خارِ مغیلاں دیکھ کر پانی پانی ہو گیا ابرساراں دیکھ کر</p>	<p>بل بے اپنے دیدہ خوبا بہ افشاں کی ہلار مائیہ ہمدردی جان ہی درون اہل درد</p>
<p>پھر قفس میں آئیں گے سیر گلستان دیکھ کر ہو گیا فی النار حاسدا پنا دیواں دیکھ کر</p>	<p>ہو نہ بدظن ہم سے اُسے صیاد جانی بہا تاب کیا لانا کلام برق دم کی بے آغز</p>
<p>جو سن پر فیض بہاری ہی چین میں اس میں کیا ترے دل میں نہیں ہوتی رہائی کی ہوں</p>	<p>جب نیم صبح کتنی ہی کہ لے مرے قفس کیا تمنا سیر گلشن کی ترے جی میں نہیں</p>
<p>ہوں گرفتار قفس چلتا نہیں کچھ اپنا پس سیر گلشن کے لیے اتنا نہ اسے ناؤں میں</p>	<p>جب قلع بڑھتا ہی اپنے دل کو یہ کتا ہوں ہی اسیری میں اثر و زباں یہ قول نہ</p>
<p>دل گرفتہ ہوں مجھے یکساں ہی گلزار قفس ناصح ہی سبب بہ بالا رب العلا کی خواہش</p>	<p>کیونکر نگوئی دل کو اس دلربا کی خواہش رہتی ہے تجھ کو اسکی زلف دوٹا کی خواہش</p>
<p>خوابش بھی ایسی خواہش اسے دل ہلا کی خواہش ترے ستم کی حسرت تیری حفا کی خواہش</p>	<p>ظالم وہ کون دل پہ جیس ہیں بہری ہی نظم وہ کون دل پہ جیس ہیں بہری ہی</p>

<p>اے خالق دو عالم یہ کیا معالہ ہے پامال جو رہم ہیں باغ جہاں میں ورنہ ہے موت ہی مسیحا ہے درد ہی ملاو منہ دیکھ کر کسی کا خاموش رہ گیا میں ہتھ اتھر سنا ہی مال رضا کو کہتے</p>	<p>اُن کو جفا کی خواہش مجھ کو وفا کی خواہش تیرے قدم سے نکلی کیا کیا خانگی خواہش تیرے مہین غم کو کیسا ہوشخاکی خواہش پہنچی کہاں زبان تک مجھ بیوا کی خواہش اپنی وی ہی خواہش جو رخ کی خواہش</p>
<p>سے بڑا عجب کہ جاں کی نہیں زن کو اطلاع دچار دن میں فصل بیماری کا کوچ مستی ملی ہے بال سنوارے ہیں یار نے سینہ کو چاک کر کے اتر گیا دکھائی</p>	<p>راکب کی ورنہ ہوتی ای تو سن کو اطلاع اسکی نہیں ہی بلبل گلشن کو اطلاع سنبھل کو ہی خبر نہ ہی سو سن کو اطلاع ہی داغ دل سے اس نے روشن کو اطلاع</p>
<p>بد لاہو ہے جب سے چن کی ہوا کا رنگ رنگیں مزاج رکھتے ہیں ہر بات کی تہیز ستے ہی میری عرض ہوا لال انکا موٹہ لالہ شہید ہی تری دستار شمع سجا</p>	<p>اچھا نہیں ہی بلبل رنگیں نو کار رنگ ہم جانتے ہیں آپ کے ناز وادکار رنگ بکراشب وصال حیرے مدعا کا رنگ گل غرق خوں ہی دیکھ لے تیری تھکا رنگ</p>
<p>بیشک کوئی ولی تھا آخر تیرے کلمہ سنج اتن ہی کوئی خستہ درد جگر کہ ہم بے جوہروں کا دعویٰ تو تیر ہی عبت ہے بالاے بام آب کے سونے سے ہلو کیا جادو سے خیم سے ہمیں دیو انہ کر دیا تیری گلی میں اے مہتاباں شب فراق آئے گرم سے پیش تم کے جواب ہیں روئے سخن کا ہم سے گلا کیوں ہی غیر کو کوئی گل دیدہ ہی گھزار میں کہ تو کہنے نہ تھے کہ دل کا لگانا عدا اب ہے</p>	<p>سبب جو دے خاص ہی اس کا رنگ بلبل بھی نالہ کش ہی مگر اس قدر کہ ہم دنیا میں قدر پاتے ہیں اہل ہنر کہ ہم اس سے فروغ یاب ہی خیم فر کہ ہم اس میں قصور وار ہی توفیقہ اگر کہ ہم سر گرم نالہ غیر ہا رات بھر کہ ہم کرتا ہی بون حد سے کوئی درد کہ ہم رکتے ہو بات چیت میں تم منہ دہر کہ ہم آوازہ کش ہی بلبل شوریدہ سر کہ ہم اب بیقرار تہجر ہیں تو ہی اتر کہ ہم</p>

تیمارست ہی نہاں اُنکے تسم بھاپنساں میں
 مرتع یار کا ہی جو غل پہ بنے دیاں میں
 کہ شوخی ہی جیسا کے ساتھ ان کی سیم قباں میں
 تھنہ سے رنڈ خالی ہاتھ ہوں فصل بہاڑ میں
 چھو ہاتھوں نے نشتر جاہگر میری رگ جہاں میں
 جنت بلبل نے طرح آئیناں ڈالی گلت سائیں
 دود عالم کی ہر جمعیت تری زلف پیمشاں میں
 درازی یو نتو کچھ ایسی نہیں اس تک غرقاں میں
 وہ کا فر جس سورختے پیرین میں مسلمان میں

لہو جس نے ہر دم رولا یا ہمیں
 کہ آئندہ خدا یا د آیا ہمیں؟
 کسی دم اگر ہوش آیا ہمیں
 تجھے دیکھ کر صبر آیا ہمیں
 رہا دیکھ اپنا پر لایا ہمیں

طوبائے تمنا میں غم آئے تو جانیں
 وہ یوسف گم گشتہ جو حکم آئے تو جانیں
 ہاتھ ان کے جو مضمون کمر آئے تو جانیں
 گلشن کی جیسا لیکے خبر آئے تو جانیں -
 اس ان کی دودل کو اثر آئے تو جانیں

رنگ روئے بہاڑیں دونوں
 پھر میں ناگوار ہیں دونوں
 جگر و دل دنگا رہیں دونوں
 ورنہ آپس میں یا رہیں دونوں

عدو کا رنگ ہی نہنگ نہ محشر کے سماں میں
 مرے حسن بیاں سے اک بہاڑ تصور پیر میں
 اسی جاہ و سوائے ارباب نظر کو مار کھا ہے
 سبھی گل، بکف گلشن میں ہیں ارضا کراہے
 یہاں کیوں ذکر اس کے دشمنہ خونریز کا نکا
 نزاں جیسا دلچسپ - باغبان سب ہی کا گم کا
 اسی سے پائی ہی شیرازہ کو شن نے بندش
 ہوئی جاتی ہی بار بار کیونکر سینہ دل سے
 ہوا ہی راہ کعبہ میں اثر کا ہمسفر ہے

دیا تو نے وہ دل خدایا ہمیں
 یہاں تک تہوں نے ستایا ہمیں
 ترانام لیکر کمالیہ ہاتھ؟
 یہ بیٹیا بیاں غیر کے واسطے
 اثر شکل اپنی ہوئی پیر کی

وہ کسد و خراماںج ادھر آئے تو جانیں
 یعقوب چغت متغیر یا رہیں لیکن
 اوصاف کمر کتنے میں کہ ہی شعرا کو
 مرغانِ قفس گوش بر آواز ہیں لیکن
 لے لے ہیں مداو کے لیے عیسیٰ مریم

گل تمنا سے غدا میں دونوں
 نغمہ و می کا ذکر مت چھیڑو
 انکی تیغ نگہ کو مت پوچھو
 دیکھو دل میں جان کے دشمن

دیکے دل ہم تو وہ اُسے لیسکر	اے اثر بے قرار ہیں دونوں
اثر آوالم جب دل ناکام ہیں	گوش دلمائے تباہ حورو الزام ہیں
طلب عینیں اہل ستم سے ثنایاں	عذریہ قصیر بحر خجالت الزام نہیں
وہ ظرافت سے اثر تھکے کما کر ہیں	لذت بوسہ بہ از لذت دشنام نہیں
کیا تجھے کام بجز نالہ و فریاد نہیں	مشغلوہ و کوئی اودل نا شاد نہیں
مدت عمر جنوں عمر سے کچھ نحوڑی ہے	دشت سے پھر کے کمان چائیں گے گیارہ نہیں
حکمت آموز نہیں اہل جفا کی تعلیم	لطیفہ بور حد وسیلی و ساد نہیں
طلب درد سے غافل نہوے دل دم نہیں	واقع لذت عم وہ ستم ایجاد نہیں
شکوہ غوث کا فر کرتے ہو غالب کی طرح	مگر کو پیری یاران وطن یاد نہیں
سنا حال دل پر کیا کچھ نہیں	مگر کان دھر کر سنا کچھ نہیں
کیا خوب جو کچھ خدا نے کیا ہے	تو تم سے ہلکو گلا کچھ نہیں ہے
حسینو کہیں گئی سے خوشتر ہو تم	مگر تم میں بوسے وفا کچھ نہیں
نہ گل پر ہی جو بن نہ بلبیل کو جوش	چمن کی وہ اگلی ہوا کچھ نہیں
تبول کی پرستش کماں تکا اثر	مگر جھگو خوف خدا کچھ نہیں
شام کو جب ہجر رخ چلتے ہیں	دل جلے سیر کو نکلتے ہیں
مرضطرب کیا ہو رہروانِ عدم	کچھ تو عھد کہ ہم بھی چلتے ہیں
کون ان کو اثر وہاں ہو بچائے	حضرت ل جہاں بہلتے ہیں
لوگ جب تیرا نام لیتے ہیں	ہم کلیجے کو تھام لیتے ہیں
باہ بھی مست ناز ہوتا ہے	جس ادا سے وہ جام لیتے ہیں
جانکر میر کا کلام اثر	لوگ تیرا کلام لیتے ہیں
ہر بات پر وہ کرتے ہیں تکرار کیا میں	جھگڑا بڑھاتے رہتے ہیں بیکار کیا میں
ہر دم و دل کو دیتے ہیں آزار کیا میں	ہر لمحہ زندگی سے رہتے ہیں سزا کیا میں
وہ دل کا مول کر رہے ہیں چپے منہ ہیں ہم	لھو لہو مال میں خریدار کیا میں

<p>دیتے ہیں سوال کا عیسیٰ کوئی جواب میری بھلی بھی اُن کو بری لگتی ہے اتر رات کیسا کیا نہ بڑا ہا در در حرکت پوچھو ہمدوم کہ تو چکے حال دل خوں گشتہ محفل غیر میں سے کئے چہرہ گلشن چہرہ غیری آئینہ ہمارے غم کا کچھ خد جانتا ہی جیسی بسر ہوتی ہے</p>	<p>اچھی نہیں ہے حالت بیمار کیا کیس جیسے ہیں وہ حد کے طرز کیا کیس کس خرابی سے کئے چار پہر مت پوچھو اب ہیں تاب ہیں بار دگر مت پوچھو رات جس رنگ سے وہ آئے نظرت پوچھو ہمیں جیسی ہے عنایت کی نظر مت پوچھو زندگی ہے کہ مصیبت ہی اتر مت پوچھو</p>
<p>وضع اجاب جاں وجہ سخن ہی ہمکو اشک ریزی سے تری بزم میں اے غیر تہ جو اجاب و مقام سے سیاحت ہے اتر وہ جنس و فاقہم تلے پار کو بھلا اب تو دل میں نظر آئے آپ جو برعکس ہی آپ کا قول و فعل دو کیا پلاتے ہو اے ہمدوم ہمت ابر و تا پھرا ملک ملک چمن میں جو نالے ہمارے سنے اثر بے زری میں کرو رہن بے</p>	<p>شام غربت سے تر صبح و طن ہے ہمکو صورت منع کہاں تاب سخن ہی ہمکو قصد ترک وطن و سیر دکن ہے ہمکو کہ ہونا زجر سپر خریدار کو ہمت ہم ترستے تھے دیدار کو ہم اقرار سمجھیں گے انکار کو اذیت بند و دل کے بیمار کو یہ ہو پنچا مری چشم خونبار کو خشتی لگ گئی بلبلس زار کو تم اپنی فضیلت کی دستار کو</p>
<p>الچی سلجی رہنے دو کیوں آفت پہر لاہو انکیں جہنگی جانی ہیں متولے کیسی ہو رہے دل سے اتر کیا کہتے ہو ہی جا کا سودا حسن نہ شمشیر جفا شوق سے سر رکھتے تو کیا اسیرانِ قفس سپر کے خواہاں ہوتے حجر عشق سی دل تھا مگر مایہ ناڈ</p>	<p>دلی آجمن برستی ہے جب زلفوں کو سلجاتی ہو جاگے کسی سنگت میں جو نیند کے آوازے ہو تم بھی تو دیوانے ہو دیوانے کو سمجھاتی ہو لیکن ایثار ہمارا سا جگر رکھتے تو آمد فضل ہماری کی خبر رکھتے تو آبرو اس کی تم لے دیدہ تر رکھتے تو</p>

<p>مال کو باہی سہی تو کجی اثر کہتے تو قدرت حق دیکھا ہے اپنے گھر میں آئینہ نیکیا آئینہ کا قطرہ چشم تر میں آئینہ صاف خبر نیکیا تیری مکر میں آنسبہ سنگ خاک آلودہ اپنی نظر میں آئینہ کیوں نہ بن جاوے تو ادھر سے اثر میں آئینہ</p>	<p>دیکھے دل ہو گئے بیدل پر کیا کیا گئے کیوں رہی چیراں نہ درست سیمہ میں آئینہ خوجہرت کس قدر اپنا دل خجروں ہوا دیکھا اے قاتل صفا ہے حسن کی تاثیر سے جب سے دیکھا ہی ترے روئے مصفا کو غم یوں ہی گرا سکی سسختی تری پر ہی</p>
<p>اپنے سرشار کے احوال تو نہ بچر سے پوچھ کچھ کہتے ہیں تری شمشیر چٹنیر سے پوچھ فیس کا حال ہی کیا فیس کی نصویر سے پوچھ کسکو کہتے ہیں غزل گوئی اثر تیر سے پوچھ بنیاب میں مرغانِ نفس اور زیادہ آنے لگی آواز جرس اور نہ زیادہ ارشاد کی حاجت نہیں بس اور زیادہ کہتے ہیں وہ منکر کہ ترس اور زیادہ حمیت سے ہو تیر فرس اور زیادہ ہوتی ہے جوانی کی ہوس اور زیادہ</p>	<p>دل سے کیا پوچھتا ہی زلف کر پھر سے پوچھ میری جا بنازی کے جوہر سے نہیں تو وقف پر شش حال کو جاتی ہی کہاں اے لیے یوں تو ہستادن شعر بہت سے گزے ہے جوش ہمارا کسے برس اور زیادہ ہو شیار ہو جنوں کہ قریب آگئی لیلے کیا ذکر دوسے حق غرض بوجھ گئے ہم جب اپنے ترسنے کو بیاں کرتے ہیں نے برہتی ہے سوا غم سے طبیعت کی روانی پہری میں اثر شامت اعمال سے اکثر</p>
<p>جس چیز کی طالب ہی طبیعت میں ملتی بے پنج سے جان کو راحت میں ملتی ظالم مجھے دم لینے کی فرصت میں ملتی کچھ کہتے مزدوری الفت میں ملتی ایثار سے خالی تری صحبت میں ملتی سرکار میں دوہرہ کی خدمت میں ملتی پتھر سے کو گفتار کی طاقت میں ملتی</p>	<p>دولت میں ملتی ہی کہ عزت میں ملتی مدت سے جو دل ہی تری بیدار کا خوگر ہے وار پیا پے جو تری تیغ جفا کا ثابت ہوا فرما دہ تری کو کہنی سے سینہ تو مراد محبت سے ہمارا ہے اس عہد میں کیا حال بڑا ہی شرف کا کیا حال دل زار اثر جھکو سنا ہے</p>

<p>سجھ کے دل نے فرے یار کی جفا کھلے تری سرشت پر لے یار بیوفائی کی خبر جو لیگی گلشن میں تیری آمد کی انیں خبر نہیں اکسیر خاکساری کی</p>	<p>دہان زخم کھلے شہرِ حجب کے لیے وفا تیرے لیے ہی نہ تو وفا کے لیے بہارِ شوق میں گل نے قدم جھسل کے لیے جو خاک چھانتے پھرتے ہیں کیا کے لیے</p>
<p>لکشی مری نجات کے ساحل سے جھلے چلاے ہم کہ ہم کو دل مبتلا ملے جنت میں دل دکھائیکو وہ بیوفائے دیگر کی گلی میں ملے بھی تو کیا ملے ایسی کوئی شراب ہمیں سا قیام ملے بھٹکویہ غدر کیا ہی کہ غدرِ جفا ملے سچے تو رہ گئے تھے مگر اُن سے جھلے</p>	<p>یار ب ترے کرم کی موافق ہو اٹے پوچھا کیا جو روز ازل کس کو کیا ملے یار ب ہی سزا ہمیں روزِ حجب اٹے منا اسی کو کہتے ہیں لے بختِ نارِ سا بدست چاہیں داوڑِ محشر کے سامنے ظالم تری جفا میں نہیں غدر کچھ ہمیں عجالت سے رنگاں عدم کی ہم لے اتر</p>
<p>وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں ہی ہم کو بھی اُن سے جائے شکایت نہیں ہی اچھا ہوا علاج کی حاجت نہیں ہی اب شاد ہو ضبط کی طاقت نہیں ہی وا حسرتا کہ وصل کی حسرت نہیں ہی میکش تو اُٹھنے والے نہیں ہیں حزار سے</p>	<p>دا حسرتا وہ بزم وہ صحبت نہیں ہی جب دوستوں کو ہم سے صحبت نہیں ہی کارِ مسیح شدت آزار بنے کیا دلِ وضع احتیاط سے لے آہ تنگ تھا دل کو فنی طلب سے کیا یا س نے اتر اُدا ز صور کون ستیگا، شمار سے</p>
<p>شاخیں نہ بچھٹ پڑیں کہیں ہو لکھنوار سے دل بلبلوں کے جانے لگے اختیار سے اپنی خزاں بھی کم بین فضل بہار سے مگر ہم پر جو ہی غرا ستم ایسا بھی ہوتا ہے معاذ اللہ انسان کا قدم ایسا بھی ہوتا ہے سقم کے بعد کرتے ہیں کرم ایسا بھی ہوتا ہے</p>	<p>امسال ڈر ہی جو ششِ فصل بہار سے گلشن میں آمدِ فصل بہار سے بہری میں دل کو ربط ہی اک گلغذاری جفا میں ہوتی ہیں گھٹا پر دم ایسا بھی ہوتا ہے عدو کے آتے ہی رونق سدھاری تیری محفل کی رکاوٹ ہی خلش ہی چھڑ ہی ایدا پہ اید ہے</p>

کبھی سعدین ہوتے ہیں ہم ایسا بھی ہوتا ہے
 محبت میں ترے سر کی قسم ایسا بھی ہوتا ہے
 کرم ایسا بھی ہوتا ہے سقم ایسا بھی ہوتا ہے
 ہمیں وہ دیکھ کر کہتے ہیں غم ایسا بھی ہوتا ہے
 کریں دعویٰ خدائی کا صم ایسا بھی ہوتا ہے
 حیا دہم نفس میں رہیں دل کو مار کے
 ہوتے جو اپنے دیدہ و دل اختیار کے
 کچھ کم نہیں ہاڑ سے دن انتظار کے
 اس وقت کام آو دل بیقرار کے
 ہم ہاتھ میں پڑے ہیں دل بیقرار کے
 تم اپنا کام دیدہ ناکام کر چکے ہو
 ہم بیقرار قبر میں آرام کر چکے ہو
 تب آپ عاشقی میں اثر نام کر چکے
 یوں نہ بیکار ہم جیسے ہوتے
 ہم گناہ اور بھی کیے ہوتے
 مے سے تو بہ اگر کیے ہوتے
 دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیسا دیکھے
 کہ نہیں دشت محبت کا وہ رستا دیکھے
 پھاڑ کر پردہ محل مجھے لیلے دیکھے
 اور کوئی دل مینا بکواسجا دیکھے
 تو سن طبع مہرے سامنے چکا دیکھے
 پلاس پھولتے ہی نیکی بن میں آگ لگی
 روانہ شیخ و دل برہن میں آگ لگی

دل عجز آخر انتہا ہے ہر خواست کی
 نگر شکوہ ہماری بے سبب کی بدگمانی کا
 ہمیں بزمِ عدد ہیں وہ بلا تے ہیں مناسے
 نہ دردِ جدائی سے جو واقف اسکو کیا کیسے
 سمجھی کچھ ہوتا رہتا ہے اثر انکی خدائی میں
 جب ہوں زبانِ خلق پہ چہ پتے ہمارے
 نا صبح غمِ فراق میں ہم ہوتے یوں لہو
 کرتا ہوں عاشقی میں قسم کو کہن کے کام
 سینہ سے آملو کہ نہیں طاقتِ فراق
 کیونکر ہمیں قرار کا پہلو ملے اثر
 رسوا جہاں میں خلق میں بدنام کر چکے
 مرنے پہ بھی رہا جو یہی اضطرابِ دل
 بدنامیوں کا خوف اگر یوں لگایا
 دل کیسکو اگر دئے ہوتے
 کاش لے رحم داورِ محشر
 کئے کیونکر اثر ہمارے دن
 آنکہ والا ترے چہن کا تا شا دیکھے
 کیا رکیس خضر سے ہم چشمِ ہدایتِ دل
 میں ہوں اسے قیسؔ جنوں کہ نہ چہرت
 تجھ سے لے نا صبح ناداں سے تجھ سے
 شہسپاری سخن کا جسے دعویٰ ہوا اثر
 نہ صرف گل کی بدولت نہیں میں آگ لگی
 بتوں کی شعلہ زخار کی حرارت سے

<p>ترے ہونے عقیق میں آگ لگی نہال آرزوے کو ہنس میں آگ لگی حدو کے دعویٰ شعر و سخن میں آگ لگی</p>	<p>نہیں یہ رنگ فروزاں ہی آتشِ غیرت ہر اچھا منو کیوں نکل عشقِ خیرت مرے کلام شہر بار کے اثر سے اثر</p>
<p>دل پر ہائے داغِ شب انتظار ہے نظارہ سوزِ غارِ ضیائیاں یار ہے اے دل یہ کیا کہم کہ وہ غفلتِ شعار ہے دل پر ہی اختیار نہ قابو میں یار ہے سوزِ غم: رول سے نفسِ شعلہ یار ہے</p>	<p>کب بعد مرگ حاجتِ شمعِ مزار ہے ہر ذوقِ فردِ مع حسنِ ہر نا کامی رنگا ہ کہ چچا ستم سے ہائے جو اس نے تو غم نہیں کس بے بسی میں لے مرے مالکِ ہری بچا گر می مرے کلام میں کیوں نہ نہوا اثر</p>
<p>نوسر بری ظالم جہر جاے کوئی بجای اگر تجھ پر جاے کوئی نہ تمہاری گلی میں اگر جاے کوئی عدم کی جولا سے خبر جاے کوئی ستمِ زیر دستوں پہ کر جاے کوئی</p>	<p>فلک تجھ سے بچ کر کہ ہر جاے کوئی قیامت کا قد ہی ہلا کی ہیں آنکس ہے خاک ہو کہ اسی سر زمیں کی یہ کمد کہ ہم کو بھی مہراہ لے لے خدا دیکھتا ہے خدا دیکھتا ہے</p>
<p>لپٹنے پاؤں سے بلائے ساقی رجحیم بیوقوفِ بنا دے ساقی نہ میں شوا سب نہیں کیا دے ساقی کوئی وا غلط کو بلائے ساقی زلزلہ چہرے سے ہٹا دے ساقی توڑی سے ہر ہفتہ میں جو دے ساقی ہر پرستو نگو سنا دے ساقی</p>	<p>جامے منہ سے لگا دے ساقی سچ کو دل سے ہٹا دے ساقی نہ کربچے خانہ تمسار ساقی نہ میں ذکر سنوں جو رو سنا مے پرستی پر گلشن کی ہوں پوشش آنے لگے جسمِ جھک کیا پستانہ اثر کی ہر غزل</p>
<p>رہتی تھی فتنی جھک نہ دو دو پھر ایسی کیا لائی صبا جا کے چن سے خیر ایسی امید نہ تھی تجھ سے نسیم سحر ایسی</p>	<p>پہلے تو تھی شہتِ درجہ جگر ایسی مرغانِ نفس مر گئے دم بھر میں بھر کر اس گل سے لگا اے کیوں نہ نظر سے</p>

<p>لا سے تو کوئی پہلے طبیعت اثر ایسی جھکو دے غطا خدا خراب کرے لطف فرمائے یا عتاب کرے بھر سے ہم سہری جہاب کرے ترک کیونکر کوئی شراب کرے کس طرح کوئی شب کو خواب کرے</p>	<p>ہے تیر کے انداز کو خستہ بگری ہر ط اس چمی پر وہ عذاب کرے سب ہے موقوف اس کی مرضی پر زور کرے وہ ناتوانوں کو بخودی کا بھی ایک عالم ہے اسے اثر تیرے شور نالی سے</p>
<p>ہوایاں کی ناساز پا کر چلے : وہ جب آئے بھکو رو لا کر چلے وہ مدفن سے دامن بچا کر چلے : قیامت کا عالم ہپا کر چلے حق عاشقی ہم ادا کر چلے ہمیں اپنا بندہ بنا کر چلے جو کرنا تھا ہم لے خدا کر چلے جو ہو کر بکند ذر لٹ کر چلے</p>	<p>دل اس باغ سے جو اٹھا کر چلے کسی ڈھب سے دل کو دکھا کر چلے موسے پر بھی ہم سے ہے ان کو غبار گئے سیر گور غریباں کو جب کیا جان و ایمان بچھہر نہار نہ آیا نہیں کچھ بھی خوف خدا ملائے مقدر سے اعمال کو اثر باغ دنیا سے گل کی طرح</p>
<p>ساتھ بازار کا بازار لیے پھرتی ہے سر ہر کوچہ بازار لیے پھرتی ہے جستجوئے کمریاں لیے پھرتی ہے کج تک حسرت دیدار لیے پھرتی ہے ساقہ میں گرد کی دیوار لیے پھرتی ہے اپنے سہرا صبا بار لیے پھرتی ہے پیش رو زن پس دیوار لیے پھرتی ہے ہم دل میں کوئی سرت دنیا نہیں رکھتے بیکار کسی شخص و بچھا نہیں رکھتے</p>	<p>حسن کی جنس خریداریاں پھرتی ہے در بدر حسرت دیدار لیے پھرتی ہے عدم آباد میں آنے کا سبب ہی ظاہر دیکھ لے جان جہاں شمس و قمر کو دن رات دشت میں میس کو کیا آئے نظر جب گل سے کیوں کہ نہیں دیتی پیام بلبل حسرت دیدار حضرت آتش کی طرح عزت کی ہوس زر کی تمنا نہیں رکھتے سر چوڑنے دو چارہ گرد ہاتھ نہ رو کو</p>

<p> زخوف نہ کیوں عصمت میں ہیں دل دیکھے سپر پوڑے مر جائے لیکن منکر میں ترے حسن دل افروز سے محروم پہنچی ہر کہاں ان کی عداوت کی ترقی آنسو ہیں کہ جاری ہیں اثر دیدہ ترے تیری نگاہ اور کہ ہر بند نظر گئی کیا آئے اے صبا مجھے پر وار کا خیال شوق جفا کے خوف سے رونیل گا عدو نامہ گزشتہ نصیب عدد و رہا لیکر عدد کو ساتھ وہ پرشش کو آئے ہیں تنہائی طریق گوارا نہ کر سکیں میں ہی نہ اسکی نرم سے روتا اٹھا اثر </p>	<p> واقف ہیں کہ ہم خون کا دعویٰ نہیں کتے یہ کام ہیں ایسے کہ بیجا نہیں رکھتے کیا دیکھیں تجھے دیدہ بینا نہیں کتے وہ میری محبت بھی گوارا نہیں رکھتے رونے کے سوا تم کوئی دہندہ نہیں کتے دل کی طرف گئی کہی سوی جگر گئی مدت ہوئی کہ آرزوے بال ہر گئی جب اس ستم شعار کو میری خبر گئی اپنی بھی زندگی کھوئی صورت گزری گئی واحتر تا کہ لذت درد جگر گئی حسرت ہمار ہی ساتھ پس ناہم گئی آنسو بہاتی شمع بھی وقت سحر گئی </p>
<p> دو چار دن کی سیر چین کو دکھا گئے گل اور عندلیب میں جھگڑا لگا گئے مٹی دیدنی بہار ہمارے غبار کی بانگ جس نہ غلغلہ کو س صدم دم بھر بھی بے جس نہ ہا کاروان عمر جب کھوپکے تو سادگی طبع سے اثر بے ترے اے گل جن میں کیا ہمارے مطربان خوش نوا ہیں سازگار اہل شوق شمع ہی قانون عقل و اعظا بر ہم بنو آگے آگے کیوں نہ عاشق گوش بر او بنو آتشے ساز لذت ہی دل بہ باب شوق </p>	<p> گل اے صبا ہمار میں کیا آئی کیا گئے سیر چین میں تم یہ نیا گل کھلا گئے ان کی گلی میں ہم سر دوش صبا گئے جو قافلے عدم کو گئے بے صدا گئے نالے ہمارے ساتھ بجائے در گئے اُن کی گلی میں ڈھونڈنے دل بارہا گئے گوش دل زحمت کشی نہی خار غم ہے منزل مقصود بد حال لاں دیا رنغمہ ہے صرف چند اصوات موزن پر مدار غم ہے ہر سخن کو جس کے حاصل اعتبار غم ہے طبع ناموزوں زاہد ہنر سار غم ہے </p>

<p>کچھ لب شکر قشاش سے ہو چمن میں لہنے پینے بنے جو گن کون دکھلا نیکو ہی اپنا کمال کوئی فصل گل میں واعظ کس طرح تو کہے موعظت پلستین غزلت کو کیا ہاں کہے ہی صلے خوش دل محزون کو تینا کی کی شکل حکم کی اسپر بھی کیا قاضی نے جاری کر دیا مبتلا سے آفت جیسا دیکھ بلبل ہوئی ہی گراں بزم طرب اس بہت کی تر میں اثر</p>	<p>بلبل شیریں زباں امیدوار نغمہ ہے آج حافل میں کبھی کو انتظار نغمہ ہے یہ تو وقت بیگشتی کی روزگار نغمہ ہے دل پہن جذبہ سے اختیار نغمہ ہے لاکھ برٹے میں بھی ظالم بیکار نغمہ ہے شہر میں ہر سمت بریا گیر و دار نغمہ ہے درہم دہر ہم چمن میں کاروبار نغمہ ہے کوہ سے سسلیں زیادہ جھکوا بار نغمہ ہے</p>
<p>جان یہ کہتی ہی مرے اللہ کیا ہو جائے ساتھ غیروں کے شریک مر جا ہو جائے نکمیت گل بنے گلشن سے ہوا ہو جائے بندہ بے مدعا ہو کر خدا ہو جائے نیستی سے درد سہنی کی دوا ہو جائے گنبد گردوں کی صورت بے صدا ہو جائے اُن کی خاک آستان پر نقش ہو جائے کر بلا میں مر کے خاک کر بلا ہو جائے</p>	<p>دل یہ کہتا ہی احسنم تجھ فدا ہو جائے دست قائل چو بیٹے صرف عا ہو جائے قید ہستی سے فنا ہو کر رہا ہو جائے ہی دل بے آرزو ہونا کمال بندگی کچھ امعد وہی تن سے علاج ربخ دل ہاں میں ہاں کرنا میں شیوہ اہل وقار غیر اٹھائے بھی اگر اے دل تو اٹھا ہو حال انتہائے آرزو اپنی ہی لے اثر</p>
<p>وہ تو ہمیں ہمیں کے سوی غیر نظر کر لیا ہے غافل و غم کو بھی چلنے کی خبر کہتا ہے ڈرتے ڈرتے ترے پہرے پہ نظر کرتا ہے بید مجنوں مرے سائے سے حذر کرتا ہے میرے کوچ میں جو رورو کے سحر کرتا ہے ناسے کرتا ہی تو سو نگر سے جگر کرتا ہے ترے کریم کے الہی امیدوار آئے</p>	<p>نالہ کس موہنے سے تو دعوائی اثر کرتا ہے کوئی دنیا سے عدم کو جو سفر کرتا ہے مورد لطف مہی غیر مگر اس پر بھی اپنی وحشت بڑی رونق صحرائے جنوں غیر سے پوچھتے ہو کون تم دید ہے کسا آزار کشیدہ ہی کہ راتوں کو اثر کہتے حشر میں زاہد نگاہ گار آئے</p>

<p>ترا خیال جو یوں دل میں بار بار آئے جن میں موسم گل جو شہر ہزار آئے اسی لیے تری نخل میں انگار آئے مگر تجھے تو دل منہ دلا کر ادا کر آئے یا ادا کر آئے ہیں ساقی کہ کوہ سار آئے بہادری سے گئی شہر خاکے مار آئے</p>	<p>غم فراق میں کیونکر مجھے قرار آئے ہمارے خزاں ہو گئی تو پھر لے دل برنگ سفید ہیں پیش غیر جلنا کھتا اینس سنائیں ہم افسانہ بیفکری کا کتنی تھی ساتھ میں کیا مگر کوہن کی روح اثر ہوا کی جانب گئے تھے بہر شکار</p>
<p>ذکر کیا فریاد و محنوں کا کہ اوار وین تھے تاسمیر ہم آتش خیر سے انگار وین تھے دل بھی لے لے جیاد ہم دہرے گزرا وین تھے ہاے وہ روزن جو تیری گھر کی دیوار وین تھے لے آئے کے دھن ہوئے ہیں اب بخوار وین تھے ابھی ہر جہاں پر عالم بڑی تشنگان تھے کچھ خیال لے اہل غفلت کو دیکھ کر اکابر تھے اب قرینہ ادبی اس شیخ کی محفل کا ہر شام سے اترا ہوا چہرہ کہ کامل کا ہے لے آئے حاصل یہ تیری سعی لا حاصل کا ہے</p>	<p>یاد کرانی کو جو تیرے عشق کے مار وین تھے محفل انعام میں تھے جو وہ رونق فروز تھے جن میں بھی ترے دام مجھ کے اسیر غیر کے کہنے سے ہوں لے بانی ہیرا دہند صوفی صافی بنے ہیں کچھ تو کیسے خیر ہے کیا کہیں سپہم کہ کیا نقشہ دل بسمل کا ہے خواجہ دہر میں کیسی ہیں یہ سرستیاں ہمعین یاس ارباب وفا کیونکر تنوں آج وہ خورشید رو کیا جلوہ گر ہے بام پر پامال یاس ہی ہوتی رہی کشت وفا</p>
<p>اس سن میں آدمی نہیں رہتا ہے آدمی آتش زد و بدل و خرمن ایام سوخت آتش جلوہ رخسار تو آسمان سوخت سوخت عشق تو مگر باہم و سامان سوخت</p>	<p>کیا کیا نہ بچ پیری میں سہتا ہے آدمی بر جن تو تنہا جگر و جام سوخت شوق نظارہ حسن سر طور مکتبہ دماغ پنہاں بدل و نالہ سوزاں زبان</p>
<p>زلف سیاہ و کا کل بچاں ندیدہ رنج و مصیبت شب بیدار ندیدہ جو رج و جھٹکے آں ہنہ خواب ندیدہ</p>	<p>ناصح تو جلوہ رخ جاناں ندیدہ بیشم گوز سخی روجہ سدا سخن نہ غرہ مشو بہر و عطا پیش کہ اے اثر</p>

بسم اللہ الرحمن الرحیم منہاج دیوان نواب فتح محمد

مشاق لکھنوی

لطف جس کا تاج سہرتا قیصر نغفور کا
گوش مشرک کیا سنو وہ غلغلہ ہے ودر کا
پر نیان لطف حق سا تر ہے جسم غور کا
شعلہ کے سر پوشش نے ڈھانکا نہ نہ تو کا
خرد لجا نیسے بڑھ جاتا ہے دل مزدور کا
سر میں سودا نہیں ہے سماں کا
نہ گریباں کا ہے نہ داماں کا
خیم ہوں محراب طاق نسیاں کا
ابنو مشاق قصہ ہے دانکا
ایک غنچہ تھا مگر نیکے گلستان نکلا
ڈھونڈ بنہ تھکوا مرا قافا سلجاں نکلا
شعلہ حسن حجاب رخ جان نکلا
پاؤں صحرایں نہ بیکے تو گریبان نکلا
نکر کرے پہ نہ اک صیغہ میراں نکلا

یہ جو ظلم ہے تو اللہ ہے عساں میرا
برق و باران کے سوا کچھ میں حاصل میرا
ساتھ دیہی نہیں مگر درخشندہ لہیرا

پردہ پوش ایدل دی، بزمہ گداے نور کا
شورش حدت جو حد لامکاں سے ہے یلند
اہتمام پردہ پوشی ہے گدا کو یک ضرور
سوز عرفاں میرے دل کا کیا چسپائی آہ گم
صبر بھی دے گا اوٹھائیکو دیا ہے ہار غم
مکب میں خواہاں ہوں تاج سلطان کا
اشک بے تاب ہے برابر باد
خود فراموش ہوں ضعیفی میں
ہر چشمہ سوار ضی پاک بھفت
ٹکڑے ہو کر مرے منہ سے دل نالان نکلا
جان دی تیش تجھ میں تیری آؤ سست
ہوئی طاقت نظارہ کسی عاشق کو
قید ہونے سے مرے بڑھ گئی وحشت میری
نکر کس نحو سے کی علم میں صرف اک مشاق

جو رگ و دل سے ہر اسان نہیں کچھ دل ہیرا
بلخ عالم میں عجب خرم بر باد ہوں میں
قافلہ الہیہ کی سب نے بھی چھوڑ دیا

<p>میں وہ کشتہ ہوں کہ تیرے ہی قاتل میرا دیکھو وہ کشتہ ہے وہ کشتہ ہے وہ کشتہ ہے ہاں میں کشتہ ہوں کہ تیرے ہی قاتل میرا ہاں میں کشتہ ہوں کہ تیرے ہی قاتل میرا</p>	<p>مار ڈالا ہے مجھے نیک کے مرجانے نے تنہا کہا ہوں میں کس پر جگری سے تیری رہ مقصود میں ہاں کبھی تو میرے چپ پتے کے چرچہ کو ہر اک رشتہ</p>
<p>باندہ لوں دامن کشتہ کے منتا جشتہ کا شل ہی بازو سچکے پڑا کرا اور اک کا غلڑہ روئے گدا ہے اوڑکے جنا خاک کا جو بدن کا رنگ ہی وہ رنگ ہی پوشاک کا تھا کس میں لکھنید ہے صرہ جواو کی ہاک</p>	<p>جی میں ہی پیوند ہوں جو ٹخنوں میں خاک کا انگرا لوان قدرت تک تمہے پہونچے گا کیب خاکساروں کیلئے ہی حسن وضع انک ر پھوٹ نکلا جو جواو س گلہ رس کے تن کا حسن کرا جا کر رہے آرزو مشاق کی</p>
<p>پتا ملا ہمیں اسے ناز تیرے مسکن کا تیرے نہ برقی نے پایا مسرے شبنم کا اگر میں بیٹھتا ہوں تنگ میرے کو پڑا ہی سر مرا رنگ سیا پریدہ بنگیا بیضا ہر مسر بچھا جاتا ہی خود دل صورت شمع تھر میرا ہوا کہ گڑی خوشید سے پختہ شمسیر ہوا ہے آو سیر گرجا ہے گا اگر وہ گرجا پڑا ہے گنبد گردوں پہ پڑا جاتا ہے سر سبز کہ ہر کچھ مند مل ہوتا چلا زحسم جگر میرا بنانا گرجا بنان سحر تار خطیر میرا پختہ جاتا ہی وہ عیار عنوانی منظر میرا تیرے یاد کے فصل خزاں میں پختہ میرا وہ اقبہ انے کیا یہ انتہا نے کیا خیر بہتہ مجھ گلزار کی ہوا نے کیا</p>	<p>اگر شمسیر دیکھ لیا اس کی چشم بین کا شمسیر تیرے گلستاں میں ہ گئی ہر سو کبھی ہوتا نہیں ہے خم دنیا میں سر میرا کہا سب درد و فرت اداس سے ضعف نالوان جو خم یاس ہے کیا مجھ سے روشن ہو گئی بھٹل کیلئے عشق ردو آتشیں نے دل پکایا ہی احوال بیٹھ جا بیگا شب فرقت کے ہاتھ سے مجھے بھی ہو گیا و درانی سر عالم کے چکر سے دم بعد ہی اب اسے خواہش ناخن ہا شمسیر نگہ مسر کی نہ اک پل انتظار ہو رہو صلت میں جفا ہونا ہی الفت کی نگہ سے دیکھتا ہوں گ کمال علم اے مشاق حاصل ہو فی میں مریض کر کے فنا عشق کا جفا نے کیا فراق میں خفقان دل کا ہو گیا درنا</p>

<p>تم آئے شبکو مرے گھر پہ دن خدا کی نیر، چٹا کا گلا یوں مری دفانے کیس چٹا اس بندہ خدا نے کیس اسکی مری دزدکی روانے کیس یہ مار کس کے دل درد آستانے کیا ہر ذیل بچے میرے دست و پانے کیا سوال کر کے سخی کو جلی گدا نے کیس</p>	<p>ہزار بار یہ چٹا میں کر کے شب وصال ہماری آہ سے کھینچ کر کے وہ بوسے گناہ سب مرے پیش خدا بیاں کیے طلب کے قبل عطا نقصانے بخش ہے</p>
<p>روشن آندی میں چرات شعلہ آواز تہا نبی کر امت ناز کی یا حسن کا اعجاز تہا مقطع انجام اس کا مطلق آغاز تہا یغزل کا آج اسے مشتاق کیا انداز تہا</p>	<p>آپس میں کرتا تھا شبکو وہ غنا پر داز تہا ماہ کر چمکے جو اسنے دم میں زندہ کر لیا سیرے دیوان جنوں کی اتہا تہا تہا شعر کی ہر دم میں تھے سنار دہا وہ</p>
<p>دل میرا تنہی کشتہ کا پرہ اندہ ہو گیا بوش اڑ کے شمع حسن کا پردانہ ہو گیا آتشکدہ خلیل کو خس نہ ہو گیا نہ ہی خندہ لب ہم نہ ہو گیا منسوب ہوئے لغزش مستانہ ہو گیا کیا یہ ہی حسرت دل پردانہ ہو گیا ابو مزاج شیش بھی زندہ نہ ہو گیا کرنا ناکول گیب جو میں دیوانہ ہو گیا قد چمک کے علقہ دریا نہ ہو گیا تا نیر بخشش لغزش مستانہ ہو گیا عالم میں شور بہت مردانہ ہو گیا عصیاں کا مطلب ہے یہ بالائے دوش کیا</p>	<p>یہ آرزو کے مردہ کا دیوانہ ہو گیا جانتے رہے جو اس تو دیکھا جال یا ر دل نے اوٹھائیں سینہ سوزان کیلین وہ مست ناتواں میں جو رویا بغیر تھے سے ہی کے لیے شکر کا سجدہ گیب اگر نکلا نہ غیر خیر انماں کو انتہا بھیر آپس ہوتا ہے شکر استاں تہا گاہ گاہ جنوں بنایا کریں چرخ شہرے رلفست کی اپنی عطا عتیر میں صند نقار میں جو گلیا ساقی کا ناز بھی پا مشتاق تھے صبر ن دنیا کو دی طار ضواک ابونہم کا ہے تجھ کو بوش گیب</p>

ست

بے نشانی ہے زمانہ میں نشان کو دوست
اک یاد را ہر سحر و جادو ہر دان کو دوست
آفتاب کو سپر کی طرح
بے چہرہ کے پر سناغہ کی طرح
حدوں سے بونگھ کی طرح
انکلا سودا و شام کی طرح

مشاق پاؤں دوش صبا پر تھے شاہ کے
جبر اوٹھائے تھے درخیز نئی طرح

روح نکلی تو شبیم گل خوشبو کر
حسن چمکے بلال شب کیسو ہو کر
بہرہ لگی شمع بھی اک رات میں سو ہو کر
صبح جا میں گئے پسار گل شب ہو کر
کالقاہ میں زمانے کے اقارب مشاق
چمھ سے سب نیش زنی کرتے ہیں بچھو کر

ابھی باقی ہے چھچھ دیوار گلستاں پر
نہ ہم صحنِ جن میں ہیں نہ دیوار گلستاں پر
پر و نکا سا بیاں چہا ہے دیوار گلستاں پر
قص ثوبے ہوئے رہے ہیں دیوار گلستاں پر
ہزار دلق کے نیچے ہیں دیوار گلستاں پر
ہماری قید کا دن کھدے دیوار گلستاں پر
گاماں میں ذرا تم اپنی رنگ آمیزیاں دیکھو

نزاروں رنگ میں مشاق دیوار گلستاں پر
جلکہ مجھے نزار غنہ شکل نہال شمع
اس گل گاہے چمھ نہ چلی قیبل و قائل شمع
بنکر وہواں نکلتا ہے گرد و ملال شمع

مر گیا عشق خسار پر رہو کر
حلقہ زلف سے جڑہ جائیگا در رخ یار
جان دی سوز محبت سے جو پروانے نے
باغیاں ہم ترے گلشن میں ہیں گئے کاشب

وہ ہے حسن و کرم رنگ پر خارا جاناں پر
نہ پہلے ہیں فقط رنگیں طہریت ہیں
ہے کہ پہل کے کچھ ایک
پہچان دیدی ہوئی شمع
نہایت میں التوحنا دل کے
ہے کیا دیو کی بدت امیری کی

تیں دل بجا ہوں پر نہال میں مثال شمع
منہ دیتے ہیں یار کا خاموش ہو بجلی
کرتی ہے ضبط دل میں چور و ناول کا یہ علم

عاشق کو رازداری معشوق سے ضرور
 پروا کے جل کے آتش غیرت سے چر مرگے
 پروا فوں کے حوالہ سوزاں کھج
 محض میں لو لگائے ہیں دانے سے
 مشاق سورفت

پروا
 محض
 سال
 سال

آنسو بنا ہوا جسم حسن ہوں مثال

ہوں میں دشمن دل نہیں گوہر محض
 مرگے مجھ دلبوز نے نام اپنا روشن کر دیا
 آند و شد میں جس کے روح ہے کیونکر بقیم
 نجد میں کہتا تھا جنوں دیکھ کر خیم غزال
 بزم سے باہر کیا پھجان کر اوس نے مجھے
 شعر کو بھی ہے مری روشن کلامی سے فرغ
 برودہ کرتا ہے جو دامان حریر سے
 روشنی حسن نے یہ عشق کو بخش فروغ

ہے مراد ان سوید خسانہ دل میں چراغ
 خوں کے دہ بن کے شمشیر فائل میں چراغ
 ہو ہوا جہاد ہاں جلتے سے مشکل میں چراغ
 جل رہا ہے یہ کر لکیر کی محض میں چراغ
 دل جلا میرا جلا ہی او کی محض میں چراغ
 بیت میں مصوں ہی باسی کی محض میں چراغ
 جیسے شرماتا ہے شام کی محض میں چراغ
 باغ کا ہر گل بنا چشم تھا دل کا چراغ

بزم جاناں میں اند میرے سے نہ لے مشاق

دل تو جلا ہی نہیں جہاں جو محض میں چراغ

چاندنی مہتاب کی بھیلی جلے گہر گہر چراغ
 سیر کو گور غریباں کی وہ شب کو جائیں گے
 کب سے ہے میری سیر بھی نجد پر منتظر
 شب کو دکھائے کہ امت فیض ساقی کا گھر
 بے ججائی کا رسائی گرد دکھائے وصل میں
 وعظ میں اجٹا کیا ہے بادہ اسر کا فوکر
 جب کہا میں کہ تل جو روشنی بولا وہ سوچ
 سب محبت تالہ کھان بیسل دیوانہ عشق
 سیر عالم نظر آنے کی الفت میں ہمیں

وصل کی شب ہے بچا دے
 آج تکے پر لگائے آٹم
 دیر اب کیا ہے بچا دے
 جام زریں میں جلائے بادہ
 اپنے دامن سے بچا دے وہ پری پیکر چراغ
 آج وعظ نے جلائیے سر منبر چراغ
 کیوں بڑا میں لپٹی شب کا تو ہی زور چراغ
 محوش گل باغ میں سنتا نہیں فسانہ عشق
 جسم جم بن گیا کشکول گدا یا نہ عشق

میں نہ اسرار
 عشق رخ
 خون نہ کس
 کو نام ہے خاکہ جگر میں
 سرش بہت ہے توں بے اختیار
 جس حبیب ہے اگر انجام کار عشق
 مجرب اہل قسم ہو رنگ بہا
 مشرق کی نظر میں ہو گرا عشق
 دشت مری ہے جب وہ ملکے نگار عشق
 صحرائیں ہم بھڑکے تو مے را نہ عشق
 میں کیا میں دیکھا دل جو رنگ بہا
 چھوٹے کی بھر پور ہوا دل سے کیا رنگ عشق
 ایسا جہاں میں کوئی نہیں غلسا
 کبیر طرح سے ہوں مست و لا
 توں کے نشان سب مٹا دے

آگ رہے جگر میں پروا ہے دانا عشق
 بادہ مرگ سے بہرہ زبے ہیں جگر عشق
 مجھے سے نقاب رخ جاتا نہ عشق
 ہونے چسپاں رخ ویرا عشق
 جہاں بھرے ہیں لالہ زار عشق
 جہاں میں عاشقوں کی غمت دیا عشق
 روکے ہوئے بچام کو لے شہر عشق
 بادا بکام اہل جہاں روزگار عشق
 بار جنوں نہ لائے اگر شاخا عشق
 بنجائے حسن بندہ طاعت گدا عشق
 نقش قدم میں دشت میں آید عشق
 چھلکے بے کلاہ سدا اعتبار عشق
 بنجائے آہ سرد و بجا عشق
 سر میں بھری ہوئی ہے ہوائے دیا عشق
 حمد ہے تو لپہ زندگی استعار عشق
 گرد و بار چڑھوں میں تو لے غبار عشق
 اب ایک داغ دل ہو قسط یادگار عشق

شہان سود غم کا نہیں یا ر کو یقیں
 کیونکر دکھا حال دل داغدار عشق

بہر پردہ پوشش دل داغدار عشق
 عینہ قریب ہے نہ کیا حال زار عشق
 دل کیو لکھیں لالہ زار عشق
 حاصل ہوا عدد و کو نہ لطف بہا عشق
 با حکم مثل و داسے یا بخشد و خطا
 آفت میں دل کو ہے کہ تکلف کا فرا

پنہاں تیر قبائے سکوں ہے شہر عشق
 دل کا خبار اٹھکے بسا پردہ عشق
 شہر جس ہے موج خیم بہا عشق
 کھنکھاتی بھی نہ دیدہ بد میں عشق
 بیٹھا ہوا ہے دیر سے تعصیب عشق
 سو جام بادہ ہوں تو نہ بدلول خمار عشق

ہنگامہ دہم سے تو جو حاصل و بار عشق
 میرے خیر میں جو سہاگت ہے خار عشق
 بر باد کر دے موت بجلیں جو
 خار جنوں پیچھے جس سسر رکھتا ہے
 فرقت میں غم و غن ہے دل راز
 پیدا میں دیدہ آفت بول است بھر
 الفت میں غرق ہو تو اوجھل صدہ و الم
 کیا گوگو ہے اہل طریقت کا حبرا
 دل بویہ اگر جو سمجھے بھا ایک نہ ایک
 سارا عالم ہے تری کھات میں دلچسپ
 رسن ہے کلم طبع ہے سوخ اور دنیا لطف حال
 راز دواں دل کو بیا کہ چکر گو میرے

ہوں ہیں چہاں ہیں چہاں ہے نہ سہاگت و عشق
 کشتی ہے مہم کی لب رو دبار عشق
 مجھ و بسا پہلے ہو تو بنے راز و عشق
 ظکرے مہم صبر و رضا ایک نہ ایک
 لوت ہی لے گا جہاں کا مزا ایک نہ ایک
 لے ہی جائیگا ان کھوئے جہاں نہ ایک
 چاہئے محرم اندر جفا ایک نہ ایک

غیر ہو اس میں کہ ہو حاسد فن اسے مشتاق

میری چو کھٹ پر رہے ناصیہ سا ایک نہ ایک

بدبو کہ نیک عشق میں انجام کاڑل
 بزم جہاں میں راز کھلا میرا مثل شمع
 ہے یہ کسی کے تیر نظر کا ابد و اوار
 اسکو یقین عشق مرے سوز غم سے ہے

بے اختیار دل ہے تو کیا اختیار
 مہم سے لگی جو آگ تو کھلا بج
 فزاکہ اگر نہ دین بندہ
 شعیر بنا ہے ساج

مشتاق کس لیے غم عالم ہے بچہ سے دور
 کافی ہے اوس کی قید کو نیر احضار دل پر

وہ راز میں کہ جو ہیں اپنے اختیار میں ہم
 شب وصال کی گستاخوں سے ہو نہ خفا
 ہمارے گل تن کا یہ اشارہ ہے
 اظہور ہے مولا غلام میں مشتاق
 شگفتہ دل ہوئے موسم جوانی میں

نظر کی طرح سے ہیں چشم اختیار میں ہم
 خطا معاف نہ تھے اپنے اختیار میں ہم
 کبھی پھلے نہ گلستاں روزگار میں ہم
 حضور آئیے بیٹھے ہیں انتظار میں ہم
 وہ پھول ہیں نہ کھلے موسم بہار میں ہم

میں ہیں

کہ خاک جڑ میں لگا اور کوہ میں وقایں ہم
نہا اس رخسار کی بے برگ اس پہن میں نہیں
سے عالم اسبا اور کچھ چین میں نہیں
ایسے دیدہ مخوبر کی پیک نون میں
پہنہ نہ پہنہ جیسے لٹے ہوڑ پٹاں میں
سج عریاں نظر آتی ہے جو پروا اول میں
جل کیں ل کے امیدیں مری پڑاؤں میں
آتش مے سے مے آگ نہ مچا نول میں

خزان
غم بہا میں
کثرت سے

اندول میسر
وہا تک لیتے ہیں وہ منہ صرم سے انہا ہرگز
بزم جاناں میں جو کیں غیرے تعین روشن
گرمی بزم قدح خوب ہیں اسے مستو

دل بٹلا میں غم سرور میں نہ کیونکر مشاق

ہم لے اسکے شمع اباست کے ہیں پروا اول میں

لطف خمار عشق سے ناب میں نہیں
اسبا زور بال طیار سیلاب میں نہیں
ایک ارزو دمرے دل بیتاب میں نہیں
اب شرم ادن کی چشم مگر اباب میں نہیں

راحت کا ساز نشہ کے سباب میں نہیں
اگلی سی وہ ترب دل رہتا سب میں نہیں
جھنجھٹ تو جو مکاں میں تو کیا کوئی رہ سکتا
خسب شب وصال ہے کستارخ ہو دلا

مشاق ل کے کرے ہیں کیوں پچھ سے دشمنی

گر گر دضرع طینت اسبست اباب میں نہیں

بہ بد دعا حضور کی میسروری دعا سباتہ
نہا چہرہ کچھ آئے نکا با وجہ سب سباتہ
وہ اتھارہ اچھ سباتہ نہا ہم اتھارہ سباتہ
دل میسر نور کے کچھ نہیں اسکی سب سباتہ
آپ بقلا بھی چاہتے تھے نہا سب سباتہ
انکھوں سے پرستہ آٹھو کے نہا سب سباتہ

خو با وین سباتہ سباتہ
سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب
سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب
سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب
سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب
سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب سب

مشاق ترانہ مستحق کیونکر سب سب سب

کیوں اپنی جان دینے کے لیے سب سب سب

بہ بد دعا حضور کی میسروری دعا سباتہ

شب غم عشق کیسویں سحر کی

شب فرقت میں دل مردہ ہوا ہے
تن لاغیر کا پڑناکس طرح نکس
ہوئی اریشہ سے ایسوسے
شہد ارعشق کو سوزا لہ سے
صدائے آہ سب اندھیل ہو گیا
در از اتنی نہ ہوں فرقت کی راتیں
غزل کو دیکھ کر کی مدح مشاق
رنج سے برکتہ تیری زلف چلیا کیا ہے
عرب حسن او سکا تو بڑے مرنے نہیں دیتا ہر دم
پچھ سے یوں پچھتے ہیں وہ مرنے والے
قصہ شاید ہے مرنے والے جدا کر کے کا
شعر اس رنگ کی تو کوئی کہتا ہی نہ تھا
ہر شام وصل بھل دل شاد و شاد ہے
دل شوق آرزو سے ہی سینے میں بھرا
سے یاس کا بھوم مری آرزو کے گرد
پھانا نہ میں لگاؤ لگا سینے کے زخم پر
درا آہ سے سینے میں جب تیرا رکھ کا
اپنا پیچھے کے اوس نے لگاؤ میں مجھ پر
سے وجہ کہ ہر شمع گلستاں میں ناگہ گہا
مشاق لیکے ساتھ ہے اجاس کا نفاق
روشن ہے داغ قلب تو اب وہ یاس ہے
میرا بند جاؤں مجھے میں کس طرح واعظا
ایکے اوٹھتا ہے مردہ مجھ پر نگاہ کر
کتب پر سے حال نہ ار کی اس کو خبر نہ
ردیا جو میں تو غیظ کی تم نے کیوں لگا

سب زبانت ہو کر
جو جگر کی
بے گھر ہے
غنایت بھی یہ ارباب نظر کی
آج یہ کانیر و ونیدار کا چھڑا لیا
شوق کہتا ہے چلا چل یونہی بھٹا کیا ہے
تیری دوکان میں لے نا جو غم کیا کیا ہے
تل کے پھلے جو بیٹے ہوا راد اچھا ہے
اسی ل کا ترن مشاق طریقہ کیا ہو
ہنر کام کفشیانی شمع مراد ہے
یہ صید زخم خوردہ یہ مراد ہے
بر و اذوں میں کہہ ہی ہوئی شمع مراد ہے
میں سے رختہ بندیا بابا ہے
دل سے کہتا ہی تو ہے
بہر زخم تن کر
یہ بلبلوں کے خون کا
جو پاک بند سلسلہ است
چلنے سے اس چرخ کے یہ گہرا داغ ہے
بھگا ہوا شہر اب میں سارا میں
اک بہتیرا بھی ترے نامے کے پاس ہے
کس دن ہو اسے شوق مری نامہ بردہ ہو
گرد ملاں تو تو یہ یہ نظر سے نہ تھی

تیں

کہہ آرزو اسیر کس نظر نہ تھی
آندی سہاوا دھجی تھی گردنفر تھی

مے سے سوزم فریاد کی ہے
زری ہوئی قامت سرور یا دہ ہے

س از روز جوادا من سہاوا دہ کی ہے
یہ بنا برہی محض سہاوا دہ کی ہے

کڑے ہیں راہ میں یہ درد کارواں کے لیے
حصار بن کر رہے گرد کارواں کے لیے

اخفا سے راز عشق لب لباب ہے
رحمت کہے خطائے جوانی سے

چل لے قضا کہ تیغ ادا بیلان ہے
بر سر بن معاملہ اختلاف ہے

ضمیر اے حسرت زادیہ احوال ہے
تیرا قصور دست درازی معاف ہے

بیاض صبح کا جلوہ سواد شام میں ہی
از عجب یہ ساقی کے فیض عام میں ہی

رحیق مصطفیٰ عشق ایر سے بیام میں ہی
مشابہ ہیں مہر سے لبہائے خمار خم شاد ہے

کہ ہمارے صبح و شام جیسا ہے غریب ہے
بر آئی آرزو قیدی رہا ہوتے ہیں زنداں ہے

سہر میں لائے سے اٹھتا نہیں ساقی کے احساں
جنوں آیا ہے راہ کو چہ چاں گریباں ہے

نویں غم حرم میں
جسکو سچے جوں

سوزش قلب بڑھ
جان کرے سے جو بڑھتا ہے

لکھیں ہیں ام و غم سرور جاں کے لیے
ہماری آرزو میں ہیں بخار دل کی اس

انظار و بر میری جھوٹی میر معاف ہے
زادہ ڈرائے قہر خدا سے مجھے اگر

ابرو سے پار کھل گئی المناقب رخ
ستوں کی نرم گلشن میں بی کا اتحاد

میں بول، تولاظم دل سوزاں میں گوشہ گیر
برادہ نہیں کے چل میں جوں جوینے ہاتھ

چرخ ترا زلف مشک فام میں ہے
کے چلتا ہے نرم میں ساغر

کہ ہے دل میں لفت ساقی
نہ ہے بھو رنج نرا دہ ہے

ت بھیرے روز بھیرے
ساقی و ارماں مے دل کے نکلی پیر

جوں یہ ساغر پہ ساغر بادہ نوشوں کو
ہوئی ہے ابتدا جادہ وری سے میری خوشی کی

پار ہو قلم غم سے تو مرا دل چھڑے
نوں دیا غم دست نہورج کو شکل چھڑے

تو کہے قتل تو جاؤں میں سوئے ملک عدم

جل کے مرنے سے ہوئی گورغیاں روشن

نہ نگ اپنے قصہ غم کے بیاں میں ہے

اللہ کیا حال ہے جہاں سے اور جہاں سے

قل کا میرے اشارہ کر کے کیوں ہم

دل میرا ادا نہ ہوگا دل دنیا سے ہے

چھوڑ کر مطلب کا مضمون ہنس کے ہوتا ہے

سب زب تکلف ہاں سے خدا دل سخن میں ہے

سوز و روت سے ایک نگاہی ہے جسم میں

جوشی کے ساتھ ہوئی ہے زمانہ میں غم کی

میں کچھ فائدہ رہیں مزا جو کونوں سے

کر کے خوش ساقی میسر ہیں آگاہی خودی

نیسا بخشو نگاہ دیدہ راضی اور سے آنکھوں کو

منایا میسر سے میں دو غمیت دور گور سے

جہن جہاں کے پیر عشاق کہو حق اس گل

خوش گو یہ کون چلیں غم پر داز سے

فرق چنانا بر نہایت ہوئے تاج حسن

ایتمہ باقی ہے دنیا میں سکندر مرگیا

ہما میرے بے غم کی تاثیر پر بھی سے

ما تو ان سے نہ بیا ہے جو ہر سوز از جگر

میرے روت سے میرے روت دل بارت سے

ما نگہ قری رہا ہے ہاں سے باجھان بکھرا ہے

دل سے نہ گزرتا ہے دوست تار و جھان کے

کے کیا یہ یاد و چاند سے ہر پہلو پر ہے

پانی پانی کر کے اپنے خفا سے ایسے شرم تو

و اسے غمت کر لے رہا ہو دشمن سب فقط

شع

سو

رہ گئی
بناوٹ گئی

روت اور گئی

کہ بڑا تھکا ہوا ہے

میں نے آج ہاں باگوشی لیل جن میں ہے

شعلہ ہے یہ کہ غم ہاں سے بدن میں ہے

شب عشرت نہر تھی ہے جس کو صبح نام کی

گلستاں میں کہ کوہ کب چھوچا ز گل سے

گدا ہے آگ بینا کھلے آواز عشق سے

چراغا آرزو روشن کرونگا انشیں گئی سے

ہوا و راں صبر سائی گھر و رس غم سے

بناوٹ و شنائی کر سو اوچھم جیل سے

آرزو نے دل کیا ہر شہر آواز سے

تاریت محبوب پر زیاں

خند ہے کچھ تاشا

ادھر بیت ہے جھنڈا

اب ستائی نہیں دیتی تھا

ساز عشرت کی حد انسو سے

آسمان جن پر ہم ہنگشتاں

ہم اسی غم میں سب تھکا ہوا ہے

چشم حسرت سے ہم اپنا تیشاں لکھا ہے

آج وہ آئینے کا دریاں رواں لکھ گئے

ہم تریج نقش پڑے رفقاں و یکساں گئے پو

روزِ فرقت نے دئے دماغ جگر میں کیا کیا
کوچہ عشق میں لٹتی ہو مزارِ دل و جان
رات دن دماغ اسیرِ دلوں لاکر لے ہیں
قتل کو میرے جو باندھی ہو سرو ہی اسنے
مجھے سیکھا ہے شیبِ غم میں جو اندازِ فغان
یار کا طالب دیدار ہوا ہے جب سے
کیا غرض حاسد کمین سے نیچے اڑا ہوا
سجدہ کے ذوقِ شوق میں ایسے زمانہ تھا
اس شکر کا جو گوشہ زین ہاتھ آگیا
ان سے جب تن لا غبر نہ اور سکا
یاد لگا وٹ کے دھنکے تھے
تس ساقی کے رنگ میں
ہر بدن آسمان کا
ہر جیس اپنے تھین نازک خیالوں
سبزہ چمن عارضِ جانان سے نکالا
تھی رخصتِ بدن کی بھی غضبِ قیامتوں میں
الطافِ شہنشاہِ اسمِ عام ہیں ظاہر
دشوار یا رہے ہر گلہ آجسمن میں کیا

مشعلیں جلتی ہیں دن کو میرے گھر میں کیا کیا
رہزنی ہوئی ہے اس راہِ گز میں کیا کیا
نگل کھلا کرتے ہیں متیاد کے گھر میں کیا کیا
بل پڑے جاتے ہیں قاتل کی کہ میں کیا کیا
دردِ ہر نالہ درخشانِ سو میں کیا کیا
خاک اڑا کرتی ہے آئینہ کے گھر میں کیا کیا
آبرو دھری اربابِ نظر میں کیا کیا
کیا کجسہ مراد ترا آستانہ تھا
مثلِ عبا میں بھی برابر روانہ تھا
تیوری بدل گئی کہ یہ کیا نشانی تھا
مجھے بھی میلِ غیر سے بھی دوستانہ تھا
ظاہر میں گولباس مرا صوفی نہ تھا
فسرادیون کی آہ نہ تھی نازیبا نہ تھا
لیکن میں عاشقِ سخن عاشقانہ تھا
ہنگامہ کو یاروں نے گلستاں سے نکالا
مشکل سے گھلا طوقِ گریباں سے نکالا
بندہ کو بھی قیدِ غم عیساں سے نکالا
کیون چپ رہیوں زبان نہیں ہو دین میں کیا

اس شمع رو کو دیکھتے کہتے ہیں ۱۲

خیال جس طرح نور کا جہا

وہ نشہ میں نہ لڑاتے تھے آ

ما خط جو وہ کرتے تو چند سطر

ہمارے خون کا اس گلبدن کے ہاتھوں میں

اب اس کی نبدہ نوازی جو خند سے طام

جس طرف تھا بام جان فطرت اگر لیکیا

نامہ بر کو میں نے لکھی ساری شرح آرزو

آنکھیں ساقی سے ملا کر خیر جب نصرت ہو

مانگتا ہوں میں بھی مسجد میں دعائیں وصل کا

اس طرح دنیائے اوٹھوں یا آلہ العالمین

جگر میں داغ خون عیب دیتا جا

بہار تو بہ شکن آگئی ہر اسے ساقی

بلایا سے آپ گلا کاٹ لون میں ای قاتل

عاشقوں کا کوئی پیرسان عید خوابان میں نہ تھا

وہاں اسی تھی ہمارے نادیک دلور کی

لوٹ لی اس نو نہال حسن نے ساری ہر

بچو دی میں حال دل کیا عرض کرتا آئینہ

کیون کیا بدنام ملا ہر خوش وقت زچھے

دل جلایا تو فسر و غم رخ زیب و بچھا

اپنے قابو میں جو جو سس بانگو دیکھا

بارے میں ہر سن گل سے جسا بچھے کانٹے

عاشقانہ ہی محبت لے جانے لکھتے

بہ تھا

ب نہ تھا

ہمارے حرم کی کچھ حد نہ تھی صفا تھا

نامہ بر بیٹھے رہے بازی کو تر لیکیا

ایک نط کیا لیکیا دفت کا دفت لیکیا

شریبت دیدار پیا لون میں بھر کر لیکیا

جھکو بھی عشق تبتان اللہ کے گھر لے گیا

سنب کہیں طاف غم آل ہیر لیکیا

نشانیاں مجھے تو اس شباب دیتا جا

چمن کی خیر ہو جام شراب دیتا جا

کمر سے کھول کے تیغ خوشاب دیتا جا

پھول بلب کے ہوئے نام گل

جب ذرا کھٹکا ہوا نشہ

فصل گل کا نام تھا کچھ بھی

اور ہی عالم میں تھا نرم

آئسوں کا تار بھی میری گریب

ہمیں گھر بھونک کے آ رہا

اور بل کرنے لگی زلف دیتا کو دیکھ

یار نے جھکو کھی اپنی تبت کو دیکھ

میں نے اس بت کو نہ زہد نہ خدا کو دیکھا

پاؤں پڑتے ہوئے دیکھ اوجھ کو دیکھ	کرو
کپتے ہوئے تیغ ادا کو دکھا	
مسانی کی طرح گردش میں یہ کیا آج	دیکھ
غین کا کام کرتا ہے پر یہ اند آج	شمع رو
تو تیا سے چشم ہو خاک دریم نہ آج	یا خدا عالم حسن کا
عقل سے دست و گریبان کر ترا دیو آج	وحشت دل کی حمایت پا کے اڑوش جو
پھر سبائے جا میں طاہر کوئی دیر نہ آج	وحشت دل پہنچتی ہے جانبِ غربت جنوں
طوبی سے ہاتھ پھر ہے قدور رہا بلند	اے باغبان یہ سرو و صنوبر میں کیا بلند
یام مراد عشق ہی اس سے سوا بلند	یونہی کند آہ فلک تک تو کیا ہوا
اقبال آفتاب ہی اریسہ نقاب	نظارہ کر رہا ہے رخ ہمیشہ ال کا
کس بکسی کے ساتھ ہیں دست و عابد	کٹنا جو آفت شبِ غم کا محال ہے
ہے ہر طرف سے غلطہ مر حبا بلند	طاہر مشاعرہ میں پڑھی آج وہ غزل
کہان پاؤں پھیلا دے ہیں محفل کروڑ	چلے کوچہ زلف سے دل نکل کر
کھٹکتے ہیں سینہ میں دل سے نکل کر	یہ ناسے ہیں یا خار اے ناتوا فی
نظر نے قدیم لے لیے ہیں پھسل کر	آنکھوں نے لے لیے ہیں وہ صاف
کسی اور کا دل وہ دیدیں بدل کر	و اپنی امانت جو مانگوں
کے کون طہر سے فکر غزل کر	نارمانہ میں قدر سخن ہے
واہ کیا پاسے نظر پڑے ہیں انگاروں پر	برا بر ترے رخساروں پر
دہن زخم پہنے دیتے ہیں تلواروں پر	دچارے قافل نے لگایا کیا کر
کوہ غم ٹوٹ پڑا ہے جگر آنگاروں پر	ضبط فرما دو فغان کا بھی کوئی موقع ہے
تم تو کچھ جان دے دیتے ہو بیاروں پر	وہ عبادت جو آتے ہیں تو کہتے ہیں قیسا
یہ بھی ممکن ہے کہ آج آگ نہ گاروں پر	ہوں اگر احمد مختار شفیق اسی طہر
انصاف طلب کے ہیں دو کا دوسرے	انجان نہ بن عشق کی روداد مجھ سر

جو چاہو کہو عاشقِ ناستا
یہ چشم میں ہو صورتِ سرافسدا
کیوں رہنے دیا سینہ میں درد
صحرا میں حساب آبلہ پانی کا ہے

ہم یہ بھی ادب
نفاذ سخن دینے لگے داد سمجھ کر
یہ گوہر مقصد مجھے مل جائیگا کب تک
وہ زخموں کی بدھی ہو رہنا نیک کب تک
اب قدر ہوئی ہو تو وہ پھٹتا نیک کب تک
اشک جگر آلود ہے جا نیک کب تک
وہ غیر سے ملنے کی قسم کیا نیک کب تک

نظر دل سے گزانا ہے اگر ناز میں دامن
نہ ہر میرے اشار پر کہنے لگے احباب
ذرتے تری افشاں کو نظر آئیے کب تک
شمشیر دوسرے جگے میں ہو حمل
غصہ میں حسینوں کو مجھے قتل کیا تھا
ناصو رہیں کیا بدھ خونبار ہمارے
طاہر مری تقدیر بدل جائیگی کس دن

سو میں ہزار میں ہیں تری فخر و اثریاں
چل چل کے رہ گئیں صفتِ نر و اثریاں
رکھ دے مزار پر جو وہ سب بدر
لائی ہیں دور سے بیٹھ کر

نالے کا پھول ہیں کہ گل دردِ ایڑیاں
ایک ایک گام پر ترے جانا زمرے
بیتاب ہو کے پلوں سے آنکھوں سے چوم لوں
اگر خار چند آئے ہیں نذر ہو قبول
میں کیوں سناؤں دشتِ نوردی کا ماجرا
کوئے صنم سے آئی میں آتا تو پوچھ لوں
طاہر کی یہ غزل ہو کہ تصویر ہو کوئی

تاری سے چھٹک جاتے ہیں

افشاں کبھی چلتے ہیں جو وہ رلف و تائیں
چلتی رہی تلوار ہو اہو گئے اغیار
کیا جان کشاکش میں پڑی دمِ خست
وہ غنہ کا بھی کیا پاس نہیں ہو دمِ تیریں
جلا ہر لب چاہ بخش کی الفت ہوئی ترک

ہم پاؤں جمانے رہے میدانِ وفا میں
روکیں تھیں ہم یا دلِ وارفتہ کو تھا میں
زلفوں میں گرہ دیتے ہو یا بند قبا میں
کیا جان گئی ہو ہوس آہ بھائی میں

کہ راہ کے رونے لگے غمخوار غفل میں
آئینہ رخسار غفل میں
ہیں تو بیٹھیں مرنے غمخوار غفل میں
دل کے لیے گرمی بازار غفل میں

بچا سہی تڑپ جاتی ہی ہر بار غفل میں
خار ت گروں نے ٹوٹ لیا فقیر میں
سنتے ہیں دو فرشتے ابھی تک اسیر میں
سائل نہیں فقیر نہیں راہ گیر میں
ہم خاک را مالک تاج و سریر میں
جنگی نگاہ میں میرے آنسو حقیر میں
یہ مانگ ہی لکیر ہم اس پر فقیر میں
فضل خدا سے دست خدا دستگیر میں

و عا فقیر کی ہو جائے مستجاب کہیں
کیسی خاک نہ ہو جائے ہجر کا ب کہیں
میں رکھنے بھول گیا ہوں دل خدا کا کہیں
چھلک نہ جائے پیالہ سی یہ شراب کہیں

میری مدد کے لیے آئیں بو تراب کہیں
یہیں رہنے و رہا اب ای گرہش دوراں نکو
یہ بھی دو دن کے نظر آتے ہیں مہاں نکو
کوئی باقی ہو تو دوسے تار گریب ان نکو
پھر بھی پہچان گئے آپ کے دریاں محبو
کیا یہ بڑا دیکھتے نہیں انساں نکو
گلے کا مار ہوئی ہر رک گلو محبو کو

بغ

بیتاب جدائی میں دل زار ہر طاہر
آب کیا ملیں حسینوں سی ہم گوشہ گیر ہیں
خائن چائے زہرہ جینوں کی سپاہ سی
چار آنکھیں بہنے کی ہیں تو عضہ نہ کیجے
دیر پھر سے بیٹھ میں سر پر آفتاب
وہ بھی توروں گریہ ایک دن
کہہ دینگے وہ دیکھیں تو آئینہ
نظر ہنگے طاہر عدو مجھے
کرم کرے بے نقاب کہیں
سمندر نہ ہو اپر ہے

تہاں آپے جس ابرو میں
ت زباں تک دل سی

تہاں طاہر کشود مشکل کا
ہا ہے در جاناں محبو

ہیں صبر و تحمل کا بھروسہ کیا ہے
بیہ چاک جگر کے لیے ای دست جنوں

دہو کے دینے کو فقیرانہ بنائی صورت
دیکھتے ہیں جو حقارت کی نظر ہر طاہر

رہی نفس میں بھی مرنے کی آرزو محبو کو

میں حال سوز جدائی بسیہ
لحد میں رخ نہ کروں کہ سے
میں ساتھ ساتھ چلوں گا اب

یقین ہر نادر عصیاں پسید
حرف ناخواندہ ہر بیل سے چمن کاشت کو
ہمتو ہر حال میں ای مرگ بیاباں خوشی میں
خار بنکر دل شیدا میں آؤ مجھ رہتا ہی
باغباں چاک نفس کو بھی گل آندو دکر
واقعی فکر سخن ہنسکی ای طاہر

میری فریاد حسینوں کے نہ در تک پہنچے
تیری بلکوں نے دیا ناوک دلدوز کا ساتھ
ترک سوداؤ محبت کی کوئی وجہ بھی نہ
بوئیں کس روز پہنچتے ہیں عدم کو عاشق
مجھے کہتے ہیں وہ تیغ دوزبان چمکا کر
جنگی تقدیر نے کی راہ میری اسے طائر

مقطع ہوں تجھ میں حال دل نمناک سے
حال و دولت پس مستانی تری در کے فقیر
اہل بنش کے سکاغیس شمع روشن ہونہ
ایک تیری سادگی میں ہیں ہزاروں غویاں
تیغ ابرو کی صفت ای بار جانی یاد ہے
سنتے سنتے پاؤں سو جا میں تقدس کی طرح
غیر دین محفل میں شاید میرے کوہ کا جو
ارغشہ پیری نہیں غصہ میں کانپ ٹھٹھا ہونہ

گورنی بونہ شکایت نہ کفن کا شکو
لب نمک آتا نہیں اُس غنچہ دہن کا شکو
آنکھیں چوٹیں جو کروں سیر چمن کاشت
ای چکا قہر شاد

کچھ بھی ہمت
چٹکیاں بے
سر سہر نہ
رفتہ رفتہ
دیکھ کر

روز مٹی د
کیسیا یاد آئی ہے
دل متور ہو فروغ
خوشحال گل ہر فقط نیر
صاحب جو ہر ہو نہیں شہ

شام غربت کی بجھے ایسی ہستی
ای صغہ جھکو تو عذر بسید بانی یاد ہے
یوسفانی تیری ای عہد جوانی یاد ہے

K2
(21)

1915.11.18

DUE DATE

